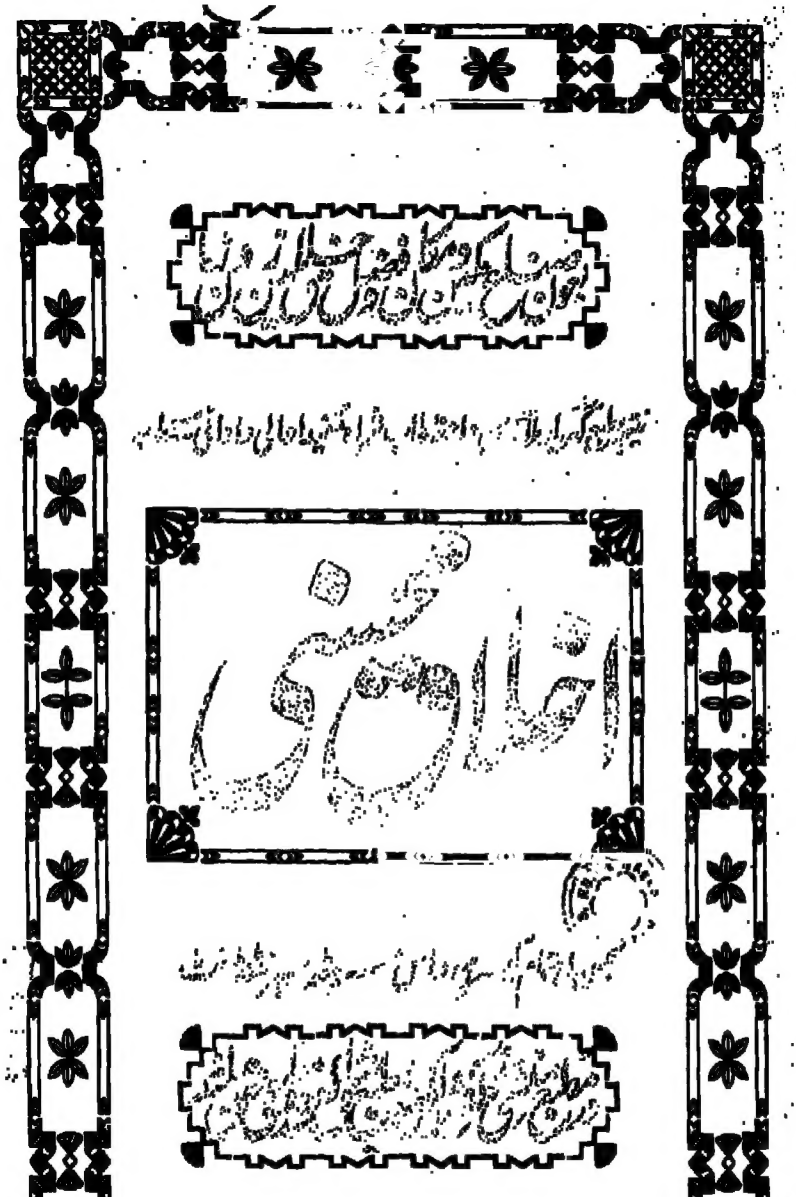

اطلاع ۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست شائع کر چھاپہ خانہ سے طبع کرائی ہو چکے ہے ملاحظہ سے خریداران اول حالات کتب کے صحت قیمت کی ارزانی اور اس کتاب کے کٹھن مشکل ہونے کے تین صفحہ جو سادے ہیں انمیں بھیجنے کا تصور فارسی اردو وغیرہ درج کی جاتی ہیں تاکہ جس زبان کی یہ کتاب ہے اسکے اور بھی کتب موجود ہونے کا خیال رہے قدردانوں کو آگاہی ہو کر خرید فرماویں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
مثنوی مولوی روم کی شرح جدید فارسی اردو		کہ اکثر نسخوں میں ہے موافق اسکے ہے اور
مثنوی مولانا روم فارسی بخط نستعلیق		اور مطلب کہ عنایت اللہ اور شرح
اور چھپی ہوئی ہے قیمت عنایت کی ہے۔		اسکے کہ ساتھ بیان کیا ہے مگر اکثر
شرح مثنوی کا اول دفتر جلد دین فارسی		صفحہ مثال کے لیے لکھے ہیں اور
اسکے بعد ظہور اللہ صاحب نے شرح		شرح کے ساتھ ہی اور بھی کہ
شیخ آذری اسمیں سب سے بڑی جلد		طبع کر دیا۔
ہے کہ دفتر اول سے ششم تک		شرح
ہے گئی ہے اور اسمیں جا بجا		
اور بعد ہر جا اسکے		
ہے۔		
جلد اول		
مثنوی مولانا روم		
شکر		
اور چھپا ہوا		
اور اسکی شرح		
اور اسکی		
شرح		

بعون صنا مکمین و مکا فضل خلا قمین زمان

نتیجہ طبع گہربار ملا حسین واعظ طاب ثراہ مفید عالی وادانی مسمے بہ

اخلاق محسنی

بحسن اہتمام کیسری داس سہیطہ سپرنٹنڈنٹ

در مطبع منشی نولکشور لکھنؤ بطبع مزین مطبوع شد

M.A.LIBRARY, A.M.U.
PE14653

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت پادشاہ علی الاطلاق عزت[1] کلمتہ وجلت عظمتہ منشور دولت سلطان المرسلین وہم
اخلاق المحسنین محمد النبی الامی الامین صلوات[2] اللہ وسلامہ علیہ وآلہ اجمعین بطغرائے
عزت[3] وانک لعلی خلق عظیم موقع ومزین گردانید زیرا کہ حسن خلق نوریست از انوار حکمت
الٰہی وسری از اسرار عزت پادشاہی کہ بدان نور شریف چشم بصیرت منور گردد وازان سر
عزیز معرفت حسن صفات میسر شود واز مضمون حدیث بزرگوار بعثت[4] لاتمم مکارم الاخلاق
مفہوم میشود کہ فائدہ بعثت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تتمیم مکارم اخلاق وتکمیل محاسن
اوصاف بست لاجرم زبان معجز بیان آن حضرت بکلمہ تخلقوا[5] باخلاق اللہ ناطق شدہ تا
امت عالی ہمت دانند کہ تحقق بدین تخلق امریست لازم وارتقا بدین درجہ علیا فریضیست
متحتم[6] واول چیزیکہ در میزان قیامت سنجیدہ شود اخلاق حسنہ باشد بعد ازان اعمال حسنہ
ودر حدیث آمدہ کہ بدرستے کہ مومن بواسطہ خلق نیکو درمی یابد درجہ کسانی را کہ
قائم[7] اللیل وصائم الدہر باشند وحکما گفتہ اند کہ تہذیب اخلاق راہیست روشن کہ

[1] غالب ہے کلمہ اُسکا اور بڑی ہے عظمت اُسکی ۱۲ [2] درود وسلام بھیجے ہمدا اُسپر اور اُسکی سب اولاد پر ۱۲ [3] البتہ تو
خلق بڑے پر ہے ۱۲ [4] بھیجا گیا ہون مین کہ پوری کرون خوبیان اخلاق کی ۱۲ [5] عادت ڈالو اخلاق خدا کی ۱۲ [6] لازم
[7] جاگنے والے رات بھر کے روزہ رکھنے والے ہمیشہ کے ۱۲

جز بانہاج آن منہاج بسر منزل شرف سروری نتوان رسید و جز ببلوک آن طریق رفتن ۱۲ رخت از بادیہ حیوانیت بدار الملک انسانیت نتوان کشید مثنوی

ہر کہ در و سیرت نیکو بود	آدمے از آدمیان او بود
نیکیے مردم نہ نکو رویست	خوے نکو مایۂ نیکوئیست

و اخلاق ستودہ و اوصاف پسندیدہ از ہمہ افراد آدمیان زیادہ تحسن مے نماید خصوص از جماعتی کہ بحکم وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ[۱] زمام اختیار بقبضۂ اقتدار ایشان باز دادہ و بمفتاح عنایت بعنایت تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ[۲] ابواب سلطنت بر روے ایشان کشادہ بیت

خوبیِ اخلاق کان و نیاد و دین	یا فقیری خوش بود یا پادشاہی خوشتر است

و الحمد للہ کہ حضرت پادشاہ دین پناہ مظہر انوار السلطان[۳] ظل اللہ دارای جمشید فر فریدون خورشید منظر صاحبقران اسکندر مکان مرکز دائرۂ امن و امان ممہد[۴] قواعد السلطنۃ البہرۃ مشید معاقد الخلافۃ الزاہرۃ مثنوی

ابو الغازی آن شاہ صاحبقران	کہ داد ست و دران بد سگالش عنان
جہاندار جم قدر گیتی پناہ	کہ خورشید ملک ست و ظل الٰہ
معز[۵] الوری مالک الخافقین	شہنشاہ آفاق سلطان حسین

خلد[۶] اللہ تعالیٰ ظلال خلافتہ و ابد زوال عاطفتہ و رافتہ بین الانام الی قیام الساعۃ و

---

[۱] اور تیرا پروردگار پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور چن لیتا ہے ۱۲ [۲] دیتا ہے تو ملک جسکو چاہتا ہے ۱۲ [۳] بادشاہ سایہ خدا کا ہے ۱۲ [۴] گستراننده قواعد سلطنت روشن استوار کنندہ گرہہاے خلافت روشن ۱۲ [۵] عزت دینے والا خلق کا بادشاہ دونوں طرف یعنی مشرق و مغرب کا ۱۲ [۶] ہمیشہ رکھے اللہ تعالیٰ سایۂ خلافت اسکا اور ہمیشہ رکھے بخشش

اور مہربانی اسکی دونوں جہان میں جو قائم ہونے تک قیامت اور وقت قیام ہونے کے ۱۲

ساعۃ القیام واولاد امجاد کامگار نامدار آن حضرت کہ ہر یک مہر سپہر دولت و جہانبانی وسیارۂ اوج سلطنت وکشورستانی اند واز اخلاق سنیہ واوصاف رضیۂ مرضیہ بقسمی اجزل وسہمے اشمل بہرہ یافتہ اند وعنان عاطفت عالی بصوب اکتساب محامد ومعالی تافتہ فرد

ہر یکے در مکارم اخلاق	شدہ چون آفتاب عالمگیر

علی الخصوص حضرت شاہزادۂ عالمیان نقاوۂ زمرۂ آدمیان گوہر یکتای دریاے عظمت وبختیاری اختر نور افزای سماے ابہت وشہریاری فرازندۂ اعلام دین و دولت فروزندۂ رخسار ملک وملت مثنوے

شاہ قوی طالع وفیروز جنگ	گلبن این روضۂ فیروزہ رنگ
داغ نہ ناصیۂ سرکشان	تیغ زن تارک لشکر کشان

خلاصۃ اعاظم السلاطین زبدۃ اماجد الملوک والخواقین قطعہ

شاہ ابوالحسن معین ملک وملت کہ آفتاب	در مقام احترام از زمرۂ خدام اوست
شہسوار عرصۂ رفعت کہ در میدان قدر	ابلق ایام رام رائض احکام اوست
چون نشان دل بتوقیع انابت زد رقم	لاجرم امروز منشور شرف بنام اوست

خلد اللہ تعالے ملکہ واجری فی بحار السلطنۃ فلکہ آوازۂ توبہ وانابت وانصاف وعدالت او باستماع اقاصی وادانی رسیدہ وہیبت مکارم اخلاقش در اطراف آفاق شائع گشت ع بہر طرف کہ منی گوش مدح او شنوی ۔ واز جملہ صورتے کہ موجب سرفرازی و

---

۱ خلاصہ بڑے بادشاہوں کا ۲ برگزیدہ بزرگ بادشاہوں اور خاقانوں کا ۳ ہمیشہ رکھے اللہ ملک اسکا اور جاری کرے سلطنت کے دریاؤں میں کشتی اسکی ۴ بزرگان ۵ خوان

نیکنامی دنیا وسبب ازدیاد کرامت وسعادت عقبیٰ تواند بود استرضای جانب حضرت سلطنت پناهی ست که بوقتیکه موجبات وحشت واسباب رعب و دہشت بجہت وقوع بعضی وقائع وحالات قائم بود وصول او بملازمت بارگاہ عالم پناہ حضرت اعلی را بغایت مستبعد می نمود بجز داشارتی که از حضرت جم جاہی ظل الٰہی شرف صدور یافت آن حضرت از دار الملک مرو که مستقر عز وجلال بود توجہ نموده باندکی از خواص خدم بے دہشتی ووحشتی عازم پایہ سریر خلافت مصیر گشت وسخن جمعی که درصدد اباواتنا عن الاحسان بوده باشد بسمع قبول اصغا نا نموده اطاعت والد بزرگوار رفیع المقدار را که بحکم ان اشکرلی ولوالدیک مقترن بفرمان برداری حضرت باری ست برہمہ اختیار فرمود وبعد از مدت تمادی مفارقت چون دیدۂ یعقوب کنعان کمال بنور جمال آن یوسف مصر عزت وجلال روشن شد صدای تہنیت وندای مبارکباد از ہر گوشہ بگوش گردون رسیدن گرفت رباعی

فیاض ازل زفیض بے اندازہ		انداخت زمقدمش بشہر آوازہ
شد بلغ مراد ازان بشارت خرم		شد کشت امید ازان بسیدن تازہ

چون شاہزادہ بدین صفت از سائر اقران سمت امتیاز یافتہ بانظار عواطف سلطانی ملحوظ واز آثار مراحم بیکرانۂ خاقانی متحظی ومحظوظ گشت مژدۂ امن وامان بمسامع عالمیان رسیدہ ونسیم بہجت ومسرت از ریاض نشاط وراحت بر صدور آدمیان وزیدہ قطعہ

سینما ۱۲

۱ یہ کہ شکر کرمیرا اور اپنے ماں باپ کا ۱۲ ۲ مبارکباد ۱۲ ۳ نزدیکان داشال ۱۲ ۴ علامت ونقش ۱۲ ۵ بہرہ مند ۱۲

شکر خدا که شام امید زمانه را	صبح طرب ز مطلع عزّ و شرف دمید
هر ناوک دعا که کشاد نداهل راز	از بازوِ نیاز همه بر هدف رسید

اصاغر و اکابر زبان بدعای جانفزای آن سرو چمن سرفرازی کشودند و خواص و عوام بادای ثناو آفرین آن مهر فلک عزّ و تمکین توجه نمودند فقیر حقیر حسین الکاشفی المشهور حسین الواعظ نیز احرام طواف حرم بارگاه سدره اشتباه آنحضرت بسته بسعادت تقبیل انامل دریا فواضل مستسعد گشت و بعد از عرض دعا چون لمعات اخلاق ربانی که از صفحات احوال آن زبدهٔ نوع انسانی لامع و ساطع بود بنظر تحقیق و تدقیق مشاهده نمود خواست که بطریق دعا گوئی و دولتخواهی دو کلمه از اخلاق ستوده و اوصاف حمیدهٔ ملازمان آنحضرت بر ورق بیان مسطور گرداند تا دستور العمل اولاد سلاطین و ابنای خواقین باشد پس تجرید این رساله که باخلاق محسنی مسمی گشته اقدام نمود و التوفیق من الملک المعبود و قبل از شروع بموقف عرض میرساند که چون آدمیان مدنی بالطبع اند یعنی ایشان را از اجتماع و ائتلاف بایکدیگر چاره نیست و امزجه و طباع مختلف اند هر مزاجی را اقتضاے و هر طبعے را مقتضائیست پس درمیان ایشان قانونی باید که بران قانون بایکدیگر معاش کنند بطریقے که بر هیچکس حیفی نرود و آن قانون شریعت ست که تعیین اوضاع آن بروحی الٰهی باشد و واضع آنرا پیغامبر گویند و چون پیغامبر قانونے و قاعدهٔ بنهد کسی باید که آن قانون را بقدرت و شوکت خود محافظت نماید و نگذارد که کسے

لہ گرد اگرد شانہ ۱۲ سہ اور توفیق پادشاہ معبود کی طرف سے ہو ۱۲ سہ کیسے کہتے ہیں کہ اسباب معیشت ہیں اور دن کا محتاج ہوا

از حدود آن تجاوز کند و این کس را پادشاه خوانند پس درجهٔ پادشاهی نبوت ست چه نبی واضع شریعت ست و پادشاه حامی و حافظ آن و ازینجا گفته اند اَلْمُلْکُ[۱] وَالدِّیْنُ تَوْاَمَانِ درینمعنی واقع شده نظم

نزد خرد شاهی و پیغمبری	چون دو نگینند و یک انگشتری
گفتهٔ آنهاست که آزاده اند	کاین دو نیک اصل و نسب زاده اند

لهذا حق سبحانهٗ تعالیٰ بعد از امر بطاعت خود و اطاعت پیغمبر خود بفرمان برداری ملوک و سلاطین فرمود که اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ[۲] پس پادشاه باید که متخلق باخلاق صاحب شریعت باشد تا حفظ حدود شرع بشرائط آن تواند کرد و دیگر باید که تامل فرماید که چون حق تعالیٰ دربارهٔ وے اینچنین کرامتی ارزانی داشته اورا بر طائفهٔ از بندگان خود حاکم ساخته و رایت عظمت اورا در ساحت تعزز تشاء برافراخته و ارادت ازلی افسر اختیار بر فرق اقتدار او نهاده و مشیت لم یزلی زمام امر و نهی جمعی از آفریدگان بقبضهٔ تصرف او باز داده هر آئینه باید که ذات عالی خود را بصفات ستوده و سمات پسندیده موسوم و موصوف گرداند و پادشاه را رعایت چهل صفت لازم ست که بعضے ازان میان وی و حق سبحانه و تعالیٰ باشد و برخی میان وی و خلق و این چهل صفت در چهل باب آورده شد بعبارت فارسی خالی از تکلف منشیان و تصلف مترسلان و در هر باب از روایات و حکایات انچه وقت اقتضا فرموده زبان بدان مسامحت نمود رقم ثبت یافت

[۱] پادشاهی اور دین دو بچے ایک پیٹ کے ہین ۱۲ [۲] فرمانبرداری کرو خدا کی اور حکم مانو پیغمبر کا اور حاکمون کا کہ تم مین سے ہین ۱۲ [۳] عزت دیتا ہے تو جسے چاہے ۱۲ [۴] لالت زنی ۱۲

وَمِنَ اللّٰہِ الْاِعَانَۃُ وَالتَّوْفِیْقُ

باب اوّل در عبادت
باب دوم در اخلاص
باب سوم در دعا
باب چہارم در شکر
باب پنجم در صبر
باب ششم در رضا
باب ہفتم در توکل
باب ہشتم در حیا
باب نہم در عفت
باب دہم در ادب
باب یازدہم در علو ہمت
باب دوازدہم در عزم
باب سیزدہم در جد و جہد
باب چہاردہم در ثبات و استقامت
باب پانزدہم در عدل
باب شانزدہم در عفو
باب ہفدہم در حلم
باب ہژدہم در خلق و رفق و نرمی
باب نوزدہم در شفقت و مرحمت
باب بستم در خیرات و مبرات
باب بست و یکم در سخاوت و احسان
باب بست و دوم در تواضع و احترام
باب بست و سوم در امانت و دیانت
باب بست و چہارم در وفا بعہد
باب بست و پنجم در صدق
باب بست و ششم در انجاح حاجات
باب بست و ہفتم در تانی و تامل
باب بست و ہشتم در مشاورت و تدبیر
باب بست و نہم در حزم و دور اندیشی
باب سی ام در شجاعت
باب سی و یکم در غیرت
باب سی و دوم در سیاست
باب سی و سوم در تیقظ و خبرت
باب سی و چہارم در فرصت
باب سی و پنجم در کتمان اسرار
باب سی و ششم در اختتام
فرصت و طلب نیکنامی
باب سی و ہفتم در رعایت حقوق
باب سی و ہشتم در صحبت اخیار
باب سی و نہم در دفع اشرار
باب چہلم در تربیت خدم و حشم و آداب ایشان

باب اوّل در عبادت

و آن پرستش حق سبحانہ تعالے باشد بادائے فرائض و واجبات و ترک قبائح و

محرمات وانقیاد اوامر و نواہے و اتباع سنن حضرت رسالت پناہ[1] ہے و مقرر ست کہ عبادت حق سبحانہ و تعالےٰ در دنیا واسطہ سلامت ست و در عقبےٰ رابطہ نجات و کرامت بیت

سرمایۂ سعادت دنیا عبادت ست	پیرایۂ کرامت عقبا عبادت ست

پس پادشاہ باید کہ صفحۂ احوال خود را برقم عبادت بیارا ید تا خداوند تعالےٰ بدہد او را انچہ در دنیا و آخرت شاید بکار آید و فرمان برداری خدای بر حسب فرماندہی خود لازم باید شناخت و روزہا بکار مردم و شبہا بکار خود باید پرداخت آوردہ اند کہ حضرت مرتضےٰ علی[2] رضی اللہ عنہ در زمان خلافت روزہا بسیاختن مہمات خلائق مشغول بودی و شبہا بعبادت و طاعت خالق اشتغال نمودی گفتند اے امیر چرا این ہمہ رنج و محنت بر خود روا میداری نہ بروز آسایشے و نہ بشب آرامشی فرمود کہ اگر در روز بیاسایم رعیت ضائع ماند و اگر در شب بیارامم فردائے قیامت من ضائع مانم پس روز مہم مردم می سازم و شب بکار حق می پردازم یکی از سلاطین ہرات از شاہ سبحان قدس سرہ التماس نمود کہ مرا وصیتے کن شاہ گفت اگر نجات دنیا و درجات آخرت میخواہی شبہا بدرگاہ الٰہی داد گدائے میدہ و روزہا در بارگاہ خود بداد گدایان میرس قطعہ

چون بندگان حق ہمہ فرمان بر تواند	تو نیز بندگی کن و فرمان حق ببر
ہر پادشہ کہ خدمت حق را کمر بہ بست	بندند خلق ہم زپئے خدمتش کمر

[1] صلے اللہ علیہ وسلم [2] خوش رہے اللہ اُنسے ۱۲ [3] پاک کیا جاے راز اُنکا ۱۲

نسخہ بیدار ۱۲

وچون خوی رعیت تابع خوی بادشاہ است کہ الناس علی دین ملوکہم پس ہرگاہ بادشاہ[1] میل طاعت وعبادت کند رعیت نیز بدان کار راغب ومائل شوند وبرکات عبادات رعایا نیز بروزگار او وصل[2] ومتواصل[3] گردد

باب دوم در اخلاص

واں پاک ساختن عمل ست از ریا[4] وغرض وسائر علل[5] وراست کردن نیت باخدائے عزوجل بیت

ہرکہ باخلاص قدم میزند	عیسیٰ وقتست کہ دم میزند

پس باید در ہر کارے کہ سازد نیت او طلب خوشنودی حق سبحانہ باشد نفس خود را دران دخل ندہد کہ غرضہای نفسانی علمہای حقانی را تباہ کند آوردہ اند کہ یکے از خلفای خراسان فرمودہ اند تا بے ادبی را در موقف سیاست داشتہ تازیانہ میزدند آن شخص در اثنای آن حال زبان وقاحت (بے شرمی ۱۲ بے حیائی وحدت ۱۲) بکشاد وخلیفہ را دشنام داد خلیفہ امر کرد (یعنے حکم ۱۲) تا دست از وبازداشتند واورا آزاد کردند یکے از خواص بارگاہ خلافت پرسید در محلے کہ تادیب آن شوخ چشم بے شرم زیادت بایستی سبب بخشیدن وآزاد کردن چہ بود خلیفہ گفت من اورا برائے خدا ادب میکردم چون مرا ناسزا گفت نفس من ازان متغیر ومتاثر شد ودر صدد انتقام (اثر پذیر ۱۲ بے ۱۲ بدلہ لینا ۱۲) آمد نخواستم کہ در کار حق سبحانہ نفس را دخل دہم کہ این صورت از شیوۂ اخلاص دور ست وصاحب عمل غرض آمیز را

فضیلت ثواب محروم ومہجور نظم

[1] آدمی اپنے بادشاہ کی راہ پر ہیں ۱۲ [2] پہونچنے والے ۱۲ [3] پیہم پہونچنے والے ۱۲ [4] دکھانے کو کام کرنا ۱۲ [5] جمع علت ۱۲

از بخشش آتش من تیز شد	کار الٰہی غرض آمیز شد
داعیۂ نفس چو نبود در رو	معنی اخلاص نماند اندرو
کار کز اخلاص نشد بہرہ ور	ترک چنان کار سزاوار تر

باب سوم در دعا

وآن عرض نیاز ست بدرگاہ الٰہی و درخواستن مرادات از فیض وفضل نامتناہی و ہر صاحب دولتی را کہ کلید دعا بدست آمد ہر آئنہ بوعدۂ اُدْعُونِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ در اجابت روے وی کشادہ میشود و دعا یا برای تحصیل منفعت ست یا برائے دفع مضرت و سلاطین را از ہر دو نوع چارہ نیست یکی جر منافع کہ نظام ملک و قوام سلطنت ست ہر آئینہ آنرا بزاری و نیاز از حضرت غنی کارساز درخواست باید نمود تا بفراغت بر سریر اجابت متمکن تواند بود بیت

ہر مسند ناز کے نشیند بمراد	آن کس کہ رہ نیاز بر دل نکشاد

دوم دفع مکارہ و مضار کہ آن ہجوم خصم و غلبۂ دشمن باشد یا بلاہای دیگر چون آلام و اسقام و آن نیز جز بتضرع و بکاوزاری و دعا مندفع نگردد چنانچہ حضرت مولوی رومی قدس سرہ در مثنوی فرمودہ نظم

ای کہ خواہی کز بلا جان وا خری	جان خود را در تضرع آوری
با تضرع باش تا شادان شوی	گریہ کن تا بے دہان خندان شوی
کین تضرع را بر حق قدر ہاست	وان بہا کانجاست تو آری را کجاست

سلہ دعا مانگو مجھسے کہ قبول کرون مین تمھاری دعا ۱۲ سلہ جمع مضر یعنی نقصانہا ۱۲ سلہ مول لے تو یعنی چیز لے تو ۱۲

ای خوشا چشمے کہ آن گریان اوست	وی ہمایون دل کہ آن بریان اوست
آخر ہر گریۂ ما خندہ ایست	مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

در اخبار آمدہ کہ دعای پادشاہ عادل مستجاب ست ہر تیر دعا کہ سلطان عدالت شعار بر کمان امکان نہادہ بشست درست اخلاص بکشاید بیشک بہدف اجابت و نشانہ استجابت میرسد آوردہ اند کہ در شہری از بلاد اسلام چند شبانہ روز متصل باران بارید بشابہ کہ کار ہا بر مردمان دشوار شد و راہ آمد و شد فروبستہ گشت منزلہا روی بویرانی نہاد و دغدغہ در خاطر خرد و بزرگ افتاد جمعی از اہل تنجیم میگفتند کہ از نظرات فلکی استدلال میتوان کرد کہ تمام این شہر بواسطۂ کثرت آب خراب خواہد شد مردم دل از خان و مان برداشتند و جزع و فزع در خلائق افتاد چون کار از حد گذشت و طاقت طاق شد رجوع بسلطان کردند او مرد عادل و پاکیزہ سیرت بود اہل شہر را تسلی داد و خود بخلوت در آمد و روے نیاز بر خاک نہاد و گفت بارخدایا ہمہ خلق بر خرابی این شہر اتفاق کردہ اند تو قادری کہ تصور ایشان را باطل کنی و آثار قدرت خود بخلاف انچہ در خیالہا میگزرد ظاہر گردانی فی الحال باران منقطع شد و آفتاب بر آمد و این دلیل روشن ست کہ چون پادشاہ پاک اعتقاد بود و دل او با رعیت راست باشد ہر دعا کہ در بارۂ خود و ایشان کند بشرف اجابت اقتران می یابد قطعہ

پادشاہے کہ نہاد از رہ لطف	بر سرت افسر شاہنشاہی

۱ یعنی بوجہ ۲ ۱۲ خلش ۱۲ ۳ بیقراری ۱۲ ۴ ویرانی ۱۲

هرچه میخواهی ازو خواه که او	دهدت هرچه ازو مے خواهی

باب چهارم در شکر

وآن سپاس وستائش باشد مر منعم را بانعام او وچون نعمت سلطنت بزرگترین نعمتهاست پس سلطان باید که بشکرگذاری وسپاس داری این نعمت قیام نماید وشکر هم بدل باشد وهم بزبان وهم باعضا وجوارح[1] اما شکر بدل آنست که منعم حقیقی را بشناسد ودانند که هر نعمتی که بدو رسیده از فیض بغایت ولطف بی نهایت اوست اما شکر بزبان آنست که پیوسته حق را یاد کند وکلمه الحمدلله بسیار گوید که گفتن این کلمه وفاست بشکر نعمت اما شکر بجوارح آنست که قوت آن نعمت را در طاعت منعم صرف کند وهر عضوی را از اعضا بطاعتی که بدان عضو مخصوص ست مشغول گرداند مثلاً طاعت چشم آنست که نظر در مخلوقات بعبرت[2] کند ودر علما وصلحا بنظر عزت بنگرد ودر ضعفا وزیردستان بشفقت نگاه کند وطاعت گوش استماع کلام الٰهی واخبار[3] حضرت نبوی علیه الصلوٰة والسلام وقصص اکابر دین وپند ونصایح مشایخ واهل یقین ست وطاعت دست احسان بافقیران ومحتاجان وطاعت پاے رفتن بمساجد ومعابد ومزارات اولیا وتفقد[4] درویشان خالص وگوشه نشینان بی طمع وزیارت علما وعلی هذا وچون بحکم لئن شکرتم لازیدنکم[5] شکرگزاری سبب زیادتی نعمت ست حق سبحانه وتعالیٰ[6] ملک ومال وجاه وجلال او را زیادت گرداند بیت

---

[1] یعنی اعضا ۱۲ [2] پند پذیری ۱۲ [3] حدیث ۱۲ [4] آنچه در رود وسلام ۱۲ [5] مقرر اگر شکر کروگے زیاده دونگا بین تمکو ۱۲

is awarded abundantly

شکر سوء شہر سعادت برد	ہر کہ کند شکر زیادت برد

آوردہ اند کہ سلطان سنجر ماضی انار اللہ برہانہ در دیہے میگذشت خرقہ پوشی بر سر راہ او ایستادہ بود سلام کرد سلطان چیزی میخواند سر جنبانید و بزبان جواب وے نگفت درویش گفت سلام کردن سنت ست و جواب دادن فرض من سنت بجاے آوردم تو چرا ترک فریضہ کردی سلطان از روے انصاف و صلابت اسلام عنان باز کشید و باعتذار در آمدہ فرمود کہ ای درویش بشکر گزاری مشغول بودم از جواب تو غافل گشتم درویش گفت کرا شکر میگفتی گفت خداے را کہ منعم مطلق ست ہمہ نعمتہا دادۂ اوست و ہمہ عطایا فرستادۂ او

از ماہ تا بماہی واز عرش تا بفرش	ہر ذرہ از وے شدہ مستغرق نعم	

درویش پرسید کہ بچہ نوع شکر میگفتی سلطان جواب داد کہ بگفتن الحمد للہ رب العالمین کہ شکر جمیع نعمتہا درین کلمہ مندرج ست درویش گفت ای سلطان تو طریقہ سپاسداری نمیدانی و وظیفۂ شکر گزاری بجاے نمی آری شکر تو باید کہ بقدر فیضان نعمت الٰہی و تراوف موہبت نامتناہی باشد کہ روزگار دولت ترا حاصل و ایام شوکت ترا شامل باشد و شکر نہ ہمین باشد کہ یک نفس عندلیب نغمہ سرای زبان را بر گلبن الحمد للہ مترنم داری و بس شکر سلاطین کہ در حضرت مالک الملک موقع قبول یابد و بدرجہ الشاکر یستحق المزید متحقق شود آنست کہ بر ہر چہ داری شکری کہ مناسب آنست بجاے آری سلطان سنجر التماس نمود کہ مرا بران مطلع گردان درویش گفت شکر سلطنت

۱؎ روشن کرے اللہ دلیل اُسکی ۱۲ ۲؎ یعنی مضبوطی ۱۲ ۳؎ سب تعریف خدا کو کہ رب سارے جہان کا ہے ۴؎ شکر کرنے والا لائق زیادتی کے ہے ۱۲

عدل بست بر عموم عالمیان و احسان با جمیع آدمیان و شکر فسحت مملکت و وسعت
عرصهٔ ولایت طمع ناکردن در املاک رعیت و شکر فرمان روائی حق خدمت فرمان بران
شناختن و شکر بلندی بخت و بسیاری اقبال بر افتادگان خاک مذلت و
ادبار رحم کردن و شکر معموری خزانهٔ صدقات و خیرات را جت اهل استحقاق
مقرر داشتن و شکر قدرت و قوت بر عاجزان و ضعیفان نبخشودن و شکر صحت
بیماران ستم رسیده را از قانون عدل شفای کلی ارزانی فرمودن و شکر بسیاری لشکر
و سپاه آسیب ایشان از مسلمانان دور ساختن و شکر عمارتهای عالی و باغهای
بهشت آئین مساکن و منازل رعیت را از نزول خدم و حشم معاف داشتن و
خلاصهٔ شکرگزاری آنست که در حال خشم و رضا جانب حق فرو نگذاری و آسایش
خلق را بر آسایش خود مقدم داری بیت

نیاساید اندر دیار تو کس	چو آسایش خویش خواهی و بس

سلطان ذوق سخنان درویش دریافته خواست که از مرکب فرود آید و وی را نیابت
کند چون در نگریست هیچ جا درویش را ندید و کس از وی نشان نداد بفرمود تا این کلمات
را بآب زر نوشتند و دستور العمل روزگار خود ساخت شعر

پند حکیم صیقل آئینهٔ دل ست	مقصود هر دو عالم از آن پند حاصل ست

باب پنجم در صبر

و آن شکیبائی باشد بر مکاره و بلیاتی که از حق تعالی به بنده میرسد و صبر صفتی بغایت

سله حج ملک ۱۲ سنہ ۱۲ اکتوبر ۱۲

مقبول و مرضی ست و منقبت صبر همین بس ست که بمضمون انّ اللہ مع الصّابرین عون الٰہی در دنیا با ایشان باشد و بفحوای انّما یوفّی الصّابرون اجرھم بغیر حساب مزد ایشان در عقبیٰ بسیار و بی پایان در اخبار آمده است که حق سبحانہ وحی فرستاد بحضرت داؤد علی نبیّنا و علیہ السلام که ای داؤد تکلّف نمای تا اخلاق مرا پیرایۂ روزگار خود سازی و از جملۂ صفات من یکے آنست که صبور رم بیت

صبر بہتر مرد را از ہر چہ ہست	تا بیابد بر مراد خویش دست

ہر کہ در تیر باران حوادث سپر صبر در سر کشد ہر چند زود تر خدنگ امیدش بہدف مراد برسد زیرا کہ صبر مفتاح فرج ست و در خانۂ راحت جز بدین کلید نکشایند قطعہ

کلید در گنج مقصود صبر ست	در بستہ آن کس کہ بکشود صبر ست
چہ خارا ے کوہ و چہ دیبای گردون	لباسے کہ ہرگز نفرسود صبر ست

در کلمات ملوک ترکستان آورده اند کہ افراسیاب مرا مرای خود را گفت کہ ہیبت و ہیکل مردان و ابہت و شوکت ایشان فریفتہ مشو و بلافی کہ زنند و دعوی کہ کنند مغرور مگردید تا وقتیکہ ایشان را بیازمائید بصبر و پائدارے کہ اگر بر محک صبر تمام عیار (یعنی کامل) ایشان را بمردانگی اعتبار کنید بیت

نہ بدعوی ست قدر و قیمت مرد	قیمت مرد صبر داند کرد

آورده اند کہ روزی یکی از امرا پیش پادشاہی ایستاده بود و شاہ با او در مہمے مشاورت میفرمود قضارا اکژدمے در پیراہن وی افتاده بود و ہر ساعت امیر

---

۱ البتہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۱۲ ۲ پورا ہی دئے جائینگے صبر کرنے والے اجر اپنا بحساب ۱۲ ۳ ہمارے نبی اور اُن پر سلام ۱۲ ۴ تیر باران باضافت مقلوب ای باران تیر یعنی بسیم رخنین سہام بکثرت ۱۲ ۵ یعنی بسیار جلد ۱۲ ۶ یعنی تیر ۱۲

رامی گزید و بہ نیش زہر آلود خود ضرر میرسانید تا وقتیکہ نیش وے از کار بیفتاد و ہر زہری کہ داشت بکار برد و آن امیر مطلقا دران مشاورت قطع سخن نکرد و تغیری در وظاہر نشد و سخنش از قانون عقل و قاعدہ حکمت انحراف نیافت تا بخانہ آمد و آن کژدم را از جامہ بیرون کرد این خبر بپادشاہ رسید متعجب و متحیر گشت روز دیگر کہ امیر بملازمت سلطان آمد فرمود کہ دفع ضرر از نفس واجب ست تو چرا دیروز آزار عقرب را از خود مدفع نساختی جواب داد کہ من آن نیم کہ شرف مکالمہ چون تو پادشاہی را بسبب الم زہر کژدمی قطع کنم و اگر امروز در مجلس بزم بر نیش کژدمی صبر نتوانم کرد فردا در معرکہ رزم بہ تیغ زہر آب دادۂ دشمن چگونہ صبر توانم کرد پادشاہ را این سخن خوش آمد و مرتبہ او را بلند گردانید و بدان مقدار صبر کہ کرد بمراد و مقصود رسید بیت

گرت[1] چو نوح نبی صبر ہست در غم طوفان	بلا بگردد و کام ہزار سالہ برآید

باب ششم در رضا

و آن خوشنودی باشد بہر چہ از قضای خداوند سبحانہ بہ بندہ رسد و بباید دانست کہ تیر قضا را ہیچ سپر نمی شایستہ تر از رضا نیست ہر کہ سر بر آستانہ رضا و تسلیم نہاد زود بر صدر مسند سروری و سرافرازی تواند نشست قول او تعالیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ[2] مؤید این حال ست و منقبت اَلرِّضَا بِالْقَضَا بَابُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ[3] مؤکد این مقال شعر

تقدیر چو سابق ست تعلیم چہ سود	جز بندگی و رضا و تسلیم چہ سود

آوردہ اند کہ یکی از انبیای کرام علیٰ نبینا و علیہ السلام در مناجات خویش

---

[1] از بحر محبت مثمن مخبون مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن ۱۲ [2] خوش ہوا اللہ اُن سے اور خوش ہوے وہ اللہ سے ۱۲ [3] راضی رہنا قضا سے بڑا دروازہ خدا کا ہے ۱۲ [4] ہمارے نبی پر اور اُنپر سلام ۱۲

میگفت الٰہی راہ نمای مرا بعلمے کہ سبب خوشنودی تو باشد خطاب رسید کہ خوشنودی
من از تو موقوف ست بخوشنودی تو از قضای من چون تو از قضای من راضی باشی
من ہم از تو راضی باشم **بیت**

ہر کہ راضی شد از قضاے خدا	بہرہ مے یابد از رضاے خدا

دلی کہ بنور رضا روشن شد از مقدرات الٰہی روے نہ پیچد و با مقتضیات قضا الفت
گیرد و ہر چہ از اقتضای قدر بدو رسد بخوشدلی و رغبت تمام در پذیرد و ہر آئنہ بدین سبب
اندوہ و ملال پیرامن خاطر او نگردد و ہموارہ شاد کام و خوشدل گذراند **نظم**

ہر عزیزے کہ با رضا خو کرد	فرح و عیش روے با او کرد
خوش در آمیز از صفاے ضمیر	با قضا و قدر چو شکر و شیر

باب ہفتم در توکل

و آن دل برداشتن ست از اسباب و بحضرت مسبب الاسباب توجہ نمودن و کفایت
کارہای خود را از حق سبحانہ طلبیدن و ہر کہ کار خود بخدای تعالیٰ تفویض نماید و در ہیچ
پیش آید اعتماد بر کرم الٰہی کند ہمہ کار او بر وفق دلخواہ ساختہ و پرداختہ گردد **مصرع**
تو با خدای خود انداز کار و دل خوش دار + و پادشاہ را لازم ست کہ در ہمہ حال
رسم توکل فرو نگذارد تا عنایت الٰہی کارہای او را چنانچہ باید و شاید برآورد آوردہ اند
کہ روزے بادشاہے از عالمی پرسید کہ نصرت اہل ایمان در چند چیز ست گفت در دو
چیز یکی در ادای نماز و یکے توکل بر کرم کارساز پادشاہ بنای کار خود برین دو چیز نہاد
و این دو خصلت را عادت کرد ناگاہ او را دشمنے پدید آمد و با لشکر گران روی بدار الملک

وی آورد و نیز با سپاهی که داشت متوجه خصم شد چون نزدیک یکدیگر رسیدند و مهم بر حرب[۱] قرار گرفت شبی که روز آن مصاف[۲] مقرر بود آن بادشاه همه شب نماز میکرد یکی از ارکان دولت گفت این زمان بیاسای که فردا روز مصاف ست گفت من امشب کار خدا میکنم و فردا کار خدا ست هر چه خواهد کند مرا با آن هیچ کاری نیست و دران هیچگونه اختیاری نه گفت پس تهیهٔ[۳] اسباب حرب کن و معرکهٔ قتال را آماده باش گفت زره توکل پوشیده ام و کار خود بوکیل لطف حق باز گذاشته فرد

ما کار خویش را بخداوند کار ساز	بگذاشتیم تا کرم او چها کند

علی الصباح که صف مصاف راست کردند و هر دو لشکر در برابر یکدیگر صف برکشیدند مدد الٰهی از عرصهٔ وانزل[۴] جنود الم تروها در رسید مصرع لشکر تائید حق از ملک غیب آید برون فی الحال که چشم سپاه خصم بر چتر و رایت پادشاه با توکل افتاد عنان اختیار از قبضهٔ اقتدار ایشان بیرون رفته هزیمت[۵] را غنیمت شمردند و بی آنکه حربی واقع شود و کار زاری دست دهد روی بگریز نهادند و شر دشمن بکفایت شد بیت

صبح ظفر از مشرق امید بر آمد	اصحاب غرض را شب سودا بسر آمد

باب هشتم در حیا

و آن خصلتی شریف و سیرتی مقبول ست و حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم حیا را شاخی از درخت ایمان گفته که الحیاء[۶] شعبة من الایمان و حیا از شرائط نظم عالم ست اگر صفت شرم از میان برافتد و هیچکس را از هیچکس شرم نباشد

[۱] لڑائی ۱۲ [۲] صف آرائی ۱۲ [۳] آمادگی ۱۲ [۴] اور آتارے لشکر کہ نہ دیکھا تم نے انکو ۱۲ [۵] بھاگنا ۱۲ [۶] شرم ایک شاخ ہے

مناظم جہان خلل پذیرد و مصالح خلائق از یکدیگر فرو ریزد اما صفت حیا نمیگذارد
کہ ہر کس ہر چہ خواہد بکند بیت

صفت شکن قلب[1] مناہی حیاست	راہزن خیل ملاہی حیاست

پس معلوم شد کہ خاص و عام را از حیا فائدۂ تمام ست و بی تاب آفتاب حیا ثمرات
اخلاق نارسیدہ[2] و خام شعر

گر حیا نبود بر افتد رسم[3] عصمت از میان	در حجابے در میان ست از تقاضای حیات

و یکی از اقسام حیا حیای جنایت ست یعنی گنہگار از کردار خود شرم دارد چنانچہ
حضرت آدم صفی[4] علی[5] نبینا و علیہ السلام چون در بہشت گندم تناول نمود و لباسہا
کہ پوشیدہ بود از تن او فرو ریخت او بچپ راست میگریخت و در پس ہر درخت پنہان
میشد خطاب رسید کہ ای آدم از ما میگریزی گفت نے خداوندا از تو چگونہ گریزم
و کجا تواں گریخت اما از خطای خود شرم میدارم مصرع کہ گر گناہ بخشد ژرف بسیارے
ہست ✤ قسمی دیگر حیای کرم ست کہ کریم شرم دارد کہ خواہندہ از درگاہ او خجل
باز گردد و در حدیث آمدہ کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ بصفت حیای کرم موصوف
ست چون یکی از بندگان ہر دو دست خود را در دعا بحضرت او رفع کند شرم
دارد کہ دستہای او را از فضل و رحمت خود تہی باز گرداند بلکہ نقد مراد برکت
آرزوی وی نہد بیت

محال ست اگر سر برین در نہی	کہ باز آیدت ست حاجت تہی

[1] میانہ لشکر ۱۲ [2] کچا ۱۲ [3] بچانا برائی سے ۱۲ [4] برگزیدہ ۱۲ [5] ہمارے نبی برادر انپر سلام ۱۲

وہنایت کرم آنست کہ سائل را از نزد خود شرمسار و منفعل باز نگرداند چنانچہ در اخبار آمدہ کہ در عہد مامون خلیفہ اعرابی بود کہ در شورہ زاری نشو و نما یافتہ و جز آب شور و تلخ ندیدہ و نچشیدہ بیت

مرغی کہ خبر ندارد از آب زلال	منقار در آب شور دارد ہمہ سال

for seeking livelihood

وقتی در قبیلۂ اعرابی قحط افتاد و بضرورت جہت تحصیل توشہ از وطن مالوف[1] و مسکن معہود[2] بیرون آمدہ چون از شورستان درگذشت بر موضعے افتاد کہ خاک پاکش صالح[3] زراعت بود غدیرے[4] دید مقداری آب باران در وے جمع شدہ و ہبوب[5] ریاح[6] خس و خاشاک از و دور ساختہ آبے در غایت صفا و لطافت[7] بنظر وی در آمد عرب ہیچ بار آب بر روے زمین ندیدہ بود متعجب شدہ و پیش آمدہ وقدری ازان آب بچشید در مذاقش بسی شیرین و خوشگوار نمود با خود گفت کہ من شنیدہ ام کہ حق سبحانہ و تعالی در بہشت آبی دارد شیرین کہ طعم آن ہرگز متغیر نگردد چنانچہ در قرآن آمدہ فیہا انہار من ماء غیر آسن[8] اگر غلط نکنم حق تعالی بر فقر و فاقہ من بخشودہ و بمزد گر سنگی و بیچارگی من این آب از بہشت بدنیا فرستادہ حالا مصلحت در آنست کہ قدری ازین آب برداشتہ نزد خلیفۂ روزگار ببرم و او بہر آئینہ در مقابلہ این خدمت در بارۂ من احسانے فرماید و من و اہل بیت من بر کت انعام خلیفہ از قحط باز رہیم پس مشکی کہ ہمراہ داشت ازان آب پر ساختہ راہ بغداد پرسید و روے بدار الخلافت نہاد ہنوز میان اعراب و بغداد مسافتی ماندہ بود کہ

[1] الفت کردہ شدہ ۱۲ [2] معین ۱۲ [3] وزیدن باد ۱۲ [4] جمع ریج ہوا ۱۲ [5] پاکیزگی ۱۲ [6] بہشت مین نہرین ہین پانی سے کہ متغیر نہین ہوتا ۱۲

گوکبۂ حشمت و دبدبۂ عظمت مامون رسید اعرابی معلوم کرد کہ این خلیفہ است و عزم شکار دارد فی الحال بر سر راہ آمد و زبان بدعا گوئی و ثناخوانی بکشاد مامون بدو متوجہ شدہ پرسید کہ ای اعرابی از کجا می آئی گفت از فلان بادیہ کہ اہل آن بغصہ قحط و بلای غلا درماندہ اند گفت بکجا میروی گفت بدرگاہ تو آمدہ ام و دست تہی نیستم بلکہ تحفہ دارم و ہدیۂ آوردہ ام کہ دست آرزوی ہیچ کس بدامن وصال او نرسیدہ و دیدۂ تمنای ہیچ مخلوقی جلوۂ جمال او ندیدہ خلیفہ متعجب شد و گفت بیار تا چہ آوردی اعرابی مشک پیش آورد و گفت ہذا ماء الجنۃ این آب بہشت ست کہ درین عالم کسے ندیدہ و نچشیدہ

بیت

آب مگر شیرۂ شاخ نبات	در مزہ ہمشیرۂ آب حیات

مامون رکابدار را فرمود تا قدحی از ان آب بزودی آورد آبی دید متغیر اللون و کریہ الرائحہ و دسومت مشک اعرابی در وی اثر کردہ در رنگ و بوی آن تغیرے عجب یافتہ خلیفہ قدری ازان بچشید و بغراست دریافت کہ صورت واقعہ چیست شرم کرم رخصت نداد کہ پردہ از روی کار وی بردارد گفت ای اعرابی راست گفتی این عجب آبی لطیف و شربتی غریب ست این را بہر کس نتوان داد پس رکابدار را فرمود تا قدح آب را در مطہرۂ خاصہ ریخت و مشک را در زاویہ انداخت و در محافظت آن آب مبالغہ زیادہ از حد نمود پس روی باعرابی کرد کہ یا وجیہ العرب تحفہ زیبا و تبرکی پسندیدہ آوردۂ حاجت تو چیست و چہ مدعا داری گفت یا خلیفۃ المسلمین

---

۱ قحط ۱۲ ۲ یہ پانی جنت کا ہے ۱۲ ۳ بدلا ہوا رنگ ۱۲ ۴ بدبو ۱۲ ۵ چکنائی ۱۲ ۶ یعنی برتن پانی کا

مردم من ازفاقہ وبینوائی درمعرض تلف اند امید بفضل خدا دارم وبکرم تو خلیفہ فرمود تا
ہزار دینار حاضر کردند گفت ای اعرابی این زر ہا بگیر و ازہمین جا باز گرد و روے
بوطن خود نہ اعرابی زر گرفتہ فی الفور باز گشت یکی از خواص پرسید کہ حکمت درین چہ بود
کہ ازین آب کسی را نچشانیدی و اعرابی را ازہمین موضع باز گردانیدی مامون فرمود
کہ آن آبے بود ناخوش مزہ و بدبوی امّا بہ نسبت آبی کہ اعرابی بدان پرورش یافتہ بود
اورا آب بہشت می نمود شایستی کہ چون یکی از شما قدری ازان آب بخوردی و بسر کار
نارسیدہ اعرابی را برآن کار ملامت کردی و طعنہ زدی و آن بیچارہ منفعل شدی و اگر او را
ازہمین جا باز نگردانیدمے شاید پیشتر رفتے و آب دجلہ را بدیدی و ازان آب عذب و
لطیف بچشیدی از کردۂ و آوردۂ خود خجل زدہ گشتی ماشرم داشتیم کہ یکی نزد ما آید بوسیلۂ از
کرم ما توقعی نماید و گرد خجالت بر صفحۂ احوال او نشستہ باز گردد شعر

سخی را شرم مے آید کہ سائل	خجل از درگہ او باز گردد

قسمے دیگر حیائی ادبست یعنی با آنکہ عملی باشد کہ بحسب شرع و عقل از ارتکاب آن ممنوع نبود
حیای ادب او را ازان اشتغال مانع شود چنانچہ نوشیروان در خانہ کہ گل نرگس بودی
با زنان و کنیزکان خود مباشرت نکردی و گفتی کہ چشم نرگس بچشمہای نگرندہ مے ماند و
بحقیقت این صورت کہ از نوشیروان واقع شدہ حیا نیست زیرا کہ حیا آنست کہ
ناشی از ایمان باشد و آتش پرست بودہ بلکہ این صورت ادبیست کہ رعایت میکرد
وچون ملوک اسلام مثل این صورتی مرعی دارند آن حیاے ادب باشد نظم

لہ ہوسکتا تھا ۱۲ ؎ باضافت فتح سین و تخفیف رایا بالکسر و تشدید را ۱۲ ؎ نام نہ لیجئے ۱۲ ؎ شیرین ۱۲
؎ شرمندگی ۱۲ ؎ شرمندہ ۱۲ ؎ پیدا ہونے والی ۱۲

دل کہ پُر از وصف حیا مے شود	آئینۂ نور خدا می شود
دیدۂ بے شرم بینندیدہ نیست	در نظر عقل خود آن دیدہ نیست

باب نہم در عفت

وآن احتراز باشد از ارتکاب محرمات خصوصاً از شہوت حرام و این از جملۂ مکارم اخلاق ست و بزرگان گفتہ اند آدمی دو نسبت دارد یکی با ملائکہ کہ بدان نسبت مائل ست بعلم و عمل و دیگری با بہائم کہ بآن مناسبت حریص ست باکل و شرب و وقاع و شرط عقل آنست کہ تا میتواند نسبت ملکی را قوت دہد و بجانب بہیمی میل ننماید بیت

از ملائک بہرہ داری ور بہائم نیز ہم	بگذر از حظ بہائم کز ملائک بگذری

پس ہرگاہ حرص خوردن مستولی شود آدمی میان حلال و حرام فرق نکند ہمچنین بوقت غلبۂ شہوت نیز میان نکاح و سفاح امتیاز ننماید پس عفت عبارت از نست کہ بوقت آنکہ شہوت غالب گردد عنان نفس باز کشیدہ دامن ہمت را از لوث حرام پاک نگہ دارد و جز بوجہ شرع بریں صورت اقدام نفرماید و نظر از عملہائے ناشائست فرو بندد تا درہائے خیر و صلاح و فیروزی و فلاح بروی کشادہ گردد و چون بادشاہ بصفت عفت آراستہ باشد ہر آئینۂ ظلمت فسق و فجور از عرصۂ مملکت دور شود و غائلہ عار و بدنامی بزن و فرزند مردم نرسد نظم

عفت آنجا کہ رایت افراز د	دل و دین را تمام بنواز د
نفس از دنیک خوار و زار شود	روح مقبول کردگار شود

الحمد للہ والمنہ کہ این شاہزادۂ کامگار عالی مقدار کہ از نخبت و دولت برخوردار باد فرد

روی خوب بست و کمال ہنر و دامن پاک | ما جرم ہمت پاکان دو عالم با اوست

باب دہم در ادب

و آن صیانت نفس ست از قول ناپسندیدہ و فعل ناستودہ خود را و مردم را در پایۂ حفاظت ۱۲
حرمت نگاہ داشتن و آبروے خود و دیگران نا ریختن و حقیقت ادب آنست کہ در جمیع
احوال متابعت حضرت رسالت پناہ علیہ صلوات اللہ نمایند کہ ادیب کامل اوست
چہ در مکتب خانۂ اَدَّبَنِی رَبِّی فَاَحْسَنَ تَادِیبِی کسے مانند او مؤدب و مہذب نشدہ نظم

ادب آموز زان ادیب کہ او	ادب از حضرت خدا آموخت
بر کسی خوان سبق کہ در ہمہ حال	سبق از لوح کبریا آموخت

و ادب از ہمہ کس نیکو می نماید خصوصاً از ملوک جہاندار و سلاطین بزرگوار چہ
ہر گاہ ایشان بر جادۂ ادب استقامت ورزند ملازمان ایشان را نیز رعایت
ادب لازم باشد و بدین واسطہ رعایا ہم نتوانند کہ از طریق ادب انحراف ورزند
پس امور مملکت منتظم گردد و مصالح اہل عالم بر وفق حکمت مہیا شود فی المثنوی المعنوی نظم

از خدا خواہیم توفیق ادب	بی ادب محروم گشت از فضل رب
از ادب پُر نور گشت ست این فلک	وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

و اکابر گفتہ اند بہترین سرمایہ و خوشترین پیرایہ مرد اولاد آدم را تخصیص پادشاہان
عالم را ادب ست در اخبار آمدہ کہ سلطان مصر با پادشاہ روم طرح مواصلت

---

۱ شکر خدا کا اور احسان ۱۲ ۲ اُنپر ہون رحمتین خدا کی ۱۲ ۳ ادب سکھایا مجھے میرے رب نے سو اچھی طرح ادب سکھایا ۱۲

engagement

انداخته دختر او را از بهر پسر خود خطبه کرد و هم دختر خود را در عقد پسر وی در آورد
سبب این وصلت رسل و رسائل از جانبین متواصل گشت و باتفاق این دو
صاحب دولت هر دو مملکت با یکدیگر آراستگی پذیرفت و در امور کلی و جزئی
مراجعت برای یکدیگر نمودے و بی مشورت و تدبیر هم در هیچ مهم شروع نفرمودندے
روزی ملک مصر بقیصر روم پیغام فرستاد که پسران زبدهٔ حیات و عمدهٔ زندگانی اند
نام ما بعد از وفات جز بحیات ایشان باقی نمے ماند بیت

زندہ است کسے کہ در دیارش	ماند خلفے بیادگارش

پس همت بر انتظام حال و فراغ بال ایشان مصروف باید داشت و عنان
عنایت بصوب جمعیت و وسعت معیشت ایشان معطوف باید ساخت و من
بجهت پسر خود چندین ذخائر و نفائس و برده و ستور و ضیاع و عقار مهیا
کرده ام ازان طرف رای جهان آرای آن حضرت در حسن اهتمام بحال پسر خود
چه اقتضا فرموده است چون این پیغام بسمع قیصر رسید تبسمی فرمود و گفت مال یار
بیوفا و محبوب ناپائدار است از وحسابی نباید گرفت و بر متاع فانی دنیای دنی
فریفته نباید شد من پسر خود را بحلیهٔ ادب بیاراسته ام و خزانهای مکارم اخلاق
برای او ذخیره نهاده ام مال در معرض فنا و زوال ست و ادب ایمن از تغیر و
انتقال چون این خبر بملک عرب رسید گفت راست میگوید الادب خیر من الذهب نظم

ادب بہتر از گنج قارون بود	فزون تر ز ملک فریدون بود

ل خواستگاری ۱۲ ۲ ادب بہتر ہے سونے سے ۱۲

بزرگان نکردند پروائے مال	کہ اموال را ہست[1] رو در زوال
عنان سوی علم و ادب تافتند	کہ نام نکو از ادب یافتند

باب یازدہم در علو ہمت

greatness of spirit, high aims

در خبر آمدہ ہست کہ ان[2] اللہ یحب معالی الامور حق سبحانہ و تعالی مردم بلند ہمت را دوست میدارد و اعمال بزرگ را بہ نظر قبول مشرف می سازد و رفعت ارجمند ہمت بلند پیوندی دارد کہ جدائی ایشان از یکدیگر محال ست نظم

high promotions

مرغ ہمت چو بال بگشاید	غرفہ اقبالش آشیان باشد
پیش چوگان ہمت عالے	کمترین گوے آسمان باشد

سلاطین را ہمت عالی پیشکاری ست کافی و مددگاری ست وافی ہر کرا از ایشان ہمت بیشتر ست بقدم شوکت از دیگران پیشتر ست مفاد بیت[3]

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق	باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

یعقوب لیث را در مبدء جوانی یکی از پیران قبیلہ گفت کہ خاطرم بحال تو انگران است چہ در ین سن کہ تو ہستی ہنگام استیلای شہوت ست و غلبہ ہمت و دست پیمانے راست کن تا از برائے تو کریمۂ از خانوادۂ بزرگ بخواہم گفت عروسی کہ من خوش کردہ ام دست پیمان او آمادہ ہست پیر گفت آن را بر من عرض کن تا بہ بینم کہ چیست و از عروس نشان دہ تا بدانم کہ کیست یعقوب بخانہ در آمد و شمشیرے بیرون آورد و گفت من عروس ممالک شرق و غرب را خطبہ خواہم کرد و دست پیمان

power & desire — violence of lust — غلبہ[12] — generous girl

یعقوب لیث ام[12]

[1] لطافت اینکہ روے اموال الف ہست و آن اندرون لفظ زوال ست [2] موجد [3] مقرر خدا دوست رکھتا ہے بلندیان کامون کی [12]

armour cutting. sharp edged sc

من این تیغ جوہر دار و این شمشیر جوشن گذار ست بیت

بی بخت نیک ہیچ کسی راستیز نیست	مہر عروس ملک بہ از تیغ تیز نیست

dower

وہم درین معنی گفتہ اند فرد

dower کابین عروس

عروس مملکت آن مرد در کنار گرفت	کہ اول از گہر تیغ داد کابینش

و در ہمین معنی این بیت مشہور ست فرد

عروس ملک کسی در کنار گیرد چیست	کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

آوردہ اند کہ دران ایام کہ اسکندر میخواست کہ رایت جہانگیری از سر حد روم

stirrup

بر عزیمت ضبط ممالک عرب و عجم برافراز د رکاب ہمایون بجہت تسخیر بر و بحر عالم

حرکت دہد بغایت اندیشہ ناک و ملول بود ارسطاطالیس حکیم کہ وزیر آن حضرت

marks of anxiety signs of confusion

بود چون علامت فکرت و نشان حیرت بر جبہۂ حال و ناصیۂ احوال او ظاہر دید گفت

ای شاہ جہان اسباب دولت مہیا و آمادہ و خدم و حشم در موقف بندگی و فرمانبرداری

ever lasting prosperous

استادہ خزانہ معمور و مملکت موفور بخت بصفت استدامت آراستہ و مہنال

success stead fastness

دولت بشرف استقامت پیراستہ و اقبال کمر موافقت بستہ و جاہ و جلال بر آستانہ

heart

عالی بخدمتگاری شستہ تو ترع ضمیر انور و تفرق خاطر ازہر را سبب چیست اسکندر

جواب داد کہ تامل میکنم کہ عرصۂ جہان بغایت محقر ست و سیاحت ممالک ہفت

اقلیم بسیار مختصر شرم میدارم از برای این مقدار ملک سوار شدن و توجہ بتصرف

to divert my attention

و تسخیر آن نمودن قطعہ

گرای آن نکند طول و عرض ہفت اقلیم	کہ من بہ نیت تسخیر آن سوار شدم

هزار عالم ازین گر بود کم ست هنوز	که من بغرض تصرف بدان دیار شوم

ارسطو فرمود که شک نیست که ایالت و حکومت این مایهٔ جهان نه لائق همت بلند و نه در خور نهمت ارجمند تست عرصهٔ مملکت ابدی را بآن ضم کن تا هچنانچه بضربت تیغ جهان سوز ساحت سرای فانی را در قید ضبط می آری ببرکت عدل عالم افروز ملک سعادت باقی هم در قبضهٔ استحقاق آید تا این نقصان ببرکت آن کمال تلافی پذیرد و این اندک بزیب آن بسیار رونق گیرد نظم

ملک عقبی اخواه کان جرم بود	ذرهٔ آن ملک صد عالم بود
جهد کن تا در میان این نشست	عرصهٔ آن عالمت آید بدست

اسکندر بدین سخن تسلی یافته برحکیم آفرین فراوان کرد و امروز شاهباز عقل هر کاله در هوای ثنای اسکندر رجعت آن پرواز میکند که همای همتش باستخوان ریزهٔ دنیا سر فرو نیاورده بیت

تو باز سعد شاهی باستخوان منگر	همای همت خود را بلند وه پرواز

باب دوازدهم در عزم

وآن پیشرو قوافل مرادات و کفایت کنندهٔ امور و مهمات ست هیچکس را از سلاطین بی مدد عزم درست زمام تسخیر ممالک بقبضهٔ اقتدار در نیامده و بی تگاپوی سعی بلیغ بر سریر شهریاری و مسند جهانداری نرسیده بیت

بی عزم درست و سعی کامل	کس را نشود مراد حاصل

و عزیمت درست آنست که چون بقصد کاری کمر بندد و بساختن مهمی شتغال نماید

اخلاق محسنی

به منع هیچ مانعی ممتنع نگردد و قصور و فتور بعزم خود راه ندهد از حکیمی پرسیدند که عزم ملوک
در چه محل نیکوئی نماید و در چه وقت بکار می آید فرمود که در دفع اعادی مملکت بغایت
پسندیده است چه هرگاه که پادشاه از روی توکل فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پای
عزیمت در رکاب توکل آرد و هر آئینه لشکر فتح و ظفر دواسپه باستقبال او متوجه میشوند
زیرا که عزم درست نشانه غلبه و نصرت ست بیت

شه چو بعزم درست پای کند در رکاب	دل شکند خصم را روز کفش افتد عنان

آورده اند که یکی از ملوک بخوردن گل عادت کرده چنانکه حکما و اطبا منع میکردند
مضرت آن را باز می نمودند از ان کار باز نمی آمد روزی یکی از اهل الله بدیدن
وی آمده او را بغایت زار و نزار یافت رخسارهٔ ارغوانی او را زعفرانی دید و تن
با تاب و توان او را در بند ناتوانی گرفتار یافت صورت حال استفسار نمود سلطان
حقیقت واقعه باز گفت که مرا از جهت خوردن گل پای حیرت در گل ست و دست حسرت
بر دل درویش فرمود که چون میدانی که ازین ممر ضرر بتو میرسد تدارک نمیکنی گفت
چندانکه جهد می نمایم با خود بس نمی آیم درویش گفت این عزیمهٔ من عزمات الملوک
کجاست آن عزم که پادشاهان را میباشد که هیچ نوع ایشان را ازان باز نتوانند
داشت سلطان ازین سخن متاثر شد و عزم کرد بر آن که دیگر گل نخورد و ببرکت عزیمت
ازان مهلکه خلاص یافت قطعه

عنان عزم بهر جانبی که برتابی	مکن بدست تردد عنان خود را ست

۱۲ بازرہنے والا ۱۲ ہستی ۱۲ عدو کی ۱۲ دشمنان ۱۲ ہر ۱۲ یک ۱۲ جلدی تمام کنا یہ ہے ۱۲ جاے ہلاکت ۱۲ اثر بد پر ۱۲

که کس بمنزل مقصود ره نمی یابد	مگر بسعی تمام و دگر بعزم درست
هر آنکه پای طلب در طریق عزم نهاد	به تختگاه بزرگی رسید بگام نخست

باب سیزدهم در جد و جهد

labour + perseverance

جد سعی کردن ست در تحصیل مطالب و جهد رنج بردن ست در اکتساب مقاصد و مآرب و جد و جهد از اخلاق ملوک جهانگیر و سلاطین کشورستان ست و این صفت تابع همت می باشد هر چند همت عالی تر بود جد و جهد در طلب مقصود بیشتر واقع میشود و باید که مرد بلند همت از تحمل مشقت نترسد چه حال از دو بیرون نیست اگر بجد دامن مقصود بدست آید فهو المراد و اگر در حجاب توقف افتد عذر او نزد عقلا واضح ست و علو همت او در طلب مفاخر و مآثر بر همه ضمائر هویدا و لائح

clear + evident on all people. effectual aff... distinguished achievements

در طلب میکوشم ار یابم زهے بخت بلند	ور نیابم عذر من افتد بزرگان را پسند

در امثال حکمای هند مذکور ست که موری کمر جهد بر بسته بود و از توده خاکی که نقل آن آدمیان را به کلفت میسر شدی ذره ذره می برد و بطرف دیگر میریخت مرغی بر وگذر کرد شخصی دید ضعیف و نحیف که بنشاط تمام دست و پای میزد و در نقل کردن آن خاک جدی تمام و جهدی مالا کلام بجای می آورد گفت ای ضعیف بنیه و نحیف پیکر این چه کار ست که پیش گرفته و این چه مهم ست که دران خوض کرده مور گفت مرا با یکی از قوم خود نظر لیست و چون طلب وصال او کردم این شرط پیش آورد که اگر سر وصل ما داری قدم در ننه و این توده خاک را ازین ره بگذر ببرد ارحالا مستعد آن کار شده ام و میخواهم که بدان شرط اقدام نموده از عهده عهد بیرون آیم

مرغ گفت این گمان که می بری بقدر آرزوی تو نیست و این کمان که میکشی بقوت بازوی تو نے مور گفت من عزم این کار کرده ام و قدم جد و جهد پیش نهاده اگر پیش برم فهو المراد و الا معذورم خواهند داشت نظم

من طریق سعی می آرم بجا	لیس للانسان الا ما سعی
دامن مقصود اگر آرم بکف	از غم دو اندوه عالم برطرف
ور نشد از جهد من کارے بکام	من دران معذور باشم والسلام

افریدون را در مبادی ایام سلطنت که ریاحین دولت در ریاض سعادت دمیدن داشت و ریاح شادمانی از مهب کامرانی وزیدن اندیشه تسخیر بعضے از ممالک که در تصرف جمعی از متغلبان بود پدید آمد فرد

کفاف نفس اگر چند اندک ست ولی	جهان بتیغ گرفتن زهمت عالی

این معنی را با ارکان دولت مشاورت کرد جمعی گفتند ای ملک ملکی داری آراسته مبالغی تجمل و خواسته بی ضرورت غبار فتنه انگیختن و آتش تشویر برافروختن صواب نمی نماید از انچه هست متمتعی بردار و از تکاب مخاطر فرو گذار فرد

در فراغت کوش و در لذت که نیست	آرزو را هیچ پایانے پدید

افریدون گفت قناعت طبایع بهائم سرافگنده است و نشستن در کنجی از اقتضای مروت همت عجائز از کار وا مانده فرصت وقت را که چون خیال سحاب گذرنده است غنیمت باید شمرد و در حصول آمال از رکوب اهوال اندیشه نباید کرد قطعه

کمر سلطنت نباید بست	هر کرا رغبت تن آسانی ست

از مشقت کجا بیاساید	مهر کرا همت جهانبانی ست

آورده اند که ملکی پسر خود را بحرب خصمی فرستاده بود خبر آوردند که ملکزاده گاه گاهی در راه زره از بر خود بیرون میکند و دو شب در یک منزل خیمهٔ اقامت میزند پدر بدو نوشت ای پسر حق تعالی که عزت را آفرید بکلفت و مشقت را بآن قرین ساخت و مذلت را که خلق کرد آرام و راحت را با او رفیق گردانید انگه عزت را بملوک داد و مذلت را برعایا حظ پادشاه از مملکت ست و قسم رعیت امن و امان و استراحت و این هر دو بخش یکجا جمع نشود لاجرم باید که آسایش را وداع کند و راحت را با رعیت گذارد و اگر چنین نمیکند باستراحت در می باید ساخت و از عز ملک اعراض میباید نمود فرد

لذت شاهی ترا بس راحت دیگر مجوی	با وجود سلطنت سرمایهٔ دیگر مخواه

یعقوب لیث در بدایت حال خود را در مهالک افگندی و خطرهای کلی را از یکباب کردی از آسایش نفس بر طرف بودی و از کشیدن مشقتها یک نفس نیاسودی او را گفتند تو مرد رویین گری ترا باعث بر این همه جفا کشیدن و خود را در عرقابهٔ هلاک افگندن چیست گفت مرا در یغ می آید عمر عزیز خود را در اصلاح رویین و مس صرف کردن و روی توجه بپیشه که دران شریک بسیار باشند آوردن جد من دران ست و جهد من برای آن که خود را بمرتبهٔ رسانم که کسی از ابنای جنس من با من شریک نباشد گفتند این همی بغایت صعب و کاری بسیار مشکل ست گفت من دانسته ام که شربت مرگ چشیدنیست و بار فنا و فوات کشیدنی آنکه در کار ے بلند تلف شوم به که در کاری پست بمیرم لاجرم بدین جد و جهد رسید بدان منصب که رسید مثنوی

می باش بجد و جهد در کار	دامان طلب ز دست مگذار
هر چیز که دل بران کرایید	گر جهد کنی بدست آید

وچنانچه بجد و جهد بنای بزرگی تمهید می یابد بضد این صفت که بطالت و کسالت
ست اساس شوکت و دولت در هم می شکند یکی را از آل طاهر سوال کردند که
سبب زوال ایالت و انتقال دولت شما چه بود جواب داد که شراب شب و
خواب بامداد یعنی از کاهلی بکار ملک نپرداختیم و از کسالت رسم علالت برانداختیم
لاجرم سفینهٔ اختیار ما در گرداب زوال غرقه گشت و کشتی امید ما بساحل نرسید شعر

بنای دولت خویش آن کسی خراب کند	که شام مے خورد و صبحگاه خواب کند

باب چهاردهم در ثبات و استقامت

و آن پایداری باشد در کفایت مهمات مداومت بر دفع مکاره و بلیات و فی الحقیقه
ثبات مثمر میامن و برکات ست و منتج فوائد فلاح و نجات و هیچ زمره را از طوائف
خلق بصفت ثبات آن وابستگی نیست که ملوک را چه تا ثبات پادشاه بر رعایت
فرمانبرداران و دفع و قمع متمردان و بدکرداران نزدیک خاص و عام روشن نگردد
و چشم و خدم سر بر خط اطاعت ننهند و اهل بغی و فساد از مواد عصیان و عناد احتراز
ننمایند پس ملک را به ثبات استظهار ست و ملوک را از دو استمداد و استشار بیت

هر سر که یافت افسر از گوهر ثبات	در اقتدار بگذرد از چرخ تا ثبات

حکیمی گفته ست هر که خواهد که اساس سلطنت او از انهدام ایمن باشد باید که بنای کار
خود بر ثبات و وقار نهد فرد

بنای کار بنه بر ثبات و ایمن باش	که هر بنا که بر اصل ست پایدار بود

مرد ثابت قدم آنست که از راه و روش خود بدغدغهٔ هیچ موسوس روی برنگرداند و از رسم و طریق خود بوسوسهٔ هیچ موسوس انحراف نورزد که مدار رفیق نجات جز بطریق ثبات روی نمی نماید چنانکه حکیم آلهی میفرماید نظم

در تردد رهِ نجات مدان	بر که	هیچ خصلت به از ثبات مدان
میل داری بر فعتِ درجات		در معالی ثبات ورز ثبات

ونشانهٔ ثبات دو چیز ست یکی آنکه در هر کاری که شروع می نماید اتمام آن بر ذمهٔ اهتمام لازم داند آورده اند که قیصر روم از نوشیروان پرسید که بقای پادشاهی در چیست گفت من هرگز کار بیهوده نفرمایم و هر مهمی که بدان امر کنم باتمام رسانم قیصر فرمود که همه حکمای یونان همین گفته اند نظم

هر طرح که افگنی چو مردان	جهدے بکن و تمام گردان
یعنی علمے که بر فرازی	بایدکه دگر نگون نسازی

وعلامت دوم آنست که سخنی که بر زبان او جاری شود بنقیض آن تا ممکن باشد تکلم نکند چنانچه در تاریخ مذکور ست که سلطان رضی روزے در میدان غزنین میگذشت حمالی دید سنگ گران بر دوش نهاده بجهت عمارت او می برد و در برون آن سنگ رنج بسیار میکشد سلطان چون مشقت او مشاهده کرد از روے رافت جبلی و عاطفت فطری که داشت فرمود که ای حمال این سنگ را بنه حمال آن سنگ را در میان میدان بنهاد اخت مدتی آن سنگ دران میدان بود و اسپان چپان آنجا

counsellors

می رسید بدو چشمی میکردند و می رسیدند جمعی از خواص بوقت فرصت آن حال بعرض سلطان رسانیدند که فلان روز حمال بنا بر امر عالی و فرمان همایون سنگی که بر پشت داشت در میان میدان بینداخت و اسپان ازان راه بکلفت میگذرند و کسی غیر آن حمال آن سنگ را برنمیتواند گرفت اگر فرمایند تا ازانجا بردارد و راه خالی سازد مناسب می نماید سلطان فرمود که بزبان ما گذشته است که سنه اگر گویم بردار مردم آن را بر بے ثباتی ما حمل کنند گو آن سنگ همانجا باشد نقل ست که آن سنگ تا آخر عمر سلطان دران میدان افتاده بود بعد از وفات او نیز جهت مراعات سخن او هیچ کس از اولاد او برنداشته قطعه

سخن شاه شاه هر سخن است		بهمه حال پاس باید داشت	
۲ تا نگردد نقیض آن ظاهر	خلاف ۱۲	باید آن را بلوح دل بنگاشت	so that

باب پانزدهم در عدالت

عدل شجره ایست ملک آرای ولمعه ایست نور افزای و ظلمت زدای و حق سبحانه و تعالی بندگان را بدین صفت میفرماید اِنَّ اللّٰهَ یَأمُرُ بِالعَدلِ وَالاِحسَانِ عدل آنست که داد مظلومان و هند و احسان آنکه مرهم را حتی بر جراحت مجروحان نهند و در خبر آمده که یک ساعت عدل پادشاه در پله کمیزان طاعت راجح تر ست از عبادت شصت ساله زیرا که نتیجه عبادت جز بعابل نرسد و فائده عدل بجمیع عام و خرد و بزرگ واصل گردد و مناهج ارباب دین و دولت و مصالح اصحاب ملک و ملت ببرکت آن قائم و منتظم شود و ثواب عدل از حد حساب افزون ست

وازحیز قیاس بیرون آورده اند که یکی از سلاطین را داعیهٔ آن شد که حج خانهٔ
خدا بگزارد و بقدم حرمت طواف حریم عزت بجای آرد و بمزید صفا و اجابت دعا
از اشاه و اکفا ممتاز و سرفراز گردد بیت

هست طوافِ حرم کردگار	در دو جهان واسطهٔ اقتدار

اشراف مملکت و ارکان دولت بموقف عرض رسانیدند که ای ملک شرط
اداے حج امنیت طریق ست و سلاطین را دشمن بسیار باشد اگر با خیل و حشم
عزیمت نمائی تهیهٔ ایشان درین راه دور و دراز تعذری تمام دارد و اگر با ندک
ملازمی توجه فرمائی خطرات کلی متصور ست و دیگر سلطان در بلد حکم جان دارد
درحبسد وقتیکه سایهٔ دولت آنحضرت از مفارق رعایا دور شود هرج و مرج پدید
آید زمام مهام خواص و عوام از سلک انتظام بیرون رود سلطان فرمود
که چون این سفر میسر نمیشود چون کنم که ثواب حج دریابم و از میمنت این طاعت
بهره مند گردم گفتند درین ولایت درویشی ست که مدتها مجاورت حرم کرده
و شصت حج با شرائط آن بجاے آورده حالا در گوشهٔ عزلت نشسته است و در آمد و
شد بر خلق بسته بیت

گشته ز غوغای خلائق ستوه	پای کشیده ست بدامان کوه

شاید که ثواب حجی توان خرید و از مشوبت آن بخطی کامل توان رسید پادشاه از
صدق عقیدتی که با اهل الله داشت بخدمت درویش رفت و در اثنای سخن فرمود

ا ازتوابع ست در محلی گویند که جمعی ناموافق و بی اتفاق برخلاف هم کاری کنند و هر کرا انچه از دست آید کند ۱۲
sincere faith

که مرا آرزوی حج از ضمیر سر برزده است وارکان دولت صلاح در توقف می بینند و
استماع افتاد که تراج بسیار رست چه شود که ثواب یک حج بمن فروشی تا تو بنوائی رسی
ومن بثوابی درویش گفت من ثواب همه حجها را بتو میفروشم پادشاه پرسید که هر حج چند
میفروشی گفت هر گامیکه برداشته ام در هر حجی بتمام دنیا و هر چه در دنیاست سلطان
گفت از دنیا و متاع دنیا مقدار اندکی بمن بیش در تصرف من نیست واین بهائی یک
قدم نمی شاید پس حجی چگونه تو نم خرید وبرین تقدیر بهائی همه حجها درخیال چون توان گذرانید
درویش گفت شاباش پس همه حجهائی من بیش تو آسان ست شاه گفت چگونه گفت
چون در قضیه مظلومے عدل کنی ویک ساعت بمهم دادخواهی پردازی ثواب آن
بمن بخش تامن ثواب شصت حج بتو بخشم وهنوز صرفه برده باشم ودرین سودا سودے
بسیار کرده پس معلوم شد که سلطان را بعد از اقامت فرائض وسنن هیچ طاعت وعبادت
از اشتغال بمصالح بندگان خدا نیست وبصفت انصفت زیستن وبنظر عدالت
حمایت رعایا نگریستن چه اگر حمایت عدلت نباشد ارباب قوت وشوکت دمار از
ضعفهاے خلق برآرند وچون ضعیف حالان هلاک شوند اقویا نیز برجای نمانند و
معیشت خلائق بیکدیگر باز بسته است وانتظام احوال مردم جز بعدل ممکن نیست قطعه

عدل نور ست کزو ملک منور گردد	وز نسیمش همه آفاق معطر گردد
عدل بیش آر ومراد دل درویش برآر	تا ترا هر چه مراد ست میسر گردد

واز فضیلت عدالت همین نکته بس که عادل محبوب همه مردمان ست اگرچه از عدل
فائده بدیشان نرسیده باشد وظالم مبغوض جمیع جهانیان ست اگرچه از ظلم او ضرر

testimony truth

بدیشان لاحق نشده باشد و مصداق این حال و مقیاس این مقال قصهٔ نوشیروان عادل و حجاج ظالم ست با آنکه نوشیروان کافری بود و آتش پرست و حجاج بر فراش اسلام زاد صحابه و تابعین بسا دیده هرگاه که نوشیروان را یاد کنند بر و آفرین گویند بسبب عدل او و چون ذکر حجاج گذرد بر و نفرین فرستند بواسطهٔ ظلم او مثنوی

دادگری شرط جهانداری ست	دولت باقی ز کم آزاری ست
مملکت از عدل شود پایدار	کار تو از عدل تو گیرد قرار
هر که درین خانه بشب داد کرد	خانهٔ فردای خود آباد کرد

عبدالله طاهر روزی پسر خود را گفت که آیا دولت در خاندان ما تا کی بماند پسر جواب داد که مادام که بساط عدل و فراش انصاف درین ایوان گسترده باشد قطعه

تا پای پادشاه بود بر بساط عدل	بر فرق او نهاده بود تاج سروری
چون دست زیردستان تغلب برون کند	باشد نصیب گردن او طوق مدبری

در اخبار وارد ست که پادشاه عادل سایهٔ لطف خدا ست در زمین که پناه میگیرد بو هر مظلومی و مقرر ست که هر کرا از تاب آفتاب رنجی رسد بهمت استراحت پناه بسایه می برد تا رنج او براحت مبدل گردد همچنین مظلوم نیز که از تاب آفتاب ستم و حرارت شرارت ظالم به تنگ آید پناه بسایهٔ الله که عبارت از پادشاه ست التجا نماید تا از کلفت بیداد ظالمان ببرکت آن ظل ظلیل امن و امان آسایشی و آرامشی یابد و

فی المثنوی المعنوی نظم

شاه عادل سایهٔ لطف حق ست	هر که دارد عدل لطف مطلق ست

خلق را در سایهٔ خود جای دہ	وز شرف بر فرق گردون پای نہ

حکما گفته اند عدل سوم سیاست نگاه داشتن است میان خلق یعنی گروهی را بر گروهی مسلط نسازد و هر طائفه را در پایهٔ او نگهدارد و خدام سلاطین در اصل چهار گروه اند اول اهل شمشیر چون امرا و لشکریان و ایشان بمثابهٔ آتشند دوم اهل قلم چون وزرا و کتاب و این گروه بمثابهٔ هوا اند سوم اهل معامله چون بازرگان و محترفات و ایشان بمنزلهٔ آب اند چهارم اهل زراعت و ایشان بمثابهٔ خاکند پس همچنانکه از غلبهٔ یکی از ارکان چهارگانه بر دیگری مزاج خلق تباه شود بغلبهٔ یک گروه ازین اصناف چهارگانه مزاج ملک هم روی به تباهی آرد و صلاح عالم و نظام امور بنی آدم منقطع و نامنظم ماند قطعه

هر یکی را از خلق مرتبه ایست	پیش ازین دور یافته تعیین
گر کس از حد خویش در گذرد	فتنها خیزد از یسار و یمین
هر کسی را بجای او بنشان	پس بدولت بجای خود بنشین

و یکی از فضیلت عدل آنست که خاک در اجزای سلطان عادل تصرف نمی کند آورده اند که یکی از علما در مجلس مامون حدیثی روایت کرد که اشخاص پادشاهان عادل در قبر متفرق نمیشود و اجزای ایشان از یکدیگر نمی ریزد مامون فرمود که ما در صدق حدیث نبوی شائبهٔ ریبی نیست اما داعیه دارم که نوشیروان را به بینم که فی الواقع مظهر عدل بوده بر زبان معجز نشان حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم گذشته که من متولد شدم در زمان ملک عادل پس عزیمت مدائن کرد چون بدآنجا رسید

فرمود تا دخمهٔ نوشیروان بکشادند و آنجا درآمد دیدتازه در خاک خفته چنانچه شخصی در خواب باشد و سه انگشتری در دست داشت برنگین هر یکی پندی نوشته اول آنکه با دوست و دشمن مدارا کن دوم در کار رعایا مشورت خردمندان شروع منمای سوم رعایت رعیت فرو مگذار و روایتی دیگر آمده که لوحی از زر بالای سروی آویخته بود و در آن لوح نوشته که هر که خواهد که خدای ملک او را بزرگوار گرداند گو علمای زمان خود را بزرگ گردان و هر که خواهد که ملک او بسیار شود گو صفت عدل خود را بسیار ساز مامون بفرمود تا آن پندها را بنوشتند و آن خاک را بعطر آلوده سرش بپوشیدند و منقول ست که دران دخمه یکی از ندمای مامون اجازت سخن طلبید و بعد از رخصت فرمود که عدل را خاصیتی ست که بعد از وفات ضرر خاک از کافر عادل باز میدارد اگر عادل بسعادت اسلام مستسعد باشد چه عجب که در عقبی ضرر آتش نیز از و باز دارد مامون این سخن را پسندید و فرمود تا در ذیل آن وصایا ثبت کردند مثنوی

عدل در دنیا نکوناست کند	در قیامت خوب فرجامت کند
اندرین عالم معظم سازدت	چون بدان عالم رسی بنوازدت

و از جملهٔ ارکان عدل اصغای کلام داد خواه ست یعنی گوش بر سخن مظلومان کردن و روی عاطفت بسیاختن مهم ایشان آوردن و ازان که بسیار گویند ملول نباید شد و به تنگ نباید آمد زیرا که پادشاه حکم طبیب دارد و مظلوم بمثابه بیمار ست و مریض میخواهد که تمام احوال خود را پیش طبیب باز گوید پس اگر طبیب تمام سخن بیمار گوش نکند بر حقیقت مرض وی مطلع نشود و بی اطلاع مرض و تشخیص آن علاج چگونه توان کرد بیت

تو طبیبے و منت بیمارم	حال دل از تو چہ پنہان دارم

آوردہ اند کہ روزی یکی با بزرگی حال خود باز گفت التفات نفرمود دگر بار گفت گوش نکرد سوم بار عرض کرد گفت چند دردسر میدہی گفت سر تو ئی درد کجا برم آن عزیز را خوش آمد و حاجتش روا کرد فرد

سر بر آوردی بدولت پایمردی کن بلطف	دستگیری دادت خدا افتادگان را دست گیر

یکی از سلاطین بزرگی را پرسید کہ میگویند ہر چیزی را زکوٰتیست زکوٰۃ سلطنت چیست جواب داد کہ زکوٰۃ پادشاہی و جہانداری آنست کہ اگر مظلومی داد خواہی نماید و متظلمے حاجت خود را عرض کند سخن او را اصغا فرمایند و با او بمدارا و مواسا سخن کنند و جواب درشت باز ندہند و از سخن گفتن با ضعفا و فقرا عار ندارند کہ مکالمہ با خردان از خصال بزرگان ست چہ سلیمان علی نبینا و علیہ السلام در موکب سلطنت با شرف نبوت سخن مور ضعیف استماع فرمود شعر

نظر کردن بدرویشان بزرگی را بیفزاید	سلیمان با چنان حشمت نظر با مور و با مورش

آوردہ اند کہ پادشاہی بود در دار الملک چین بزیور عدل آراستہ و بنہال حاتش بصفت نصفت پیراستہ بیت

ستم را زیان عدل را سود ازو	خدا راضی و خلق خشنود ازو

ناگاہ آفتی بحس سامعہ او را یافت و گرانی در گوش او پدید آمد ارکان دولت را جمع کرد و چنان ظاہر بگریست کہ جملہ حاضران بر حال وے بگریہ آمدند و از برای تسلیہ او تدبیرہا انگیختند ملک فرمود کہ شما گمان می برید کہ من بفوت حس سمع میگریم چہ میدانم کہ

decay

عاقبت کار فتور و قصور بقوی و حواس راه خواهد یافت پس بر بطلان چیزی ازان
مرد خردمند چگونه اندوهگین شود و گریهٔ من برای آنست که ناگاه مظلومی داد خواه
بر در بارگاه فریاد کند و صدای استغاثهٔ او بگوش من نرسد و او محروم باز گردد و من عند الله
مواخذ باشم اما درین باب فکری کرده ام بفرمائید تا درین دیار ندا کنند که کسی غیر داد خواه
جامهٔ سرخ نه پوشد تا بدان علامت بر حال مظلومان اطلاع یابم و بداد ایشان برسم

داد مظلومان بده مقصود محرومان برآر	دین و دنیا را بدین داد و دهش معمور دار

و بسیار بوده که بیک داد که داده اند و بفریاد مظلومی که رسیده اند از عقوبت عقبی برات
نجات یافته اند چنانچه در اخبار آمده که سلطان ملک شاه سلجوقی روزی بر کنارهٔ
زنده رود شکار میکرد زمانی جهت استراحت در مرغزاری فرود آمد از ملازمان سلطان
ملک شاه غلامیکه حاجب خاص بود بهوی درآمد گاوی دید که بر کنار جوی میچریده بفرمود
تا آن گاو را گرفته بکشتند و قدری گوشت ازان کباب کردند و آن گاو از آن عجوزه بود
که معیشت او با چهار یتیم که داشت از شیر او حاصل می شد چون ازان واقعه خبردار
شد از خود بیخبر گشت بیامد و بر سر پلی که گذر سلطان بران بود منتظر بنشست
ناگاه کوکبهٔ دولت ملک شاهی برسید برجست و عنان مرکب سلطان بگرفت همان
غلام حاجب تازیانه برآورد و خواست که بر آن عجوزه بزند و منع کند سلطان گفت
بگذار که مظلوم و بیچاره می نماید تا بنگرم که تظلم او چیست و داد او از دست کیست
پس روی به پیرزن آورد که سخن گوی پیرزن بیگمان آنکه گفته اند ع
مظلوم دلیر باشد و چیره زبان + زبان بکشاد که ای پسر الپ ارسلان اگر داد من

بر سر پل زنده رود ندهی بعزت و جلال احدیت که بر سر پل صراط تا انصاف خود از تو نستانم دست مخاصمت از دامن تو کوتاه نکنم نیک اندیشه کن که ازین دو سر پل کدام اختیار میکنی فرد

انصاف خود و داد من امروز بده	بدهی به ازان بود که بستانندت

سلطان از مهابت این سخن پیاده شد و گفت زنهار ای مادر من طاقت جواب آن سر پل ندارم بگوی تا بر تو که ستم کرده است تا داد تو از و بستانم پیرزن گفت ای ملک همین غلام که بحضور تو تازیانهٔ عقوبت بر سر من کشید چشمهٔ عیش مرا مکدر ساخته است و گاوی که معیشت من و یتیمان من از شیرش مهیا بودی بگشت و کباب کرد ملک شاه بفرمود تا غلام را سیاست کردند و عوض یک مادهٔ گاو هفتاد گاو از حلال تر و جهی بدو دادند و بعد از چند گاه که سلطان وفات یافت پیرزن هنوز در حیات بود نیم شبی بر سر قبر وی آمد و روی نیاز بقبلهٔ دعا آورده گفت الٰهی این بندهٔ تو که درین خاک است وقتیکه من درمانده بودم دست من بگرفت حالا او درماند است تو بکرم دستگیری او کن من بیچاره بودم او با عاجزی مخلوقیت خویش بر من ببخشود این زمان او بیچاره است تو با قوت خالقیت خود ببخشای یکی از جملهٔ عجایب ملک شاه را بخواب دید پرسید که خدای تعالیٰ با تو چه کرد فرمود اگر دعای آن پیرزن بفریاد من نرسیدی از چنگال عقاب عقوبت خلاص ممکن نبودی نظم

گفت که بر رهگذر آن گنده پیر	گر بدعائم نشدی دستگیر
بی نظر مرحمت پادشاه	حال من غم زده بودی تباه

طائر لسبت ۱۲ نہایت پیر ۱۲ God

mercy blessing urged

Kind داد من او را بدعا رہ نمود	فیض دعایش در رحمت کشود

رکن دیگر محافظت حکم الٰہی ست یعنی دادی که دہد باید که موافق و مطابق احکام شرع باشد و در خشم و رضا جانب حق فرو نگذارد که حکم او بالای ہمہ حکمہا ست ہر که سر از حکم حق پیچید ہیچکس نتواند که سر از حکم او پیچید بیت

magnonimity

ہر جا که پادشاه و سلاطین و سروریست	محکوم آستان درِ کبریای اوست

نقل ست که در ایام خلافت مامون کسی گناہی کرده بود و ازان شہر فرار نموده برادر او را پیش مامون حاضر کردند مامون حکم کرد که برادر خود را حاضر کنند دگرنه او را بعوض برادر بقتل رسانند آن شخص گفت ای خلیفه اگر عامل تو خواہد که مرا بکشد و تو حکم فرستی که فلان را بگذار آن عامل مرا بگذارد یا نے گفت بلی بگذارد گفت پس من حکم آورده ام از پادشاہی که تو بعنایت او حاکمی که مرا بگذاری گفت نشان او کو گفت نشان من این ست که خدای تعالیٰ جلّ جلالہ فرماید که وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی ہیچکس را بگناہ دیگری نگیرید مامون متاثر شد و بگریست و گفت او را بگذارید که حکم محکم و نشانے مبرم آورده ست اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ قطعه

maxim

حکمے که آن ز بارگه کبریا بود	بالاتر از مقولهٔ چون و چرا بود
حکمی که صادرست ز دیوان لم یزل	خود زہرهٔ مخالفت آن کرا بود

جنس ۱۲ طاقت ۱۲

altercate

آورده اند که عمرو لیث یکی را به سخن صاحب غرضی محبوس ساخت مادر آن کس عرضه داشتے نوشته بر سر راه عمرو بایستاد چون عمرو بر سید پیرزن به تعجیل کاغذ باز میکرد که

flatterer.

۱؎ اور نہیں اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا دوسرے کا گناہ ۱۲ ۲؎ آگاہ ہو کہ اُسی کا حکم ہے اور وہ اچھا حاکم ہے ۱۲

بدست عمرو بدهد مرکب عمرو تند بود در رمید عمرو متغیر شد و بفرمود تا آن ضعیفه را دور
کردند و از انجا در گذشت باز عجوزه بر سر راه آمد و بایستاد تا عمرو باز گشت دیگر بار پیش
آمد و تظلم نمود عمرو پرسید که این چه کس ست گفتند مادر فلان محبوس ست عمرو از و متغیر
بود روی بگردانید و بدو ملتفت نشد پیرزن گفت ای ملک حکم تو در بارهٔ پسر بیگناه
من چیست گفت آنکه او را صد چوب بزنند و ریش سیاه کنند و گرد شهر بگردانند و
ندا کنند که هر که در حضرت سلطان عاصی شود سزای وی اینست پیرزن گفت
این حکم تو میکنی گفت آری من این حکم میکنم گفت پس حکم خدا کجا شد که هر حکم که تو
خواهی کنی از هیبت این سخن لرزه بر عمرو افتاد و بیهوش شد چون با خود آمد بفرمود
تا محبوس را از زندان بیرون آوردند و خلعت خاص بدو پوشانیده بر مرکب خاصه
سوار کردند و گفت او را در شهر و بازار بگردانید و منادی کنید که هر حکم که خدا کند عمرو لیث
که باشد خلاف آن در خاطر نگذراند فرد

او حاکم ست و ما همه محکوم حکم او		ما را چه اعتبار بود حکم حکم اوست	

رکنی دیگر خلوص نیت ست در باب رعیت و به نیک خواهی ایشان مائل بودن چه
نیت پادشاه را درین باب اثری تمام ست اگر نیت عدل کند برکت و جمعیت نتیجه
دهد و اگر نعوذ باللہ بخلاف این باشد برکت از محصول برود و عقد جمعیت رعیت گسیخته
گردد شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ روحہ ایمعنی را در سلک نظم کشید مثنوی

دران کوش تا هر چه نیت کنی		نظر در صلاح رعیت کنی	
که سلطان اگر نیت بد کند		مهی جانی بهم بر زند	

آورده اند که پادشاه قباد روزی در شکار از لشکر جدا افتاد و هوا گرم شد و او از تشنگی
بیطاقت گشته هر طرف می نگریست و سایه و سر چشمه می طلبید از دور سیاهی بنظرش
در آمد مرکب بدان طرف راند خیمهٔ کهنه دید در میان بادیه زده و پیرزنی با دختر خود
در سایهٔ آن نشسته چون قباد برسید آن زن از خیمه بیرون دوید و عنانش گرفته
فرود آورد و ما حضری که داشت حاضر کرد قباد طعامی خورد و آبی بیاشامید خواب
بر و غلبه کرد لحظه بیارامید چون از خواب در آمد پگاه شده بود شب همانجا اقامت
نمود بعد نماز شام گاوی از صحرا بیامد و دخترک آن زال آن گاو را بدوشید شیر بسیار
حاصل شد چنانچه قباد را عجب آمد و با خود گفت این جماعت بهمت آن در صحرا نشسته اند
تا کسی بر سر ایشان اطلاع نیابد هر روز چندین شیر از گاوی میگیرند اگر در هفته یکروز
بسلطان دهند مال ایشان را خللی نمیرسد و خزانه را توفیری میشود نیت کرد که چون
بدار الملک برسد آن مواضعه را بر رعیت نهد چون صباح شد دخترک گاو را گرفت
و بدوشید اندکی شیر فرود آمد فریاد برآورده پیش مادر دوید که ای مادر روی بدعا آر
که پادشاه ما نیت ظلم کرده است قباد تعجب نمود و گفت از چه دانستی گفت هر بامداد
گاو ما بسیار شیر داده امروز اندک هر گاه که پادشاه نیت بد کند حق سبحانه برکت
بردارد قباد گفت راست گفتی و آن نیت از دل بیرون کرد و گفت اکنون برو و بر سر کار
شو پس دختر برخاست و دیگر بار گاو را بدوشید شیر بسیار حاصل شد باری دیگر پیش
مادر دوید و مژدهٔ نیک نیتی پادشاه بوی رسانید و از اینجا گفته اند که ملک عادل بهتر
ست از ابر بارنده و آفتاب تابنده حکیم فردوسی فرماید نظم

هرآن نم کزابر بهاران بود	دراندیشهٔ شهریاران بود
چو بدگردد اندیشهٔ پادشا	نیابد زمین نم بوقت از هوا
چو عادل بود شه زسختی منال	که عدلش به است از فراخی سال

ناتمام

ودر همین معنی نقل کرده اند از بهرام گور که وقتی در هوای گرم بدر باغی رسید پیری که باغبانی کردی آنجا حاضر بود گفت ای پیر درین باغ انار هست گفت آری بهرام فرمود که قدری آب انار بیار پیر برفت وفی الحال قدحی پر آب انار کرده بیرون آورد وبدست بهرام داد بیاشامید وگفت ای پیر سالی ازین باغ چند حاصل میکنی گفت سه صد دینار گفت بدیوان خراج چه میدهی گفت پادشاه ما از درخت چیزی نمیگیرد واز زراعت عشر میگیرد بهرام با خود اندیشه کرد که در مملکت من باغ بسیار ست ودر هر باغی درخت بیشمار اگر از حاصل باغ نیز عشر بدیوان دهند مبلغی حاصل میشود ورعیت را چندان زیانی نمیرسد بعد ازین بفرمایم تا خراج از محصول باغات نیز بگیرند پس باغبان را گفت قدحی دیگر آب انار بیار باغبان برفت وپس از مدتی قدحی آب آورد بهرام گفت ای پیر نوبت اول رفتی وزود آمدی واین نوبت انتظار بسیار دادی وبرابر آن آب نیاوردی پیر نه دانست که آن جوان بهرام ست گفت اے جوان گناه از من نبود از پادشاه بود که درین وقت نیت خود را تغییر داده واندیشهٔ ظلم فرموده لاجرم برکت از میوه بیرون رفت من نوبت اول از یک انار آن همه آب گرفتم ودرین کرت از ده انار برابر آن حاصل نشد بهرام ازین سخن متاثر گشت وآن اندیشه را از دل بیرون کرد وگفت ای پیر یکبار دیگر مقداری آب انار بیار

پیر بباغ رفت و بزودی بیرون آمد خندان و قدحی مالامال از آب انار آورده بدست بهرام داد و گفت ای سوار عجب حالیست که پادشاه ما آن نیت ظلم را تغییر داد و فی الحال اثر برکت ظاهر شد از یک انار این قدح پر آب شد بهرام صورت حال با پیر در میان نهاد و قصهٔ نیت خود و تغییر آن باز گفت و این سخن از ان ملک دولتمند بر صفحهٔ روزگار یادگار ماند تا سلاطین ازین سخن پند پذیر شوند و نیت در صلاح حال رعیت مقصور دارند بیت

هر شاه که او نیت خود درست کند	یابد ز خدای انچه درخواست کند

حکما فرموده اند که عدل خوب ترین فضیلت ست و ظلم زشت ترین رذیلتی و نتیجهٔ عدل بقای ملک و وسعت مملکت ست و معموری خزائن و آبادانی قری و بدان و ثمرهٔ ظلم زوال مملکت ست و خرابی ممالک و وصایای هوشنگ سیامک که پسر خود را فرموده مذکور ست که ای پسر باید که آیت ظلم را مطموس و رایت جور را منکوس داری و از ناوک آه مظلومان ستم رسیده و نالهٔ زار محرومان محنت کشیده پرهیزی که گفته اند بیت

انچه یک پیرزن کند به سحر	نکند صد هزار تیر و تبر

و از سوء خاتمت و خامت ظلم و ستم اندیشه کن که جور سبب تغییر دولت و تبدیل نعمت ست و در طلب مال که پایمال هر کس و دست فرسود هر خس ست با رعیت مناقشه منمای که بی شائبهٔ شک و غائلهٔ شبهت بیت

از رعیت شهی که مایه ربود	بن دیوار کند و بام اندود

ارباب حکمت درین باب مثلی پرداختہ اند و اہل ظاہر آن را حکایتی ساختہ کہ سلطان
محمود با ارکان دولت خود گفت کہ ابلہ ترین مردمان پیدا کنید بزرگان درگاہ حکماء و
وزیرکان و خوش طبعان را باطراف و اکناف مملکت فرستادند و ایشان متوجہ شدہ
و باستعلام این چنین کسی مشغول بودند و در استکشاف احوال جہال و حمقان مبالغہ
می نمودند و بآخر شخصے را دیدند کہ بر شاخ درختی برآمدہ و بتبر بر بن آن شاخ میزند
تا گسیختہ گردد و معلوم بود کہ اگر آن شاخ بگسلد ہر آئینہ آن کس از سر شاخ بلند بر
زمین افتد و اگر فرضاً ہزار جان داشتہ باشد یکی را بسلامت نبرد ہمہ اتفاق کردند
کہ این کس ابلہ ترین عالم ست و او را گرفتہ نزد سلطان بردند و صورت حال
بموقف عرض رسانیدند سلطان فرمود کہ از و ابلہ تری ہست گفتند حضرت سلطان
بیان فرماید گفت حاکم ظالم کہ بجور و تعدے رعیت خود را برانداز د و خود را بدین
واسطہ منکوب بخت و پریشان حال سازد نظم

رعیت چو بیخند و سلطان درخت	درخت اے پسر باشد از بیخ سخت
تبر بر بن آن درختے مزن	کہ بالای شاخش گرفتے وطن
کہ چون سست گردد بیخ درخت	ز پاے اندر آید بیک باد سخت
کسے کو جفا و ستم مے کند	یقین ست کو بیخ خود مے کند

در امالی خواجہ امام کہ خطیب مدنی گفتندی مذکور ست کہ در شہد سمرقند ظالمے بود
خلائق از جفاے او در عذاب و از تعدی بی نہایتش در شکنجۂ عقاب بودند چون
شکایت ظلم و عدوان او بر درگاہ آفریدگار غراسمہ بسیار شد شبی در غرفۂ خویش بر تخت

خفتہ بود تیری از ہوا فرود آمد و بر سینۂ وی خورد چنانچہ از پشتش گذشت و فی الحال ہلاک شد صباح آن تیر از سینۂ وی بیرون کشیدند بران نوشتہ بود کہ شعر

تَبغِی وَ لِلْمَبغِی سِہَامٌ تَنتَظِرُ	اَنفَذُ فِی الْاَضْلَاعِ مِن وَخزِ الْاِبَرِ

یعنی ستم میکنی و برای ستمگاران تیرہا مقرر ست کہ در اعضا زود تر از سوزن فرو میرود

بزرگی این معنی را بریں سیاق نظم فرمودہ قطعہ

ہان ای نہادہ تیر جفا بر کمان ظلم	اندیشہ کن ز ناوک دلدوز در کمین
گر تیر تو ز جوشن فولاد بگذرد	پیکان آہ بگذرد از کوہ آہنین

وحکیم خاقانی چہ زیبا گفتہ ست نظم

بترس از تیر باران ضعیفان در کمین شب	کہ ہرگز ضعف نالان تر قوی تر زخم پیکانش
بترس از آہ مظلومی کہ بیدار ست و خون بارد	تو خوش خفتہ ببالین تو آید سیل بارانش

الحمد للہ کہ بدولت شاہزادۂ کامگار برداشتہ حضرت پروردگار جای آن دارد کہ جہانیان بنازند و ساکنان دیار مرو بلکہ تمامی اہالی خراسان از کمال شادمانی سر فرازند کہ آثار عدل و انوار فضلش باقطار جہان رسیدہ و فراش اقبالش بساط شفقت و شادمانی بر عاطفت در بسیط گیتی باز کشیدہ اعانی مملکت پائدار و می نازند و اعادی از ہیبت تیغ آبدارش میگدازند قطعہ

معین دولت و ملت ابوالمحسن شهنشاهی — که باشد رایت قدرش فراز قبهٔ خضرا
زمین از عدل او تازه زمان از فیض او خرم — رعیت شاد ملک آباد خلق آسوده از غوغا
زهی دارای دین پرور که بر منشور اقبالش — کشیده کاتب حکم ازل طغرائے استعلا
همیشه تا بود دوران همیشه تا بود گردون — بود گردون ترا تابع بود دوران ترا مولا

باب شانزدهم در عفو

و آن ترک عقوبت گنهکار ست در حال قدرت بر وی و این خصلت در فضیلت بر جمله خصال فائق ست و حق سبحانه پیغامبر خود را صلی الله علیه وسلم بدین صفت امر کرد که خذ العفو فرا گیر سیرت عفو را و تجاوز از گناهی که به نسبت تو کرده باشند عادت کن و ازین بود که حضرت رسالت صلوات الله علیه و سلامه در روز فتح مکه همه صنادید قریش را که انواع ایذا و آزار بدو رسانیده بودند آزاد کرد که انتم الطلقاء و لهای ایشان را بشرهٔ عفو شاد گردانید که لا تثریب علیکم الیوم

ما عادت خود بهانه جوئی نکنیم — جز نیکی خلق و نیک خوئی نکنیم
وانها که بجای ما بدیها کردند — ما با ایشان بجز نکوئی نکنیم

حکما گفته اند هر چند گناه بزرگتر ست فضیلت عفو کننده زیادهٔ ترست آورده اند که یکی از گنهکاران نزدیک ملکی از ملوک عرب آمد و حال آنکه چند کس را از اقربای ملک کشته بود ملک گفت بسی جرأت ست که با وجود گناهان بزرگ که از تو به نسبت من و خویشان من صادر شده از عقوبت من نترسیدی و نزدیک من آمدی جواب

لہ درود خدا کے ہوں اُنپر اور سلام اُسکا ۱۲ ۲ تم چھوڑے ہوئے ہو ۱۲ ۳ نہیں سرزنش تم پر ۱۲

banner of his dignity

You are not liable. You are released.

No punishment will.

دادکه جرأت من در آمدن بحضرت تو و نا ترسیدن از عقوبت تو جهت آنست که میدانم
هرچند گناه من بزرگترست عفو تو ازان بزرگتر خواهد بود ملک سخن او را پسندید و
گناهان او را عفو فرموده بمواجب عنایتش مستظهر گردانید یکی از محرمان ملک سوال
کرد که بر چنین خصمی قادر شدی و از و انتقام نکشیدی و بسخن او فریفته گشتی گفت نه چنین
ست با خود تامل کردم که اگر از و انتقام کشم نفس من شاد شود و شفی یابد و اگر عفو کنم
دل او شاد گردد و مرا نیکنامی دنیا و ثواب عقبی حاصل آید دانستم که مصرع

در عفو لذتی ست که در انتقام نیست — از مامون خلیفه منقول ست که اگر مردمان
بدانند که ما را چه لذتیست در عفو کردن و چه بهجتی از سر گناه کسی در گذشتن هر آینه تحفهٔ
در درگاه ما بجز گناه نیارند قطعه

مجرم گر این دقیقه بداند که دمبدم	ما را چه لذتیست ز عفو گناهکار
همواره از رکاب جرائم کند تبصد	پیوسته نزد ما گنه آرد باعتذار

اسکندر را ارسطو پرسید که در باب فلان گنهکار چه میگوئی حکیم گفت ای ملک اگر گناه
نبودی صفت عفو که بهترین فضیلتی ست از کسی ظاهر نشدی پس گناه آئینهٔ عفو
ست و گنهکار سبب ظهور آن صفت شده در باره او بایکه انعینی بظهور رسد شعر

گناه آئینهٔ عفو و رحمت ست اے شیخ	مبین بچشم حقارت گناهکاران را

اسکندر گفت عفو در چه وقت نیکوست گفت در وقت قدرت و ظفر بر خصم تا بدان
عفو شکر گذاری ظفر کرده باشد و در حکایات آمده که پادشاهی بر دشمن خود ظفر
یافت و او را اسیر کرده در معرض عتاب بازداشت پادشاه از و پرسید که خود را

چون می بینی جواب داد که خدای چیزی دوست میدارد که آن عفو ست و تو چیزی دوست
میداشتی که آن ظفر ست چون حضرت عزت ظفرے که تو دوست میداشتی بتوارزانی
فرموده عفوی که او دوست میدارد تو نیز بجای آر پادشاه این سخن را پسندیده و اورا
آزاد کرد پس ملوک جهاندار را باید که ترک مجازات بدی به نسبت مجرم بر دل سبکیل
آسان سازند و بشکرانهٔ قدرت بر انتقام گناهگار خجلت زده را ببشارت عفو
بنوازند که عادت سلاطین کشور کشای و طریقهٔ ملوک عالم آرای چنین بود فرد

ز ابتدائے دور عالم تا بعهد پادشاه	از بزرگان عفو بود ست از فرودستان گناه

آورده اند که یکی از مقربان جرمے کرده بود و در معرض تادیب و تعذیب افتاد روزے
آن پادشاه با یکی از خواص در بارهٔ آن مجرم مشاورت میکرد و آن شخص گفت اگر بنده بجای
پادشاه بودی حکم سیاست کردمی شاه فرمود اکنون تو بجای من بنشینی کردار من باید که
بخلاف کردار تو باشد من او را عفو کردم چه اگر گناه از و بد نمود عفو از من نیک مینماید فرد

گر عظیم ست از فرودستان گناه	عفو کردن از بزرگان اعظم ست

و هرگاه کسی در گناهی که از و صادر شد تامل کند و داند که بعفو خدای محتاج ست
باید که عفو خود را از گناهگار دریغ ندارد تا خدای نیز عفو خود بوی ارزانی فرماید فرد

اگر توقع بخشایش خدا داری	ز روی عفو و کرم بر گناهگاران بخش

آورده اند که پادشاه یکی را بعملے فرستاده بود و ازوی طوریکه پادشاه را ناپسندیده
بود صادر شد پادشاه او را عزل کرده بفرمود تا بندش کردند و در پای تخت آوردند
عتاب و خطاب آغاز کرد آن بیچاره گفت ای شاه اندیشه کن که ترا هم فردا در موقف

عتاب نزد رب الارباب باز خواهند داشت تو در آن وقت چه چیز در دست میداری
گفت عفو الٰہی گفت در حق من هم عفو فرمائی که عفو الٰہی با زبسته است بعفو بادشاهی فرد

من پیش تو مجرمم تو در پیش خدای	گر عفو کنی حق از تو هم عفو کند

بادشاه را این سخن پسند افتاد و او را بند برداشت و تربیت کرده باز بر سر عمل فرستاد نظم

عفو فرمودن مبارک خصلتی ست	هر که دارد عفو صاحب دولتی ست
دل ز نور عفو روشن می شود	در بهشتش سینه گلشن می شود
دوست دارد عفو را پروردگار	آنچه ایزد دوست دارد دوست دار

عفو در حدے از حدود الٰہی نشاید بلکه دران محل قهر و غضب بکار آید نظم

اگر آن جرم را حد نیست شرعی	نباید داشت آنجا عفو مرعے
که عفو او دران اجرای حد ست	بلا را حد شرعی هیچو سد ست

باب هفدهم در حلم

یکی از اخلاق الٰہی حلم ست کما قال اللہ تعالیٰ[۱] ان اللہ غفور حلیم و جملهٔ انبیاء و اولیا را ازین صفت نصیبے داده اند تا بقوت آن سوریت غضب را که مفسد ایمان و پیش رو لشکر شیطان ست بشکسته اند و در حدیث[۲] تیزی آمده که قوی ترین شما آنکس باشد که مردمان را بیفگند و از پای در آرد قوی تر آنکس ست که در حال غضب خود را بیفگند و مالک نفس خود باشد بیت

مردی گمان مبر که بزور ست پهلوی	باخشم گر برآئے دانم که کاملی

در کتاب انجیل مذکور ست که ملوک را واجب بود که نفس خود را ریاضت دهند

[۱] یعنی کما اللہ تعالیٰ نے [۲] یعنی کما اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وبحلم رام سازند در فرمانبرداری تا هرچه بشنوند که خلاف رضای ایشان باشد در خشم نشوند زیرا که ایشان را قدرت و توانائی هست و زیردستان مطیع ایشانند اگر خشم زیردست حلم نباشد و غضب محکوم بردباری نبود دو بهر قولے و فعلے خشم گیرند هر آئینه مردم مستاصل شوند و ملک را رونق نماند و بس زیبا گفته اند نظم

بردباری خزینهٔ خرد ست	هر کرا حلم نیست وجود دست
دیو بند ست حلم اگر دانے	غضب از دست او ست زندانے

مرد حلیم آنست که سیلاب غضب او با آنکه کوه شامخ اگر در ممر او افتد بر جذر ست و از جای نتواند برد و نائرهٔ خشم با وجود آنکه کرهٔ اثیر از التهاب آن در خطر ست در وی تصرف نتواند کرد و بی مدد حلم آتش غضب هیچ سلطانی تسکین نیابد و بے معاونت بردباری هیچ حاکمی بار گفت و گوی رعایا برنتابد پس پادشاه عادل آنست که حلم را یور روزگار خود سازد و بدستیاری او بنیاد خشم عالم سوز براندازد نظم

چو حلم اندر آید غضب گشت پست	غضب را همین بردباری شکست
ستون خرد بردباری بود	سبک سر همیشه بخواری بود

از سلیمان و وراق نقل کرده اند که گفت که روزی در خدمت مامون بودم نگینی از یاقوت دیدم که طول او چهار انگشت و عرض او دو انگشت و در صفا و روشنی چون خورشید تابان و ناهید درخشان بود پس زرگری را خواند و گفت خاتمے بساز این یاقوت نگین آن تواند بود زرگر یاقوت برگرفت قضارا روزی دیگر هم در حضرت

۱؎ جڑے اوکھڑ جائیں یعنی اوجڑ جائیں ۱۲ ۲؎ یعنی آتش با آسمان ۱۲ ۳؎ کاغذ برنده و نویسنده و بسیار دان ۱۲

دی بودم که ازان انگشتری یاد کرد و بفرمود تا زرگر را بیاوردند چون زرگر حاضر شد
دیدم که رعشه بردی افتاده است و چون ببینی لرزد مامون پرسید که سبب تغیر تو
چیست گفت مرا امان ده تا بگویم گفت امان دادم زرگر نگین بیرون کرد بچهار پاره
شده گفت ای خلیفه انگشتری ساختم و خواستم که نگین را بنگین دان برم از دست من
برسندان افتاد و چهار پاره شد مامون تبسم کرد و گفت برو و این را چهار انگشتری بساز
و ترا درین هیچ گناهی نیست و این صورت که از مامون صادر شده غایت حلم و بردباریست نظم

حلم سرمایهٔ کمال بود	سبب عزت و جلال بود
حلم شادی فزای هر خجل ست	مومیائی هر شکسته دل ست

نوشیروان از بوزرجمهر پرسید که حلم چیست گفت نمک خوان اخلاق ست چه حروف
آنرا چون برگردانند ملح میشود چنانکه هیچ طعامی بی ملح مزه ندهد هیچ خلقی بی حلم
جمال ننماید نوشیروان گفت علامت حلیم کدام ست گفت حلیم را سه نشانه ست
یکی آنکه اگر ترش روی و سخت گوی با او سخن تلخ در میان آرد او در برابر آن جواب
شیرین بر زبان راند و اگر بفعل نیز او را برنجاند بازای آن با او احسان نماید قطعه

با تو گویم که چیست غایت حلم	هر که زهرت دهد شکر بخشش
هر که بخراشدت جگر بجفا	همچو کان کریم زر بخشش
کم مباش از درخت سایه فگن	هر که سنگت زند ثمر بخشش

علامت دوم آنست که در عین آنکه آتش خشم زبانه گیرد و صولت غضب و سطوت
آن بغایت رسد خاموش گردد و این دلیل اطمینان دل و تسکین روح ست و
Satisfaction of heart & peace of mind.

درویشان سالک علاج غضب بدین نوع کردہ اند نشانۂ سوم فرو خوردن خشم ست
spiritual
اگر کسی فی الواقع مستحق عقوبت بود آوردہ اند کہ روزی آن نوبادۂ بوستان ولایت
بود ۱۲
باکورۂ باغستان ہدایت سبط نبی مجتبیٰ ولی حسین بن علی رضی اللہ عنہما با جمعی مہمانان
son
نوباوہ ۱۲ فرزند بود ۱۲
از اشراف عرب بر سر خوانی نشستہ بودند خادمش با کاسۂ آش گرم در آمد از غایت
دہشت پایش بحاشیۂ بساط در آمد و کاسہ از دستش بر سر شاہزادہ افتاد و آشہا بر
to teaching manners
رخسارۂ مبارکش فرو ریخت امام حسین از روی تادیب از راہ تعذیب بدو نگریست
Oh suppresser of
بر زبان خادم جاری شد و الکاظمین الغیظ حسین گفت خشم فرو خوردم خادم گفت
last time
و العافین عن الناس گفت عفوت کردم خادم تتمۂ آیت بر خواند و اللہ یحب المحسنین
حسین گفت از مال خود آزاد کردم و بہ نعمت معیشت تو ترفہ خود ملازم گردانیدم مثنوی +

بدی را بمکافات کردن بدے	kind	بر اہل صورت بود بخردے	
بمعنی کسانے کہ پے بردہ اند	who have followed Some pers	نزدیک ۱۲ بدی دیدہ و نیکوئے کردہ اند	

در اخبار آمدہ کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام سوال کردند کہ سخت ترین
ہمہ چیزہا چیست جواب داد کہ خشم خدائے گفتند بچہ چیز از غضب الٰہی ایمن توان
شد فرمود کہ ترک غضب خویش و حضرت مولوی معنوی در مثنوی اشارتے بدین
معنی فرمودہ مثنوے

گفت عیسیٰ را یکے ہشیار سر	چیست در ہستی ز جملہ صعب تر
گفت ای جان صعب تر خشم خدا	کز امان دو زخ ہمی ترسد چو ما ۱۲

لہ اور معاف کرنے والے آدمیوں کے ۱۲ لہ اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو ۱۲ لہ ہمارے نبی پر اور
اُن پر سلام ۱۲

immediately.

گفت زین خشم خدا چه بود امان	گفت ترک خشم خود اندر زمان
ترک خشم و شهوت و حرص آوری	هست مردے در رہ پیغمبری

وبباید دانست کہ غضب در بسیار مواضع از حلم بہتر ست چہ غضبی کہ از جہت حرص وطمع یا بواسطہ تکبر و خویشتن داری self-conceit بود مذموم ست اما برای اعلام معالم دین متین وجہت حفظ مراسم شرع مبین بسیار ستودہ و پسندیدہ ست مثلاً اگر کسے از خیانت محرمان حرم خویش حلم ورزد عقلاً و شرعاً و عرفاً مذموم بود و از نظر اہل مروت ساقط شود چون غیرت بی غضبی و خشونتے دست دہد کمال مرد در نست کہ محل حلم و موضع غضب را بنظر صحیح تمیز کند تا بہر جا آنچہ مناسب بود بکار برد فرد

قہر و لطف اندر محل خود نکوست	جاے گل گل باش و جاے خار خار

باب ہژدہم در خلق و رفق

مراد از خلق خوش خوئی ست و غرض از رفق نرمی و دلجوئی یکی از سازگاری باشد بملاطفت و یکی کارسازی بمدارا و ملائمت اما خلق نیکو ترین نعمتی و زیباترین خصلتی ست و چون حق تعالیٰ ایمان را بیافرید ایمان گفت الٰہی مرا قوی گردان حضرت حق جلت عظمتہ او را بہ نیک خوئی و سخاوت قوی ساخت و چون کفر را بیافرید گفت خدایا مرا قوت دہ حق سبحانہ او را بہ تند خوئی و بخل قوت داد و در حدیث وارد ست کہ بہ بہشت در نیاید بخیل و بدخوی بیت

من ندیدم در جہان جستجو	ہیچ اہلیت بہ از خلق نکو

روزی حضرت روح اللہ علی نبینا و علیہ السلام میگذشت ابلہی باو سے دو چار شد

واز حضرت عیسے اسخنی پرسید بر سبیل تلطف وتخلق جوابش باز داد آن شخص مسلم
نداشت وآغاز عربده وسفاهت کرد چندانچه او نفرین میکرد عیسی التحسین میفرمود
هرچند وی از مجادله درمی آمد عیسی طریق ملاطفت رعایت می نمود عزیزی بدانجا
رسید گفت ای روح الله چرا ازبون این کس شده هرچند او قهر میکند تو لطف مینمائے
و با آنکه جور و جفا پیش می برد تو مهر و وفا پیش می فرمائی عیسی گفت ای رفیق موافق
کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ مصرع از کوزه همان برون تراود که در دست + آزو آن صفت
میزاید واز من این صورت می آید من ازوی در غضب نمی شوم واواز من صاحب
ادب میشود من از سخن او جاهل نمیگردم واواز خلق وخوی من عاقل میگردد نظم

چون نشوم من زوی افروخته	او شود از من ادب آموخته
من که زدم مایه ده جان شدم	این صفتم داد خدا زان شدم
خلق نکو وصف مسیحا بود	خصلت بد مرگ مفاجا بود

حکما گفته اند نشان خوش خوئی ده چیز ست اوّل با مردمان در کار نیکو مخالفت
ناکردن دوم از نفس خود انصاف دادن سوم عیب کسان ناجستن چهارم
چون از کسی زلتے در وجود آید آن را تاویل نیکو کردن پنجم چون گنهکار عذر خواهد
آن را در پذیرفتن ششم حاجت محتاجان برآوردن هفتم رنج مردمان کشیدن
هشتم عیب نفس خود دیدن نهم با خلق روی تازه داشتن دهم با مردمان سخن خوش گفتن

فرو بهمه خلق جهان خلق پسندیده تمامے	که سوء خلد برین راه بدان خواهد بود

وچه زیبا گفته است هم درین معنی بیت

لله در کمن قال ما شئت فی حسن خلق رسول الله فقد صدقت ۱۲

خوش ست عالم آزادگی و خوشخوئی	بدین مقام درآ گر بهشت میجوئی

اما رفق سازگاری و مدارا باشد و در خبر آمده که رفق بهیچ چیز نه پیوندد الا که آنرا زینت دهد و ناسازگاری بهیچ کاری مقترن نشود الا که آن را برهم زند و ناخوش گرداند و حضرت عزت بدین صفت حبیب خود را صلے اللہ علیہ وسلم تعریف میفرماید فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم سخن درشت سبب قطعست و نرمی ملائمت وسیلۂ مودت و وصلت بیت

بشیرین زبانی و لطف و خوشی	تواں کرد پیلے بموئے کشی

آرد شیر پاک که سریر سلطنت را بزیور حکمت آراسته بود فرزند خود را دیباجامۂ قیمتی پوشیده گفت ای پسر سلاطین را جامۂ باید پوشید که در هیچ خزانه نباشد و هیچکس مثل آن نتواند که بپوشد مثل این جامۂ که تو پوشیدۂ یافت نمیشود و همه کس میتواند پوشید پسرش پرسید که اصل آن جامه از چه چیزست گفت تارش از نیکوخوئی و نیکوکاری و پودش از سازگاری و بردباری اگر کسے درین کلمه تامل کند داند که جامع تمام

قطعه خیرات ست

پادشاهان و شهریاران را	با همه آفریدگان خدای
کارسازی نکوست در همه وقت	سازگاری خوش ست در همه جای

فریدون را پرسیدند که ملازمان را چه چیز نگاه تواند داشت گفت بملاطفت و بردباری گفتند مشکلها را چه چیز حل تواند کرد گفت بملائمت و سازگاری و درین باب گفته اند

قطعه

مهے که بسیار مشکل بود	برفق و مدارا توان ساختن

توان ساخت کاری بنرمی چنان	که نتوان بتیغ و سنان ساختن

جمشید از وزیر خود سوال فرمود که سلاطین را اتصاف بکدام صفت از جمله صفات ضروریست
گفت که برفق و نرم خوئی و ملائمت زیرا که رعیت بدین صفات دعائے پادشاه
گویند و لشکریان بدین خصلت رضای پادشاه جویند و سلطنت بدعا گوئی رعیت
و رضا جوئی سپاه انتظام می یابد و دیگر برفق گوشمال مجرم بردجے میتوان داد که
مثل آن میسر نشود چنانچه آورده اند که یکی از ملوک که بسمت رفق و تلطف موسوم
بود مطبخی خود را گفت که از برای وی فلان نوع از طعام بپزد و دران تکلف بسیار
بجای آورد مطبخی آن طعام ترتیب داده با نواع دیگر از طعمه نظر در آورد سلطان
بران که خود فرموده بود نظر انداخت مگسی دید در وی برداشت و بیفگند انگه لقمه
برگرفت مگسی دیگر در وی بود دور کرد و در لقمه دیگر هم مگسے دید دست از ان طعام
باز کشید و از طعام دیگر تناول کرد چون خوان برداشتند مطبخی را طلبید و گفت این
خوردنی که ساخته بودے بغایت لذیذ بود فردا هم ازین بساز اما بشرطی که مگس
در وی بسیار نباشد حاضران ازین معنی تعجب نمودند که مطبخی را شرمساری داد

و تلقینی بآن نمود بیت

چو در معصیت پله بجرم لطف بینند کس	شود منجل زده و این خجالت او را بس

باب نوزدهم در شفقت و مرحمت

شفقت بر عامهٔ رعایا و مرحمت و رفق بر کافهٔ برایا بر ملوک عظیم الشان و سلاطین
رفیع المکان لازم ست چه زیردستان و دایع حضرت آفریدگار ند که با اهل اختیار

واقتدار سپرد و تا بر عایت ایشان حال عجزه و درویشان بفراغت و رفاهیت
مقترن بود و دلهای شکسته باهتمام رعیت پروری و مرحمت گستری از هجوم بلایے
جباران و ستمگاران فارغ و مطمئن گردد پس پادشاه باید که بامید رحمت الٰہی که
ارحم ترحم بر عاجزان بدبخشاید و رخسارهٔ سلطنت را بخال زیبای الشفقة علے
خلق اللہ بیاراید نظم

در شفقت بہر کہ حلم بر فراخت	کار خود و جملہ خلائق بساخت
از شفقت ہر کہ سر افراز شد	دیدهٔ دولت برخش باز شد

سعادت آخرت و سلامت دنیا بر حم و اشفاق باز بستہ است آوردہ اند کہ
سبکتگین پدر سلطان محمود در اوائل حال کہ ملازم تیمور بود یک سر اسپ بیش نداشت
و اوقات او بغایت بعسرت میگذشت ہر روز بعزم شکار بصحرا رفتی اگر صیدے
بدست آمدی بدان گذرانیدی روزے آہوی دید کہ با بچہ خود در صحرا میچرید
سبکتگین اسپ بر انگیخت آہو بگریخت چون بچهٔ او خرد بود با مادر نتوانست گریختن
او را بگرفت و دست و پایش ببست و در پیش زین نہادہ راہ شہر بر گرفت آہو
کہ بچهٔ خود گرفتار دید باز گشت و در پی میدوید و فریاد میکرد و می نالید سبکتگین را
بروی رحم آمد دست و پای آہو بچہ را بگشاد و سر بصحرا داد و مادر آمد و بچہ را در پیش
گرفت و روی با آسمان کردہ بزبان بیزبانی مناجاتی کرد مضمون آنی کہ زبان بیزبانان
دانند سبکتگین دست تہی بشہر باز آمد شبانہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم
را بخواب دید کہ بادی میگوید کہ ای سبکتگین بواسطهٔ آن شفقت و مرحمت کہ از تو

در وجود آمد و بجهت آن کرم و مهربانی که در حق آن بیچاره و زبان بسته کردی بحضرت حق تقرب تمام یافتی و ما از تو خوشنود شدیم و حق سبحانه ترا شرف پادشاهی کرامت کرد باید که بر بندگان خدا بهمین نوع شفقت بجا آوری و در بارهٔ رعیت خود طریق مرحمت فرو نگذاری بزرگی فرموده که چون بواسطهٔ شفقت بر حیوانی پادشاهی این جهان فانی مے یابند اگر بجهت مرحمت بر انسانی سلطنت ملک باقی یابند هیچ عجیب و غریب نباشد نظم

دست رعایت ز رعیت مدار	کار رعیت بر عایت سپار
مرحمتے کن که جگر خسته اند	در کرم و لطف تو دل بسته اند

حکما گفته اند که یکی از آثار شفقت سلطان آنست که چنان رعیت را دوست دارد که پدر فرزند را و هر چه بر خود نه پسندد بر ایشان نه پسندد تا ایشان نیز مال و جان خود را از وی دریغ ندارند و هر چه دارند فدای وی کنند و همه همت خود را بر درازی عمر و زیادتی دولت او گمارند و چندانچه او را رحم و شفقت بر خلق بیشتر باشد حق سبحانه را نظر رحمت بر و بیشتر بود مثنوی

ببخشائے به بخشایند بر تو	دری از غیب بگشایند بر تو
اگر رحمت ز حق داری تمنا	تو هم بر دیگران رحمے بفرما

آرد شیر بابک پسر خود را وصیت کرد که ای فرزند جهد کن تا بشفقت عام و مرحمت مالا کلام رعیت را از مرتبهٔ رعیتی بدرجهٔ دوستی رسانی تا دلها از آن تو شود که چیزهای دیگر تابع دل ست حکیمے را پرسیدند که بهترین شکارے مر پادشاهان را

کدام ست فرمود کہ صید دلہاے رعیت کردن خوب ترین شکاری ست زیرا کہ چون دلہای ایشان را بخود راہ دہد دیگر ہمہ چیز در پے دل میرود و چون دوستی پادشاہ در دل رعیت جای گرفت در ہیچ چیز بادی مضایقہ نمیکنند بیت

ملک معنی طلبی پیروی دلہا کن	لشکرت گر نبود ملک مسلم نبود

ویکی از شفقتہا آن ست کہ چند انچہ تواند مردان را بزراعت وعمارت تحریص کند و در اجراے کاریزہا و احداث جویہا ایشان را مددگاری نماید آورده اند کہ نوشیروان بعامل خود نشان نوشت کہ اگر در ولایت تو یک قطعہ زمین نامزرع ماند بفرمایم تا ترا بردار کشند و حکمت درین آنست کہ فائدۂ پادشاہ از خراج باشد و خراج وقتی بسیار شود کہ مملکت آبادان بود و آبادانی نبود الا بزراعت و تا بر رعیت مسامحت نکنند و آثار شفقت در حق ایشان بظہور نرسانند زراعت

میسر نشود شعر

مملکت معمور خواہی خلق را معمور دار	وز سر ایشان بلای ظالمان را دور دار

در زمان سلطان ابوسعید خدا بنده امرای او بر رعایا زیادتی میکردند و بمصادره از مال بدیشان میگرفتند روزی سلطان با مراگفت کہ من تا امروز جانب رعیت میگرفتم بعد الیوم این رعایت را برطرف میکنم اگر مصلحت ست بیائید تا ہمہ را غارت کنیم و ہیچ چیز از امتعہ و غیر آن بدیشان نگذاریم امابشرط آنکہ دیگر ازین علوفہ و مرسوم نہ طلبید و اگر بعد ازین یکی از شما این نوع التماس از من کند او را بسیاست رسانم مراگفتند ما بی علوفہ و مرسوم چگونہ توانیم بود و وظیفۂ خدمت

بچه نوع بجای تو انیم آورد گفت ترتیب مجموع مصالح ما و شما از سعی رعایا باشد
در عمارت و زراعت و حرفه و تجارت commerce & industry چون ایشان را غارت کنیم آن زمان چنین
توقعات از که توان کرد شما اندیشه کنید که اگر گاو و تخم از رعایا بستانید و غلات
ایشان بخورید ایشان را بضرورت ترک زراعت باید کرد و بعد از انکه زراعت
نکنند و محصول نباشد شما چه خواهید خورد امرا چون این سخنان استماع نمودند روی
بنوازش و رعایت رعیت آوردند مثنوی kindness + favour

شنیدم از بزرگان سخن سنج	که سلطان را رعیت بهتر از گنج
کزین خرج ار شود آخر سر آید	وزان هر لحظه دخلی نو در آید

و از جمله شفقتها آن ست که هر روز باید که بار عام دهد و بخود تفحص داد خواه نماید
تا هر کس سخن خود با وی گوید و او بنفس خود بر کماهی احوال مظلوم وقوف یابد حجاب
و بواب نتوانند بغرض طمع بر کسی حکم کردن آورده اند که اکابر حرمین بنا صر خلیفه
نوشتند که خلافت ترا نزیبد و سلطنت ترا نشاید که نائبان و متعلقان تو بر مردم
ظلم میکنند و انواع جور و ستم از ایشان صادر میشود او در جواب نوشت که من از اینکه
شما میگوئید خبر ندارم ایشان دیگر باره پیغام فرستادند که عذر تو از گناه بدتر است
بزرگان گفته اند انچه ترا جواب باید گفت بدیگری حواله مکن مهمات رعایا بر ذمه خود
گرفته تا وقت سوال از عهده جواب بیرون باید آمد بیخبری و غفلت در میان چه
کار دارد و این عذر از تو خواهند شنید و کی قبول خواهند کرد فاروق اعظم رضی الله
عنه فرموده که در ولایتی که تعلق بمن دارد اگر پلی ویران شود و رمه گوسفندی بران

flock of sheep

گذرد و پای گوسفندی بسوراخی فرورود والمی بوی رسد فردای قیامت ازمن خواهند
پرسید و مرا از عهدهٔ آن بیرون می باید آمد هر که منصب سلطنت قبول کند و پای
تمکن بر سریر حکومت نهد باداء حقوق این امر قیام باید کرد و حفظ حدود در رسوم
آن از روی شفقت و مرحمت نیکوخواهی رعیت بجای باید آورد قطعہ

فراز تخت حکومت نشستن آسان نیست	دران مقام بسے احتیاط باید کرد
مراد عاجز محنت رسیده باید داد	غم فقیر مشقت کشیده باید خورد

باب بستم در خیرات و مبرات

تمهید قواعد خیرات و تاسیس مبانی مبرات بر ذمهٔ همت هر صاحب دولتے
واجبست چه یکی از ان اعمال که بعد نشأ حیات آثار فیض و برکت او بروح عامل
رسد صدقه جاریه ست چون مساجد و معابد و مدارس و خوانق و رباطها و حوضها
و جسرها و امثال آن از ابواب البر که مادام که اثر آن باقی باشد هدیهٔ ثواب بروح
بانی آن واصل ست بیت

هر که خیری کرد چون محمل بدان عالم کشید	روح او را هر زمان فیض دگر خواهد رسید

و هر عاقل هوشیار که بصیقل انابت زنگ غفلت از آئینهٔ خاطر بزداید و بداند که
جاه و نیا و مال و متاع آن بر صدد زوال و انتقال ست هر آئینه این معنی را در
خواهد یافت که حاصل از آیندگان و روندگان این سرای فانی جز بیادگاری
باقی نخواهد ماند و هر عمارت عالی و موضع شریف که از طبقات ملوک و امرا

---

۱ بنا نهادن ۱۲ ۲ عبادت گاهین ۱۲ ۳ خانقاهین ۱۲ ۴ رجوع بخدا ۱۲

وارکان دولت وتوانگران ہر مملکت واقع شدہ اثر آن بر جریدۂ روزگار وصفحات
ادوار لیل ونہار ثبت ومسطور ست ونام ایشان نزد ہر ارباب عقل ونقل بلکہ
پیش اکثر اصاغر واکابر عالم معروف ومشہور ست

چون نمی ماند جہان بہ قرار	نام نیکو بہ کہ ماند یادگار

خصوصاً رقم مبانے خیر بہیچ نوع از الواح ایام محو نمی شود وحدیث بقاع خیر کہ
از متقدمان واقع شدہ بہ تسلسل وعنعنہ بسمع متاخران میرسد آن آثار نا تمل علیتہ

فر دکسری نماند قصۂ ایوان او نماند	نعمان برفت وذکر خورنق ہنوز ہست

بزرگان گفتہ اند کہ چون ہمای توفیق وتائید از ایشان ولد ینا مزید سایہ دولت
بر فرق کامگاری فگند وباز بلند پرواز مواہب ربانی از فضای فیض جاودانی
جلوۂ مساعدت فرمودہ بر ساعد سعادتمندی آرام گیرد لائق حال آنست کہ
صحائف احوال خود بارقام ان احسنتم احسنتم لانفسکم بیاراید وزاد سفر آخرت را از
تقدیم خیرات مبرات وترتیب باقیات صالحات کہ عبارت از خیر عام وصدقہ
جاریہ ست مہیا کند تا ذکر نعم وشکر کرم او باطراف واکناف عالم رسیدہ در ہر زمان
بر ہر زبانے ثنا وآفرین او جاری باشد فرد

برین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر	کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند

ودر حدیث آمدہ کہ چون آدمی بمنزل آخرت رود ہمہ عملہا از و منقطع گردد الا سہ چیز
یکی صدقۂ جاریہ دوم عملی کہ بدان نفع گیرند سوم فرزند صالح کہ او را دعای خیر کند

---

۱۲ خردان ۲ بزرگان ۳ مقرر آثار ہمارے دلالت کرتے ہیں ۴ پسر ۵ نام کو نیکے ۶ اور ہمارا
پاس زیادہ ہے ۷ کشادگی ۸ اگر نیکی کروگے تو نیکی کروگے اپنے لئے ۱۲

صدقہ جاریہ عبارت از بقعۂ خیر باشد کہ مردم بدان منتفع شوند چون مسجد و مدرسہ
وخانقاہ و پل و رباط و حوض و مانند آن پس از والیان خطۂ سلطنت و تخت نشینان
بارگاہ خلافت چنان زیبد کہ معمار ہمت ایشان اولاً در تعمیر مساجد و تاسیس معابد
کہ اشارت اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ در شان آن واقع شدہ سعی نمایند
چہ در حدیث آمدہ کہ ہر کہ برای خدا مسجدی بنا کند حق سبحانہ برای او خانۂ در بہشت
بنا کند و مساجد کہنہ نیز تجدید کردن ہمین حکم دارد و بعد از عمارت مسجد امام و مؤذن
تعیین باید فرمود و اسباب معیشت ایشان مہیا باید ساخت تا از روی فراغت
بہم خود قیام توانند نمود و بجہت طلب قوت از اقامت این امر باز نمانند و دیگر
مدارس مرتفع بنا باید کرد و مدرسان افادت نصاب و علما و فضلای افاضت
انتساب معین باید ساخت تا نشر علوم شرعیہ نمایند و برکات ثواب آن بروزگار
دولت ایشان رسد و دیگر خوانق پاکیزہ و صفاجت صافی دلان ولایت پناہ و
صوفیان صفیہ صفوت انتمای الا ان اولیاء اللہ ترتیب باید داد تا طالبان
حقائق و صادقان دقائق بمیامن انفاس شریفۂ ایشان بمقاصد و مطالب
برسند و آثار انوار اوقات و احوال ایشان ضمیمۂ سعادت صوری و معنوی گردد
و وظائف و ادرارات ارباب مدرسہ و خانقاہ نیز معین باید کرد تا طلبہ از مطالعہ
علوم و درویشان از اذکار و اوراد خود باز نمانند و دیگر احداث زاویہ ہا کہ دران
برای فقیران و محتاجان راتبۂ چاشت و شام از خلنر دونان مرتب و مہیا باشد

لہ نہیں بناتا مسجد بس اللہ کی مگر جو ایمان لایا خدا پر ۱۲ لہ از نو بنا کردن ۱۲ سہ یعنی فائدہ بخشنے میں پورے ۱۲
سکھ ہاں البتہ نہ خوف ہے اولیا اللہ کو اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں ۱۲

موجب جمعیت خاطر وصفای باطن میشود دیگر ابداع دار الشفا وتعیین طبیب حاذق
مشفق وترتیب ادویه واشربه واغذیه وانچه ضروری باشد وسیله صحت وسلامت
ورابطهٔ عافیت وکرامت میگردد دیگر ساختن رباطهای مرتبطه باستحکام تمام که ملجای
مسافران ستم رسیده وپناه غریبان محنت کشیده باشد ثمرهٔ بسیار ونتیجه بیشمار دارد
دیگر بستن قنطرها بر آبهای تند وبسیار که مسافران را مرور بران سهل وآسان باشد
بغایت پسندیده است چه در اخبار آمده که هرکه پلی بنا کند بر راهی تا مسلمانان
بران بگذرند خدای عزوجل گذشتن صراط بروی آسان گرداند دیگر عمارت
حوضهای بزرگ وحفر چاهها وراهها ومحلها که آب کمی میکند سبب امنی باشد از
تشنگی قیامت ومنقول است که یکی از صحابه بحضرت رسالت پناه صلوات الله
علیه وآله عرض کرد که میخواهم که از برای روح مادر خود خیری کنم وصدقه بدهم
مرادران چه میفرمایند حضرت فرمود که بهترین تصدق آب است آن صحابی چاهی
بخرید وبرمسلمانان وقف کرد وثواب آن بروح مادر خود بخشید دیگر تعمیر مشاهد مبارکه
وترویج مزارات متبرکه که سبب آن میشود که ارواح مقدسهٔ آسودگان آن مزارات
مدد روزگار سعادت آثار عامر ومروج گردند واز جملهٔ خیرات کلیه آنست که موقوفات
بقاع خیر وابواب البر را از دست متاکله ومتغلبان انتزاع نموده بمردم امین و
متدین سپارند ومحصول آن را به ارباب وظائف واصحاب استحقاق چنانچه
شرط واقف باشد برسانند وبر اعمال وقف عمال پاکیزه ودیانت ونیکو
معاش تعیین نمایند وبران نیز اعتماد نفرموده هر چند وقت تفحص امور مباشرت

مہمات آن اوقاف مشغولی کنند و در مہم وقف اصلاً و قطعاً مسامحہ روا نیست چہ تمشیت این معنی تقویت شریعت ست و ہر کہ مہم وقف را بدستور شرع فیصل دہد سہل انکاری ۱۲ بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ در اجر و ثواب با واقف شریک باشد فرد

خیر کن یا وکیل خیری باش	تا ترا ہم دران ثواب دہند

و آنکہ در باب خیر اطنابی رفت نظر بر آنست کہ مثوبات صدقات جاریہ بی پایان آورده اند کہ یکے از بزرگان را کہ ودیعت حیات بموکل اجل سپرده بود درخت طول ۱۲ نواہبہار ۱۲ ازین مرحلۂ فانی بسرائے جاودانی برده در خواب دیدند و از حالتی کہ بعد از وفات وی را واقع شده بود پرسیدند فرمود کہ مدتے در شکنجۂ عذاب گرفتار بودم و در چنگال عقاب عقوبت میفرسودم ناگاہ پروانۂ نجات از دیوان کرم الٰہی برسید عذاب ۱۲ وحق سبحانہ گناہان مرا بیامرزید سائل از وی استفسار نمود کہ ہیچ واسطی پچھری ۱۲ کہ سبب آمرزش چہ بود دو بچہ وسیلت صورت خلاصی روی نمود جواب داد کہ آری در بیابانے رباطی ساختہ بودم مگر درویشی در گرمگاہ روز بسایۂ آن رباط پناہ آورد و زمانی استراحت کرده چون مشقت او براحت دوپہر ۱۲ مبدل گشتہ بود از روے نیاز زبان بدعا کشاده و بریں وجہ گفتہ کہ خدایا بانی این موضع را بیامرز فی الحال تیر دعای او بہ نشانۂ اجابت رسیدہ مرا بیامرزید و از حضرۂ رحیم بروضۂ نعیم رسانید

فرد ہر چند بروی کار دریے نگرم	نیکی ست کہ نیک ست و گرہا ہمہ ہیچ

باب بیست و یکم در سخاوت و احسان

سخاوت سبب نیکنامی و احسان موجب دوستکامی و خجستہ فرجامی ست و ہیچ

لہ دلالت کرنے والے کے مانند ہے ۱۲

صفت آدمیان راو خصوصاً اشراف وانجادایشان رابه ازجود وسخا نیست بیت

شرف مرد بجود دست وکرامت بسجود | هرکه این هر دو ندارد عدمش به زوجود

درخبر آمده که سخا درختیست در بهشت وبحقیقت نهالیست برکنار جویبار خوشنودی حق سبحانه تعالی رسته وشاخ او در سرافرازی باعلی علیین پیوسته شگوفهٔ او نیکنامی دنیاست ومیوهٔ او کرامت وفضیلت عقبی بیت

این سخا شاخیست در باغ بهشت | وای او کین شاخ را از کف بهشت

آن حکیمے پرسیدند که عیبی که مجموع هنرها بدو مخفی ماند چیست جواب داد که بخل باید سوال کردند که هنری که همه عیبها را بپوشد کدام ست گفت سخا فرد

هنر سخاست دگر جمله دست افزارند | اگر ترا هنر انگشت خویش صد هنرست

ویقین بباید دانست که تا مال را از قید امساک مطلق نگردانند توسن مفاخر ومعالی بقید در نیاید مثنوے

تجربه کردم ز هر اندیشهٔ | نیست نکوتر ز سخا پیشهٔ
خاص ز بهر کرم آمد درم | برگذر از قافیه اینک کرم

اسکندر رازار سطو پرسید که سعادت دین ودنیا در چه چیزست گفت در جود وکرم اما سعادت دین آنست که حق سبحانه میفرماید مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا هرکه یک حسنه بیارد او را ده حسنه کرامت کنیم نظم

آنکه ترا توشهٔ ره میدهد | از تو یکے خواهد وده میدهد

لہ یعنی بعبادت ۱۲ سے جو کوئی ایک نیکی لائے اُسکو دس گنی جزا ہے مثل اُسکے ۱۲

بہتر ازین مایہ ستانیت نیست	سود کن آخر کہ زیانیت نیست

اما سعادت دنیا آنست کہ مرغ دل خلق را بحکم الانسان عبید الاحسان بکرم صید توان کرد چون دل کہ سلطان ست در قید کسی افتاد قالب بہ تبعیت قلب در دام می افتد و چون کریم مالک الرقاب جمع شد ابواب سعادت بر و کشادہ و اسباب مرادات برای او آمادہ شود در اخبار آمدہ کہ خسرو پرویز را سپہ سالاری بود بہ لشکر کشی و دشمن کشی معروف و مذکور و بمتانت رای و قوت عزم در اطراف مملکت موصوف و مشہور مقرب ملک و عمدۂ ممالک بودے و خسرو پرویز از صواب دید او عدول ننمودی بیت

از و تازہ بد گلشن خسروی	ببازوی او پشت دولت قوی

وقتے صاحب خبران بسمع ملک رسانیدند کہ سپہ سالار شما از جادۂ فرمان برداری انحراف خواہد ورزید و سبیل عناد و عصیان و طریق سرکشی و طغیان مسلوک خواہد داشت پیش از انکہ صورت از قوۃ بفعل آید بتدارک آن اشتغال باید نمود فرد

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد	دریغ سود ندارد چو رفت کار از دست

خسرو ازین خبر اندیشہ مند شد و گفت اگر او عنان عزیمت از روی مخالفت بطرفی از اطراف مملکت بگرداند بسیاری از اعیان لشکر و سران سپاہ با او راہ موافقت پیش گیرند و یکین کہ از آوازۂ باغی شدن او قصورے در ارکان ملک پدید آید و از دیدۂ طاغی گشتن او فتوری بقواعد سلطنت راہ یابد بیت

طغیان کرنے والا ۱۲

سلم آدمی مینبود احسان کسے بجز ۱۲ سلم صدے گذرنا ۱۲

مبادا بر آرد به بیداد سر	که در ملک پیدا شود شور و شر

پس باخواص دولت و مشیران مملکت درین باب مشاورت فرمود رای همگنان بران متفق شد که او را بند باید کرد خسرو بر حسن تدبیر ایشان آفرین کرد روزی دیگر آن امیر را طلب کرده بموضعی بالاتر از معهود او بنشاندند ذکر محامد و مفاخر و سیر تهای ستوده و جبلتهای پسندیده او بر زبان راند و از نفایس و خزائن و نقود و دفائن خویش زیاده از استحقاق وی عطا فرمود مشیران نیکو رای که صلاح و صواب در بند کردن او دیده بودند در محل فرصت عرضه داشتند که سبب تخلف از مقر رعزیمت همایون چه بود شاه تبسم فرموده گفت من رای شما را اختلاف نکردم و از عزم خود انحراف نه ورزیدم شما گفته بودید که او را بند باید کرد من خواستم که او را بمحکم ترین بندی مقید سازم هیچ قیدے قوی تر از بند احسان ندیدم و دیگر تامل کردم که محل هر قید عضوی معین ست و بندی که بر یک عضو افتد پیدا ست که چه نوع بندی باشد خواستم که بند بر دلش نهم که دل سلطان ست و اعضا و جوارح خدم و حشم او بیند چون اصل بقیدی مقید گردد هر آئنه تمام اعضا و جوارح که تبع او بیند بسته گردند و دیگر بند آهنین بر سر عضو که نهند بسوہان سوده گردد و بند کرم و احسان که بر دل نهند بهیچ چیز فرسوده نگردد و در امثال آمده که مرغ وحشی را بدام مقید توان کرد و آدمی را باحسان و انعام

مثنوے

کرم پیشه کن تا دمے زاده صید	باحسان توان کرد وحشی بقید
عدو را با لطاف گردن به بند	که نتوان بریدن به تیغ آن کمند

چو دشمن کرم بیند و لطف وجود	نیاید وگر خبث از و در وجود

و هم چنانچه بخاطر خسرو رسیده بود آتش مخالفتش بآبی که از سرچشمهٔ احسان پادشاهی مترشح شد فرو نشست و بیخ نهال کینه از زمین سینهٔ او بقوت پیرایهٔ کرم سلطانی منقطع گشت و بعد ازان چون بندگان صافی نیت بخلوص طویت کمر جان سپاری بر میان خدمتگاری بسته بقیهٔ عمر از منهج فرمان برداری روی بر نتافت بیت

زان نوازش گری که یافت ازو	بعد ازان روی بر نتافت ازو

درین باب این رباعی بسیار خوب افتاده رباعی

با هر که کرم کنی از آن تو شود	اندر همه وقت مدح خوان تو شود
با دشمن خویش اگر سخاوت ورزی	شک نیست که یار مهربان تو شود

و از فضیلت جود یکی آنست که دلهای خلائق جوانمرد انرا دوست دارد هر چند که از احسان بهرهٔ بدیشان نرسیده باشد مثلاً اگر مردم خراسان بشنوند که در عراق مردی کریم و جوانمرد است همه او را دوست خواهند داشت و بر او آفرین خواهند گفت بلکه اگر کریمی را که در قید حیات نباشد یاد کنند همه کس ثنای او گویند چنانچه حاتم طائی را که در تاریخ تالیف این رساله که نهصد و هفت سال از وفات او قریب نهصد و چهل و پنج سال گذشته هنوز بهار ذکرش بریاحین آفرین آراسته است و چمن نیکنامیش به پیرایهٔ ثنا و تحسین پیراسته فرد

نماند حاتم طائی ولیک تا به ابد	بماند نام بلندش به نیکوئی مشهور

آورده اند که چون آوازهٔ جوانمردی حاتم جزیرهٔ عرب را تا دار الملک یمن فرو گرفت

وصیت سخاوت او بولایت شام وملکت روم رسید والی شام وحاکم چین وپادشاہ روم بعداوت او برخاستند چہ ہریک ازایشان دعوی سخاوت کردندی ولاف جوانمردی زدندی وذکر حاتم برزبان اہل زمان بیشتر جاری بودو طنطنہ کرم وجود وی درہمہ اطراف سائر وشاری شعر

ابر دریا دل زدست جود او در انفعال | امل عالم زیر پائے ہمت او پائمال

پس ہریک ازایشان با او بطریقۂ سلوک گردید اولاً والی شام خواست کہ او را بیازماید کس فرستاد واز وی صد اشتر سرخ موی سیاہ چشم بلند کوہان طلبید و مثل آن شتر در وادی عرب نادر باشد واگر یافتہ شود بسیار گران بہا بود فی الواقع دران وقت این نوع شتر در ربقۂ حاتم نبود چون کس پادشاہ شام بحاتم رسید وپیغام والی راگذرانید حاتم دست قبول برسینہ نہاد ودر جواب آن سمعاً وطاعۃً برزبان راند فرمود

بہرچہ امر شود چاکریم ودولت خواہ | بہرچہ حکم رود بندہ ایم وخدمتگار

پس ایلچی را بمنزل نیکو فرود آورد واسباب ضیافت چنانچہ فراخور احوال او بود مہیا گردانید وبفرمود تا در قبائل عرب منادی کردند کہ ہرکہ مثل این شترے بیاورد بہای تمام از وبخرم وبیعاد دو ماہ بہا بدو رسانم حاصل کلام بدین طریق صد شتر قرض کردہ بسلطان شام فرستاد چون ملک شام برین حال اطلاع یافت انگشت تعجب بدندان تحیر گرفتہ فرمود کہ ما این اعرابی را می آزمودیم واو خود را بواسطۂ ما در قرض انداخت پس ہمان شتران را از متاع مصر وشام بار کردہ بدست ہمان ایلچی باز گردانید وچون شتران را نزد حاتم آوردند باز بفرمود

تا منادی کردند که هر که شتری بمن داده بیاید و همان شتر خود با انچه که بار دارد بگیرد و ببرد پس آن صد شتر را با بار بخداوندان داد و هیچ چیز برای خود باز نگرفت چون این خبر بسلطان شام رسید گفت این همه مروت نه حد آدمی زاد ست و سخاوت حاتم را مسلم ست فرد

آوازهٔ سخاوت و احسان حاتمی	آخر درین جهان لعبث بر نیامد ست

دیگر عظیم الروم که اورا هرقل گفتندی چون دربارهٔ جود حاتم شنید متفحص اخبار و متجسس احوال وی گشت بسمع وی رسانیدند که حاتم مرکبی دارد با دپای و بارگی جهان پیمای چون تیر خدنگ زود رو و چون عمر گرامی زود رو اسپی که بگرم روی آتش دم مشابهت زده و از تیز گامی با باد طریق همراهی سپرده نظم

چو اشک عاشقان گلگون و خوشرو	جهان پیما تر از شبدیز خسرو
بوقت حمله برق آسا جهنده	بگاه پویه چون صرصر روندہ

قیصر وزیر خود را گفت که خبر سخاوت حاتم در عرب و عجم فاش شده وصیت جوانمردی و مروتش از قاف تا قاف فرو گرفته و من شنوده ام که بدین صفت اسپی دارد میخواهم که نقد او را بر محک اعتبار بیازمایم و صورت دعوی او را در محکمهٔ معنی امتحان نمایم و کس از پی آن مرکب بقبیلهٔ طی فرستم مثنوی

من از حاتم آن اسپ تازی نژاد	بخواهم گر او مکرمت کرد و داد
بدانم که در وی شکوه منی ست	وگر رد کند بانگ طبل تهی ست

پس ایلچی بجهت آن مرکب با تحف و هدایا که لائق حاتم بود فرستاد و اندک زمانی رسول

ملک روم بقبیلۂ طے رسیدہ درحوالی و منازل حاتم نزول نمود قضارا مقارن رسیدن ایلچی ابری پدید آمد و باران و برف باریدن گرفت حاتم مہمان را دلداری نمودہ بمنزل شایستہ فرود آورد و فی الحال بفرمود تا آن اسپ را بکشتند و طعامی مہیا کردہ نزد مہمان آوردند و بعد از فراغت طعام اسباب استراحت مہیا ساختہ حاتم از خیمہ بیرون رفت و آن شب از ہیچ نوع سخنی نگذشت علی الصباح کہ حاتم بعذر خواہی آمد ایلچی منشور فرمان قیصر با ہدایا کہ فرستادہ بود بحاتم نمود چون حاتم بر مضمون آن اطلاع یافت بغایت اندیشہ مند گشت ایلچی بفراست اثر ملالت بر جبین حاتم مشاہدہ فرمود گفت ای جوانمرد اگر در دادن اسپ مضائقہ داری از جانب ما نیز چندان مبالغہ نیست حاتم جواب داد کہ مرا ازین جنس اسپ اگر ہزار باشد و کمتر کسے از اہل روزگار از من طلب ہیچ وجہ مضایقہ در خیز تصور من نیاید خصوصاً سلطان عظیم الشان مرا بطلب یک اسپ معزز ساختہ و بجہت این جزوے خدمت رسول بزرگی ارسال نمودہ اندیشۂ من از تحیر ست و تفکر من از غایت تحسر کہ چرا زود تر خبر نیافتم تا آن اسپ را تلف نکردمی

مثنوی

من آن باد رفتار دلدل شتاب	ز بہر شما دوش کردم کباب
کہ بد ظلمت ابر از پیش و پس	بسوی رمہ رہ نمی یافت کس
بنوعی دگر روے ورا ہم نبود	جز آن بر در بارگاہم نبود
مروت ندیدم در آئین خویش	کہ مہمان نخسپد دل از فاقہ ریش
مرا نام باید در اقلیم فاش	وگر مرکب نامور گو مباش

پس اسپان تازی و تبرکات حجازی جهت سلطان روم فرستاد و رسول را نیز از تحفهای آن دیار بهره مند ساخته بخوبتر وجهی روانه کرد چون ایلچی آمد قیصر از فحوای حال خبر یافت و صفت انصاف پیش آورده گفت که آئین مروت و قاعدهٔ مضمون ۱۲

فتوت حاتم را مسلم ست قطعه

توان گفت کامروز نبود بعالم	جز او شهریار دیار مروت
ز روی جوانمردی و مهربانی	بر و ختم شد کار و بار فتوت

دیگر حاکم یمن پادشاهی بود صفت کرم و سخاوت بر و غالب و خصلت احسان و مروت بر و مستولی همواره موائد انعام او برای خاص و عام نهاده فوائد اکرامش غالب ۱۲ رستار خوانها ۱۲

بجهت محتاجان و درماندگان آماده بیت

چو دست جود نبخشش بر کشادی	ز عالم رسم خواهش بر فتادی

میخواست که جز نام کرم او بر زبانها مذکور نشود و غیر از صفت جود و سخای او در اطراف عالم مشهور نگردد و بدین سبب هر که در پیش او صفت حاتم کردی آتش غضبش اشتعال شعلهٔ ۱۲ نمودی بایذای وی مشغول گشتی و گفتی حاتم مردی صحرانشین ست و از جملهٔ رعیت ولایت من نه او را رتبهٔ مملکت داری و نه منصب فرمان روائی نه قوت جهانگیری و نه بازوی کشورکشائی شعر

نه او را خزانه ست و نی تخت و تاج	نه باجش کسی میدهد نی خراج

پیدا ست که از دست او چه کرم آید و با سپه و شتر و گوسفندی چند که دارد چه مقدار کرم نماید من انچه در سالی حاصل حاتم باشد در روزی بسائل میدهم و صد برابر خوان

او در یک چاشت پیش مهمان می نهم مصرع ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا
القصه ملک یمن روزی جشنی عظیم ساخته بود و طرح دعوتی پادشاهانه انداخته تمام روز
چون آفتاب بزر بخشی مشغول بود و مانند ابر بگوهر فشانی اشتغال می نمود ناگاه در اثنای
این حال بیت

در ذکر حاتم کسے باز کرد	وگر کس ثنا گفتن آغاز کرد

ملک ازان برنجید و عرق حسدش در حرکت آمده با خود اندیشه کرد که هیچ گونه زبان اهل
زمان از ذکر حاتم خاموش نیست و صنعت نکوکاری و مهمانداری او بر دل مردمان
فراموش نی پس همان بهتر که بدستیارے ملاح فکر کشتی عمر او را در غرقاب فنا فگنم و
بمددگاری استاد اندیشهٔ رقم نام او را از لوح زندگانی محو کنم بیت

که تا هست حاتم در ایام من	به نیکی نخواهد شدن نام من

در پای تخت او عیار پیشه بود که برائے یک درم صد خون ناحق را میان بربستی
و بامید اندک فائده شیشهٔ دل بسیار کسان را بسنگ جفا بشکستی بیت

چو چشم نازنینان بود خونریز	چو زلف خوبرویان فتنه انگیز

القصه شاه یمن او را طلبیده بمواعید خسروانه مستظهر ساخته بران آورد که خود را
بقبیلهٔ بنی طے رساند و بهر حیله که داند و بهر شعبده که تواند حاتم را نیست و نابود
گرداند عیار متعهد قتل حاتم شده متوجه قبیلهٔ طے گشت و بعد از مدتی بدان سر
منزل رسید با جوانی خوش خوی نیکو روی که سیمائے بزرگی از جبههٔ او تابان و
قرفرخندگی در ناصیهٔ او درخشان بود ملاقات کرد جوان از روی مهربانی و

شیرین زبانی او را پرسش کرم نموده پرسید که از کجا می آئی و بکجا میروی عیار پیشه جواب داد که از یمن می آیم و عزیمت شام دارم جوان التماس نمود یک امشب بقدم کرم وثاق مرا مشرف سازتا ما حضری که باشد بنظر شریف رسانم و بدین تلطف که کلبهٔ مرا بنور حضور خود بیارائی منت دار شوم مصرع زود در آی و شبستان ما منور کن ✤ آن عیار بجوشخوئی و دلجوئی بستهٔ آن جوان شده روی بمنزل وی نهاد و از ان جوان رسم ضیافت و شرط مهمانداری بروجے تقدیم افتاد که هرگز آن عیار را در خاطر خطور نکرده بود و در ضمیر او نگذشته میزبان لحظه بلحظه تکلفے دیگری نمود و مطعومات گوناگون و مشروبات رنگارنگ ترتیب میفرمود بیت

هر نفسے بر سر خوانش نگر	خوردنے خوب ترا زیکدگر

و مهمان ساعت بساعت ببذل آن جوان را تحسین میکرد و بزبان ثناو آفرین او میگفت بیت

تبارک الله ازین مردمی و خوش خوئی	گذشتهٔ زهمه نیکوان به نیکوئی

برین منوال تا شب تیره بپایان رسید و صبح روشن روی از افق مشرق آغاز طلوع کرد مهمان با دیده های گریان وداع میزبان را میان در بست و بزبان نیاز مضمون این بیت جگر سوز دل گداز ادا میکرد بیت

دلم مے سوزد از داغ جدائی	چه بودے گر نه بودی آشنائی

جوان بمبالغهٔ بسیار درخواست میکرد که دو سه روزے اینجا اقامت نمای و مرد عیار بانواع عذرها متمسک شده میگفت بیت

نیارم شد البته اینجا مقیم		که در پیش دارم مهمے عظیم	

جوان گفت مرا شریف محرمیت ارزانی دارد مهمی که هست با من در میان آر شاید که مدد ی توانم کرد و همراهی بجای توانم آورد مهمان چون دلنوازی و جوانمردی از وے مشاهده کرده بود با خود تامل نمود که این مهم کلی که مراد در پیش ست بی امداد چنین یاری و بید ستیاری ازین گونه مددگاری سر انجام نخواهد یافت که مردی با مروت و کارسان و دلجوئی و غریب نواز ست هیچ به ازین نیست که پرده از روی کار بردارم و او را یار و محرم خود ساخته روے بسا ختن آن مهم آرم نظم

یک گل مقصود درین بوستان		چیده نشد بے مدد دوستان	
دامن یاری گرت افتد بدست		فارغ و آزاده توانی نشست	
کار تو از یار مکمل شود		مشکلت از هم نفسان حل شود	

پس اول جوان را بحجت اخفای آن مهم سوگند داد و بعد از مبالغه بسیار و تاکید بیشمار سر خود را با او در میان نهاد و گفت شنوده ام که درین نواحی حاتم نام کسی هست که لاف جوانمردی میزند و دعوی احسان و مردم نوازی میکند شاه یمن را ظاهر ازو دغدغه در دل و خدشه در خاطر پدید آمده و من مردی پریشان روزگارم و معاش من از دزدی و عیاری میگذرد و درین ولایت یمن مرا طلبیده و عدهٔ مال و متاع فراوان فرموده بشرط آنکه حاتم را پیدا کنم و بقتل آرم و سر او را بتحفه پیش ملک برم و من بضرورت و جهه معیشت این صورت را قبول کرده بدین قبیله آمده ام نه حاتم را می شناسم و نه راه بمنزل او می برم از درویش پروری و غریب نوازی تو عجب و

غریب نباشد که حاتم را بمن نمائی و در قتل او شرط مددگاری بجا آری تا من از عهدهٔ عهدی که کرده ام بیرون آمده باشم و بدولت تو از مواعید شاه یمن بهره مند گردم جوان این سخنان را استماع نموده بیت

بخندید و گفتا که حاتم منم	سر اینک جدا کن به تیغ از تنم

ای مهمان برخیز و پیش از انکه متعلقان من خبردار گردند سر من بردار و سر خود گیر تا مقصود شاه یمن حاصل و مراد تو نیز بیسر گردد بیت

چو حاتم بآزادگی سر نهاد	جوان را برآمد خروش از نهاد

عیار فی الحال پیش حاتم بر زمین افتاد و بوسه بر دست و پای وی بداد و میگفت نظم

اگر من گلے بر وجودت زنم	نه مردم که در گیتی مردان زنم
دو چشمش ببوسید و در بر گرفت	و ز انجا طریق یمن بر گرفت

حاتم اسباب راه او از زاد و راحله تهیه نموده او را گسیل کرد و عیار پیشه بعد از قطع راه چون پیش پادشاه آمد صورت حال بعرض رسانید ملک یمن از روی کرم طبعے منصف شد و از راه آزادگی و جوانمردی معترف گشت که کرمی درین مرتبه حد هیچکس از عالمیان نیست و سخاوتی بدین مثابه مقدور هیچیک از آدمیان نه بیت

هست جوانمرد درم صد هزار	کار چو با جان فتد آنجاست کار

(یعنی مرتبه ۱۲)

در کتاب جواهر الاماره آورده که چون حاتم وفات کرد او را دفن کردند (گزرگاه ۱۲) قضارا قبر او در محلی واقع شد که ممر سیل بود وقتی از اوقات باراني عظیم بارید و سیل هائل (مهول ۱۲) بیاید و نزدیک بود که قبر حاتم ویران گردد پسرش خواست که قالب او را بموضعی دیگر که از این آفت ایمن باشد

نقل کند چون سر تربت او را باز کردند همه اعضا و اجزای او از هم ریخته بود الا دست راست او که هیچ نوع تغیری نداشت مردم از ان حال متعجب شدند و از چنان صورتے شگفت ماندند پیری صاحبدل درمیان نظارگیان بود گفت ای مردمان ازین معنی متعجب مشوید و از سلامتی دست حاتم عجب مدارید که او بدین دست عطای بسیار بسائلان داده بود لاجرم در حمایت خیر و کرم بسلامت مانده است هرگاه دست کافرے بت پرست بواسطهٔ عطا از خلل ریختن سالم می ماند چه عجب که تن مومن خدای پرست بوسیلهٔ سخا و احسان با خلق خدای از آفت سوختن آتش دوزخ ایمن گردد چه حصول دولت جاودان تمهید قواعد خیر و احسان بازبسته است بیت

دولتیان رخ ز جهان تافتند	دولت باقی ز کرم یافتند

دارا از حکیمے پرسید که پیرایهٔ سلطنت چیست گفت در عزت زیستن گفت عزت را چگونه نگاه توان داشت گفت بخوار داشتن زر هر که زر در نظر او خوار است همه کس او را عزیز و مکرم دارند و هر که زر را عزیز و مکرم دارد همگنان او را خوار و بیمقدار شمارند

قطعه مال از بهر آن بکار آید	تا ز بهر تنت سپر گردد
هر که تن را فدائے مال کند	مال و تن عرضهٔ خطر گردد
هر کریمے که خوار دارد زر	هر زمانے عزیز تر گردد (یعنی محل ۱۲)

والحمد لله که آئین سخاوت و مروت و قوانین احسان و فتوت حضرت شاهزادهٔ عالم مظهر انوار لطف و کرم مهر سپهر سلطنت و جهانبانی شاه بارگاه ابهت و گیتی ستانی (جوانمردی ۱۲) دارائے جهان آرائے عدو بند کشور کشائی (بزرگی ۱۲) قطعه

معین[1] الملک والدولہ ابوالمحسن کہ جود او	چو ابر نوبہاری عالمی را تازہ می سازد
ز انعام و عطا و مرحمت نزدیک آن آمد	کہ رسم احتیاج از عرصۂ عالم بر اندازد

نامۂ جود حاتم طے کردہ و دفتر سخاوت معن بن زائدہ را رقم محو بر کشیدہ قطعہ

کیخسرو زمان و فریدون روزگار	ہم شہریار عدلی و ہم پادشاہ بود
عدلت نظام عالم و حلمت قوام[2] ملک	جودت پناہ سائل و دستت پناہ جود

حق سبحانہ و تعالیٰ[3] نشور احسان شامل او را بتوقیع[4] وَہُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ موشح[5] و دارائی و نشان انعام کاملش بہ طغرائے وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ[6] موقع و مزین گردانا د

باب بیست و دوم در تواضع و احترام

تواضع سبب رفعت ست چہ در حدیث آمدہ است کہ مَنْ تواضع للہ رفعہ اللہ یعنی ہر کہ فروتنی نماید برای خدا خدای او را بردارد و درجۂ او را بلند گرداند بیت

تواضع ترا ارجمندی دہد	ز روے شرف سربلندی دہد

نصیر بن احمد از ملوک سامانیہ پسر خود را وصیت کرد کہ ای فرزند دلبند اگر میخواہی کہ مملکتے کہ تا بمشقت بسیار بدست آوردہ ام و سلطنتے کہ عمر عزیز در تمہید قواعد آن صرف کردہ سالہا بر تو بماند بر خزینہ اعتماد مکن کہ مال در معرض زوال ست و بر لشکر دل منہ کہ مرد سپاہی منقلب الاحوال ست تکیہ در دوام ملک و قیام حکم بر کرم نمای و در تواضع افزائے کہ تواضع و کرم دو دام اند مردلہائے مردمان را و ہر کہ صید ازین دو دام شد

---

[1] مددگار ملک و دولت ۱۲ [2] جنکے سبب سے قیام ہوا ۱۲ [3] درحالیکہ وہ محسن ہے پس اسکے لئے اجر الکا ہے رب کے پاس ۱۲ [4] اسی طرح جزا دیتے ہین ہم احسان کرنے والون کو ۱۲ [5] جو کوئی فروتنی کرے اللہ کیواسطے مرتبہ اس کا بڑھاتا ہے خدا ۱۲

ہرگز روی رہائی ندارد و گویا اشارت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم درین عبارت کہ سید القوم[1] خادمہم بدین معنی ست کہ ہرگاہ کسی را بخدمت تواضع نمودے دل او صید تو گشت و در دام محبت تو مقید شد پس او محکوم تو و تو مخدوم او باشی و او صید تو و تو صید او شوی نظم

تواضع میدہد از روشنائی	بسے بیگانگان را آشنائی
تواضع ہر کہ دارد سرفرازست	بروئے او در اقبال بازست

تواضع آنست کہ کسی مقدار خود را از مقدار دیگری کمتر بیند پس عزت و حرمت خود برطرف نہادہ دیگران را عزیز و محترم سازد و ازین معنی کسی اجتناب می نماید کہ شرف ذات و علو قدر او در معرض اشتباہ ماندہ باشد فاما آنکہ فی نفس الامر بزرگ قدر و عالی مرتبہ ست او از تواضع نترسد زیرا کہ تواضع از بزرگی و جلالت او ہیچ کم نکند بلکہ نباہت[2] و شوکت او نزد یک خالق و خلائق مے افزاید بیت

تواضع سرفرازان نکوست	گدا گر تواضع کند خوی اوست

و ازینجا معلوم میشود کہ کبر از خصائص ناقصان و سافلان[3] ست و غرض ایشان پوشیدن نقصان خویش اما بحقیقت قبائح خود را ظاہر میگرداند چہ کبر آدمی را خوار و بیمقدار سازد نظم

تا تواند بگرد کبر مگرد	متکبر بریے ز کبر نخورد
گر تو بے کبر و بیریا باشے	خاص درگاہ کبریا باشے

و تواضع از ہمہ کس زیبا می نماید و از اہل دولت زیباتر زیرا کہ پیرایۂ بزرگی تواضع ست

[1] سردار قوم کا خادم اُن کا ہے ۱۲ [2] تقدیم نون بر موحدہ بلندی ۱۲ [3] اُفتادگان ۱۲

آوردہ اند کہ ابن سماک بمجلس ہارون رشید آمد خلیفہ از برای او برخاست و تعظیم کرد ابن سماک گفت اے خلیفہ تواضع تو در پادشاہی بزرگتر ست از پادشاہی تو خلیفہ گفت سخنی نیکو گفتی زیادت کن گفت ہر کہ حق تعالی او را مال و جمال و بزرگی دہد و او در مال بندگان خدا مواسا و احسان کند و در جمال خود پارسائی ورزد و در بزرگی تواضع نماید حق تعالی او را از مخلصان خود گرداند ہارون رشید دوات و قلم طلبید و بدست خود این سخنان را بنوشت و این نوشتن نیز علامت تواضع خلیفہ بود مثنوے

زیرکان آزمودہ اند بسے	بر تواضع زیان نکرد کسے
از تواضع بلند گردد نام	وز تواضع رسیدہ اند بکام
متواضع بزرگوار بود	مظہر لطف کردگار بود

و تواضع و احترام در بارۂ اشراف انام چون سادات عظام و علمای اعلام و مشائخ کرام اقتباری تمام دارد و موجب ارتفاع لوای دولت متواضع باشد امام محمد حسن شیبانی رح نزدیک رشید آمد رشید او را تعظیم بسیار کرد چنانچہ برپای خاست و او را بجای خود بنشاند و چون برخاست چند قدم برسم مشایعت با وے برفت یکی از جملہ خواص او گفت کہ باچنین تواضعے کہ خلیفہ نمود مہابت خلافت نمی ماند رشید جواب داد کہ آن مہابتے کہ بتواضع زائل شود نابودن آن اولی تر و قدری کہ باحترام بزرگان بکاہد کاستہ و محو شدہ بہتر

بیت

قدری کہ بتعظیم کسان کاستہ گردد	مردی بچنان قدر کے آراستہ گردد

آوردہ اند کہ اسمٰعیل سامانی پادشاہ خراسان و سلطانی بس بسامان بود روزے

عالمی به مهمے نزد وی آمد او را تعظیم بسیار نمود و چون میرفت هفت گام از عقب وی برفت شبانه حضرت رسالت پناه را صلے اللہ علیہ وسلم در واقعه دید که باو میگوید (یعنی در خواب دید ۱۲) که ای اسمٰعیل یکی از علمای امت مرا عزیز داشتی من از حضرت حق سبحانه درخواستم تا ترا در هر دو جهان عزیز دارد و تو هفت قدم در عقب وی رفتی دعا کردم تا هفت تن از نسل تو پادشاهی کنند و هر دو دعا در بارهٔ تو مستجاب شد و یکے از علامات تواضع میل کردن ست بصحبت صلحا و علمای دین و درویشان صاحب یقین نه جماعتی که خود را بصورت علمای ربانی و مشائخ حقانی بخلق نمایند و بطمع حطام فانی سخنان حق را بزیور خوشامد بیارایند بلکه بصحبت کسی باید رفت که کارهٔ صحبت مردم باشد و بکسی اعتقاد باید کرد که نخواهد که کسی او را اعتقاد کند آورده اند که چون عبد اللہ طاهر بحکومت خراسان آمده در نیشاپور نزول فرمود اعیان و اشراف بسلام وی آمدند بعد از یک هفته پرسید که هیچکس مانده است درین شهر که بسلام نیامده باشد و ما را نپرسیده گفتند هر که درین شهر اسمے و رسمی داشته شمار را پرسیده و بمجلس شمار سیده الا دو درویش که هر یک از ایشان در گوشه نشسته اند و دیده از مشاهدهٔ این و آن بربسته و از غوغای خلق باز رسته اند و بذکر حق پیوسته مثنوی

معتکفان حرم کبریا (اعتکاف کرنے والے ۱۲)	شسته ز دل صورت کبریا
دیده نه و کون و مکان در نظر	بال نه و هر دو جهان زیر پر
ملک نه و نوبت شاهی زده	تخت در ایوان الهے زده

عبد اللہ پرسید که این دو تن کیانند گفتند احمد حرب و محمد سلم طوسی که علمائے

اسم الفعل اتنک ہاں خیاوی ۱۲

ربانی اندو بدرگاه سلاطین و امرا تردد نمایند گفت اگر ایشان بسلام ما نیایند
ما بسلام ایشان رویم پس سوار شد و نزدیک احمد حرب رفت یکی دویده رسید و
گفت که عبدالله طاهر می آید احمد را امجال فرار نشد و عبدالله بخانهٔ وی درون رفت
احمد بر پای خاست و مدتی سر در پیش افگنده بایستاد و عبدالله نیز بر پای ایستاده
بود احمد سر برآورد و گفت ای پسر طاهر شنیده بودم که مردنکو روی و خوش منظری
و عالی که من می نگرم ازان خوبتر که می گفتند اکنون این روی نیکو را بنا فرمانی
خدا زشت مگردان و چنین رخساره را هیمهٔ آتش دوزخ مساز این بگفت و روی
بقبله آورد و بنماز در پیوست عبدالله گریان گریان از خانه روی بیرون آمد
و نزدیک محمد اسلم رفت محمد او را بارنداد هر چند که جهد کرد سود نداشت گفتند صبر
باید کرد تا روز آدینه که وی از خانه بیرون می آید و بنماز میرود شاید که ملاقات
واقع شود عبدالله روز آدینه بیامد و بر سر کوچهٔ وی بایستاد شیخ بنماز بیرون آمد
چون دید که سواران ایستاده اند هما نجا توقف نمود عبدالله از مرکب فرود آمد و
پیش محمد اسلم آمد و سلام کرد پرسید که چه کسی و چه کاره داری گفت عبدالله طاهرم
و بزیارت تو آمده ام شیخ گفت حاشا ترا با من چه کار و مرا با تو چه گفتار پس روی
بدیوار آورد و در و نگاه نکرد عبدالله پیش آمد روی بر خاک قدم او نهاد و مناجات
کرد که الٰهی این مرد برای رضای تو مرا که بندهٔ بدم دشمن دارد و من برضای تو او را
که بندهٔ نیک ست دوست میدارم بحرمت آن دشمنی و این دوستی که برای تست
این بد را در کار آن نیک کن بالفاظ آواز داد که سر بر دار که گناه ترا در کار طاعت

ادکردم نظم

اگرچہ ما بدان روزگاریم	ولیکن نیکوان را دوست داریم
چہ باشد گر بدان را در قیامت	بہ نیکان بخشد از راہ کرامت

آوردہ اند کہ یکی از ملوک بدیدن درویشے رفت آن درویش فی الحال سجدہ بجای آورد وزیر شاہ پرسید کہ این چہ سجدہ بود گفت سجدۂ شکر دیگر بارہ پرسید کہ برای چہ شکر کردی گفت خدای را سپاس کردم برای آنکہ سلطان را نزد من آوردہ مرا پیش سلطان نبردہ کہ آمدن شاہان نزد درویشان عبادت است و رفتن درویشان بدرگاہ شاہان معصیت پس چون سلطان را طاعتی حاصل شد و معصیتے از من صادر نگشت محل شکرگزاری و سپاسداری باشد مثنوے

اگر دم زد درویش پرسی زنے	ز رفعت قدم فوق کرسی زنے
کسی کاستعانت بدرویش برد	اگر بر فریدون زند از پیش برد

باب بیست و سوم در امانت و دیانت

علمای دین و عرفای[۱] صاحب یقین چنین گفتہ اند کہ امانت رکنی اعظم ست از خصال حمیدہ و دیانت اصلی محکم از اخلاق پسندیدہ بنیاد ایمان بامانت تمام گردد چنانکہ فرمودہ اند لَا اِیْمَانَ[۲] لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ قاعدۂ شرع بحفظ قواعد دیانت نظام[۳] پذیرد مثنوے

شرع کہ بنیاد صیانت نہاد	قاعدۂ دین بدیانت نہاد

حفاظت ۱۲

[۱] شناسندگان ۱۲ [۲] نہین ہے ایمان جسکو امانت نہین ہے ۱۲ [۳] آراستگی ۱۲

در دولت ار میل دیانت بود	از شر ردو زخ امانت بود

ہر کرداری و گفتاری کہ دران نگری و در ہر دینی و شنیدنی کہ اطراف آن را تامل کنی حدی با مانت دارد و حدی بخیانت چون کسی دران امانت نگاہ ندارد خیانت کردہ باشد و ہر چہ خدائے بہ بندہ دادہ امانت ست کہ در آن خیانت روا نیست مثلاً دیدہ امانتی ست کہ بدان در آثار قدرت نگرند و گوش امانتے کہ بدان سخن حق استماع کنند و زبان امانتی کہ بدان ذکر خدا گویند و دست امانتے کہ بدان نفع بخلق خدا رسانند و علی ہذا چون کسی دیدہ بنظر حرام بکشاید و گوش بہ استماع اقوال ناشایست ہند و زبان بہتان و دروغ گوید و دست بآزار مسلمانان بکشاید ہر آئینہ در امانت الٰہی خیانت کردہ باشد و نہی ربانی کہ فرمود یا ایہا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ می شنودہ باشد مثنوی

ای شدہ ز ایمان و امانت بری	دین تو فارغ ز دیانت گری
ترس نداری کہ خیانت ہست	شرم نداری کہ خدائیت ہست

و سلاطین را بعد از محافظت این امانتہا حفظ امانت دیگر لازم ست یعنی ملاحظۂ حال رعایا کہ ودائع حضرت خالق البرایا اند اگر در محافظت ایشان تقصیرے رود و قصوری بارکان امانت راہ یابد حکما گفتہ اند اگر پادشاہے عاملی ظالم را بعمل فرستد و مہم رعیت بجباری و ستمگاری حوالہ کند علامت خیانت ست در حق رعیت چہ ستمگارہ را بر ضعفا و عجزہ مستولی ساختن چنان باشد کہ شبانے

گوسپندان بگرگ دادن نظم

ستمگارہ گر گیست با دار و گیر	رعیت ہمہ گو سپندے حقیر
چو سپری این گو سپندان بگرگ	فتادند اندر بلائے بزرگ

دیگر ملاحظۂ دیانت لازم ست و دیانت محافظت امانتی ست کہ میان بندہ و خدا باشد و کسی بر آن اطلاع نیابد مگر بعد از اظہار آن و صیانت قانون دیانت موجب سعادت ہر دو سرائے بلکہ سبب حصول رضای خدا ست بیت

در دیانت کوش تا دنیا و دین گیرد فروغ	بے دیانت را نہ دنیا بر مراد ست و نہ دین

و ہمیشہ مردم متدین بکرم باشند و نزد ہمہ کس عزیز و محترم آوردہ اند کہ در اول زمان (دیانت دار ۱۲) نوشیروان کہ ہنوز رایت عدالت نیفراختہ بود و اشتغال بعیش و عشرت بکار رعیت نپرداختہ در ہمسایگی او مردی بود بکرم مشہور و بر عایت مہمانان و مراعات ایشان موصوف و مذکور بیت

با حسانش فقیران شاد گشتہ	ز بند احتیاج آزاد گشتہ

پیوستہ خوان انعام بگستردے و خاص و عام را بمہمانی آوردی چون آوازۂ او بمردمی بر آمد و صیت جوانمردی او در افواہ و السنہ (دہنہا ۱۲ زبانہا ۱۲) افتاد نوشیروان بجہت امتحان لباس بازرگانان پوشیدہ بخانۂ او رفت و میزبان او را نشناختہ چنانچہ عادت او بود طریق تکلف نگاہ داشتہ و از دقائق مروت و لوازم ضیافت ہیچ نکتہ فرو نگذاشت و او را در صفہ آورد کہ نیچرۂ آن در باغ انگور بود و انگورہای لطیف رسیدہ (برآمدہ ۱۲ پختہ ۱۲) بر تاکہا می نمود آنجا صحبت داشتند و میزبان چندان تکلف کرد کہ نوشیروان متعجب شد و در آخر مجلس گفت ای خواجہ من مردی بازرگانم و با وازۂ فتوت و جوانمردی

نسخہ آن صفہ را بجوہ در باغ انگوری بود ۱۲

تو ترا تصدیع دادم انچه دربارهٔ تو از کرم واحسان شنیده بودم مصرع چون بدیدم هزار چندانی ✤ اکنون میروم برمن حکمی فرمای که برای تو چه تحفه فرستم وچه هدیهٔ ترتیب نمایم میزبان گفت ای خواجه بدولت تو همه اسباب مهیاست چون پردهٔ حشمت از میان برخاست ورسم تکلف برطرف شد مرا میل انگور تازه است اگر شما را باغی برند یا برای شما برسم تبرک بیارند قدری برای من بفرستید نوشیروان گفت در باغ تو انگور بسیار دیدم چرا ازان نخوردی گفت اے خواجه پادشاه ما مردی ظالم غافل ست پروائے رعیت ندارد انگورهای مردم رسیده و کسی تعین نمیکند که حارس گیرد و مردم بی ملاحظه حرز انگور میخورند و من محروم جهت آنکه حق او درین باغ هست و هنوز حرز نکرده اند اگر انگور نخوردم خیانت کرده باشم و در مذهب من خیانت وبی دیانتی حرام ست چون غوره پدید آید در باغ ببندم و مهر کنم و نگذارم که هیچ آفریده در انجا رود تا وقتیکه پادشاه عُشر خود بگیرد انگه من دست بانگور کنم نوشیروان که این حکایت شنید بگریست و گفت که آن پادشاه ظالم و غافل منم و بسبب دیانت تو از خواب غفلت بیدار شدم پس طریق عدل پیش گرفت و آن مرد را معزز و معظم ساخت قطعه

از دیانت کار مے یابد نظام	وز امانت مرد کامل مے شود
بے تکلف از تدین خلق را	دولت دارین حاصل مے شود

در اخبار آمده که پسر امیر بلخ روزی بتماشا بیرون آمده بود گذرش بر دیوار پستے افتاد نگاه کرد پیرے دید زناری بر میان بسته و بیلے در دست گرفته درخت می نشاند

نسخه حشمت ۱۲

سلم حضرت بتقدیم رسانید محمد رضا نامه کرون ۱۲

امیرزاده گفت ای پیر درختے که از میوهٔ آن نخواهی خورد چرا می نشانی پیر گفت دیگران کاشتند ما میخوریم ما نیز مے کاریم تا دیگران بخورند و شاید که ما نیز بخوریم امیرزاده جوانی نورسیده و مغرور بود بطلاق سوگند خورد که تو از میوهٔ این باغ نخواهی خورد این بگفت و بگذشت پیر پرسید که این چه کس بود گفتند پسر امیر بلخ بعد از مدتی امیرزاده بتماشا سوار شده با کوکبهٔ خود میراند بباغی رسید بغایت دلکشا و روضهٔ دید بسیار خوش هوا نظم

درختانش همه بالا کشیده	بر ایشان میوه های خوش رسیده
ز بالای درختان سر فراز	نواخوان گشته مرغان خوش آواز

امیرزاده را آن باغ بسیار خوش آمد عنان باز کشید و از مرکب پیاده شد و در باغ در آمد پیری دید زنار بسته که در آن باغ می گشت چون امیرزاده را دید نشناخت و امیرزاده نیز او را ندانست پیر طبقی از میوه های چیده و لطیف پیش آورد امیرزاده آغاز خوردن کرد و در اثنای میوه خوردن قدری بدست پیر داد که تو هم بخور و با ما اتفاق نمای پیر آن میوه را به یکی از ملازمان او که ایستاده بود نداد و گفت مرا ازین میوه نشاید خوردن امیرزاده پرسید که چرا گفت بجهت آنکه وقتی من این درختان را می نشاندم پسر امیر بلخ بدینجا رسید و مرا در نشاندن درخت سرزنش کرد که عمری گذرانیده و بلب گور رسیده چه ابلهی و در درو درازداری که در این سن درخت میکاری که بعد از چند سال دیگر را میوهٔ آن خواهد رسید من سخن او را جواب گفتم و او بطلاق سوگند خورد که از میوهٔ این باغ نخوری من از حرمت آنکه شاید زنده و گه خدا باشد میوهٔ

این باغ نمی خورم تا طلاق واقع نشود و من از عهدهٔ دیانت بیرون آمده باشم جوان گفت ای پیر آن امیرزاده منم و آن سوگند من خورده بودم از بهر این دیانت که ورزیدی وزارت خود را بتو تفویض کردم و در هیچ مهم بی مشاورت تو شروع نخواهم نمود پیر زمانے سر در پیش افگنده تاملی کرد پس ازان سر برآورد و گفت قبول کردم امّا پادشاه مسلمان و وزیر گبر روا نباشد پس زنّار ببرید و کلمهٔ شهادت بر زبان راند و ببرکت دیانت بدولت اسلام رسید بیت

گر علو قدر خواهی از دیانت رخ متاب	با تو گفتم گفتنی والله اعلم بالصواب

باب بیست و چهارم در وفا بعهد

وفا کار جوانمردان صاحب کمال ست و حسن عهد از خصال بزرگان ستوده حال رخسارهٔ هر عهدی که آرایش از خال وفا یابد مرغ دل هیچکس گردن از رشتهٔ دام محبت او برنتابد حق سبحانه فرمود که یا[1] ایها الذین آمنوا اوفوا بالعقود یعنی ای مومنان وفا کنید بعهدها که با یکدیگر می بندید و جای دیگر میگوید قوله تعالی و[2] اوفوا بعهدی اوف بعهدکم یعنے وفا کنید بعهدی که با من بندید تا وفا کنم بعهد شما یعنی جزای خیر در عوض آن بشما دهم و در حدیث آمده که لا[3] دین لمن لا عهد له کمال دین داری نیست کسی را که رعایت عهد نکند بیت

نیست بر مردم صاحب نظر	خدمتے از عهد پسندیده تر

روزی حضرت اسماعیل علی نبینا و علیه السلام با دوستی همراه افتاد آن دوست

[1] اے مومنو پورا کرو بندھے ہوئے عہدوں کو ۱۲ [2] اور پورے کرو میرے عہد پورے کرونگا میں تمھارے عہد ۱۲
[3] نہیں ہے دین جسکو کہ عہد نہیں ہے ۱۲

بدر خانہ خود رسید اسماعیل را گفت من ہمراہی ترا دوست میدارم وعدہ کن با من
کہ درین موضع بنشینی تا من بخانۂ درون روم و مہمے دارم بسازم و فی الحال بیرون آیم
اسماعیل وعدہ کرد و آنجا بنشست آمد کہ بخانہ در آمد او را مہمے کلی افتاد و از وعدۂ خود
و اسماعیل فراموش کردہ بہ چارۂ کار خود مشغول شد و خانۂ او را ہی دیگر (یعنی بر طاق نسیان) داشت از انجا
بیرون رفت بعد از سہ روز بدان موضع رسید اسماعیل را دید بر در خانہ نشستہ گفت
ای ثمر شجرۂ خلت و سنی ای پسر پدر ملت اینجا چہ نشستہ گفت ازان وقت کہ مرا بوعدۂ
اینجا نشاندۂ نشستہ ام و دیدۂ انتظار بر راہ معاودت تو نہادہ گفت چون من
نیامدم تو چرا نرفتی گفت وعدہ کردہ بودم روا نداشتم کہ خلاف کنم و اگر مدتہا تو
نمی آمدی من اینجا می نشستم و از این کوی نمی رفتم لاجرم حق سبحانہ در کلام خود او را
بدین نوع صفت کردہ انہ کان صادق الوعد یعنی او پیغامبر راست وعدہ و درست
(البتہ وہ وعدہ کا سچا تھا ۱۲)

عہد بود بلیت

از عہدۂ عہد اگر برون آید مرد	از ہر چہ گمان بری فزون آید مرد

بعد از انکہ وفا بعہد خلق پسندیدہ است ہر آینہ بعہد خدا پسندیدہ تر باشد
در حکایات الصالحین آمدہ کہ خواجہ غلامی داشت پارسا و خدا ترس ناگاہ
این خواجہ بیمار شد عہد کرد با خدای کہ اگر از ین بیماری خلاص شود این غلام آزاد
کند حق سبحانہ او را شفا داد خواجہ دل در غلام بستہ بود او را آزاد نکرد و یگر بارہ
بیمار شد غلام را گفت برو و طبیب را بیار تا مرا علاج کند غلام بیرون رفت و در
آمد خواجہ گفت طبیب کو غلام گفت طبیب میگوید کہ او مخالفت من میکند و بدانچہ

میگوید وفا نمی کند من او را علاج نمیکنم خواجه متنبه شد و گفت ای غلام طبیب را بگوی که از مخالفت باز گشتم و از نقض عهد توبه کردم و بعد ازین مصرع گر سر برود و از سر پیمان نروم ✤ غلام گفت ای خواجه طبیب میگوید اگر تو صفت وفا پیش آری مانیز شربت شفا ارزانی داریم خواجه غلام را آزاد کرد و در حال شفا یافت

بیت اگر بعهد محبت وفا کنی باحق	نز روے لطف و کرامت وفا کند باتو

آورده اند که پادشاهے را مهمی صعب پیش آمد عهد کرد که اگر خدا مهم مرا بدلخواه من بسازد هر نقدیکه در خزانه دارم بر فقرا و مساکین قسمت نمایم حق سبحانه مهم او بر وفق دلخواهی کفایت کرد پادشاه خواست که بعهد خود وفا کند خازن را طلبید و فرمود تا نقود خزانه را حساب کند بعد از حساب مبلغے کلی برآمد امراء و ارکان دولت گفتند ای ملک این مقدار مال بدرویشان نشاید داد که لشکرے بے برگ و نوا مانند پادشاه گفت که من عهد کرده ام که این همه باهل استحقاق رسانم ارکان دولت گفتند که علما نیز بر بنیند که ملازمان ملوک بحکم وَالعَامِلِينَ عَلَيْهَا از جمله اهل استحقاق اند ملک درین قضیه متحیر شده بر غرفه نشسته بود که ناگاه دیوانه در گذر آمد فرمود که آن دیوانه را طلبید تا درین باب با او مشاورت کنیم دیوانه را آواز دادند ملک گفت ای دیوانه من عهدی و شرطے باخدا بسته بودم که چون مهم مرا بسازد هر نقدی که دارم در راه او تصدق کنم این زمان مهم کفایت شد مال و نقد بسیار است امرا بانفاق آن را راضی نمیشوند و علما سپاهیان را استحقاق ثابت میکنند تو چه میگوئی دیوانه گفت ای ملک در آن وقت که این عهد کردی که

مال بدرویشان دہم سپاہیان را در خاطر گذرانیدی گفت نہ ہمین گمایان و محتاجان
را گذرانیدہ بودم گفت پس بدینہا دہ کہ در خاطر گذرانیدۂ یکی از امرا گفت اے
دیوانہ مال ہیچ دست و سپاہی بے برگ و نوا دیوانہ روی ازان کس برتافت و گفت
ای ملک تو دیگر بآن کس کہ نذر و عہد با او کردۂ کاروداری یا لے اگر دیگر با او کار خواہد
بود بعہد خود وفا کن و اگر با او کار نداری و محتاج او نخواہی شد ہر چہ خواہی بکن
پادشاہ بگریست و فرمود کہ ہمہ اموال را بر فقرا و مساکین قسمت کردند نظم

چو محتاج خواہی شد آخر بدو	متاب از وفاداری خویش رو
کسانے کہ فرمان روا گشتہ اند	مکرم ز حسن وفا گشتہ اند
وفاداری آئین شاہنشہی ست	غم عہد خوردن ز کار آگہی ست

وحسن عہد از ہیچکس چنان خوب نمی نماید کہ از سلاطین زیرا کہ سخن ایشان بسماع
ہمہ کس میرسد و احوال ایشان در ہمہ مجامع گفتہ مے شود و مجموع خلق بر عہد و
پیمان ایشان اطلاع می یابند و چون عہد خود را بپایان نرسانند دوست و
دشمن را بر ایشان اعتماد نماند و در وصایای ہوشنگ مذکور ست کہ ای فرزند
از نقض عہد و خلاف وعدہ اجتناب کن کہ شامت آن زود میرسد بیت

دست وفا در کمر عہد کن	تا نشوی عہد شکن جہد کن

و ملوک را خود از عہدۂ عہد سلطنت بیرون آمدن از جملہ لوازم ست آوردہ اند
کہ افراسیاب در تعرف احوال ظالم و تفحص حالات مظلوم مبالغہ بسیار میکرد و
پنج ہفتہ یکشب روزی جمعی از ندما گفتند کہ درین باب مبالغہ بسیار می نمائی

واز خرمی وتماشا باز می مانی گفت وعدهٔ خود را خلاف نمی توانم کرد گفتند از تو هیچ
وعده نشنودیم گفت پادشاهی در حد ذات خود وعده ایست وذمهٔ پادشاه
لازم است که بدین وعده وفا کند وفا آنست که داد مظلوم از ظالم بستاند وهر که
بدین طریقه نرود خلاف وعده کرده باشد مصرع خلاف وعده نیاید
ز اهل دین ودیانت ✤ پادشاهی از حکیم پرسید که مروت کدام صفت عزیز
میگرداند گفت بوعده وفا کردن ویکی از فضایل حسن عهد آنست که بقای جهان
بدان باز بسته است زیرا که مدار عالم بر سلطنت ست ومدار سلطنت بر لشکر و
ملوک عالم خزائن خود را بر حشم ولشکر بدان امید صرف میکنند که بهنگام خروج دشمن
وفا نمایند اگر رسم وفا برافتد بر هیچکس از سپاهیان اعتماد نماند وارکان ملک
خلل پذیر شود ودیگر در سوداد معامله وزراعات وتجارات بسی عقود وعهود
واقع ست که اگر بوفا نرسد نسق ونظام جهان محو ونابود گردد پس از طریق وفا روی
برنباید تافت وبصحبت وفا دار ترتیب آن باید شتافت **مثنوی**

میل کسے کن که وفایت کند	جان بهدف تیر بلایت کند
بهر چنین دوست که جانے بود	دوستی جان ز گرانے بود
جان که ازو به بجهان یار نیست	هیچ نیرزد چو وفادار نیست
یار تو ان یافت بگیتی بسے	لیک وفادار نیابی بکسے
صحبت آن کن که بصدق وصفاست	دامن او گیر کز اهل وفاست

در تاریخ ولایت خراسان مذکور ست که دران وقت یعقوب لیث نیشاپور

رسید محمد طاہر حاکم نیشاپور بود با او باغی شد و او شہر را محاصرہ کرد ارکان دولت محمد طاہر ہمہ بہ بہانے کتابہا بہ یعقوب فرستادند و در اظہار خلوص و ہواداری مبالغہا نمودند مگر ابراہیم حاجب کہ او ہیچ کتابتی نکرد و کسی نفرستادہ چون یعقوب نیشاپور را بگرفت و رعایا و حشم را در ضبط ایالت خود در آورد ابراہیم حاجب را طلبید و گفت چگونہ بود کہ ہمہ یاران تو کتابہا فرستادند و تو با ایشان موافقت نکردی ابراہیم گفت ای ملک مرا با تو سابقۂ معرفتے نبود کہ تجدید آن عہد کردمی و از محمد طاہر نیز شکایتے نداشتم کہ طریق مخالفت او سپردمے و از خود رخصت آن نیافتم کہ حق انعام و پرورش او را بہ شکستن عہد و پیمان بر طرف نہادمی فرد

من نہ آنم کہ سر از خط وفا بردارم	گرچہ سازند جدا چون قلمم بند ز بند

یعقوب گفت تو لائق آنے کہ ترا تربیت کنند و مستحق آنکہ مہم ترا تشیت دہند مصرعہ آفرین باد بر وفاداران ✤ پس او را از جملۂ آن مردم بقبول و اقبال اختصاص داد و آنہا را کہ بنفاق جانب دنی نعمت خود را فروگذاشتہ بودند بانواع عقوبات و تعذیبات عرضۂ تلف کرد قطعہ

کسی کہ حق نشناسد ز دامید ببر	کسی کہ نیست وفایش بدو مکن پیوند
ز حسن عہد بعالم اگر علم گردے	لوای رفعت تو بگذرد ز چرخ بلند

باب یکسیت و پنجم در صدق

راستی و استگاری سبب ایمنی و رستگاریست قطعہ

راستان رستہ اند روز شمار	جہد کن تا ازان شمار شوی

اندرین رسته راستکاری کن	تا دران رسته رستگار شوی

بزرگان گفته اند عرصهٔ سخن ازان فراخ ترست که گوینده را پای بیان در سنگ خلاف آید تا گل صدق درچمن سخن بوی برخورداری میدهد نفس ناطقه را دستهٔ خار دروغ بر بستن نشاید قطعه

زبان پاک را حیف ست بسیار	که از لوث دروغ آلوده سازی
اگر پا بر ندارے از رهِ صدق	سر از گردون گردان بر فرازی

یکی از بزرگان دین فرموده که بر تقدیری که در دروغ گفتن خوف عقاب و در راستی امید ثواب نبودی بایستی که عاقل از دروغ احتراز نمودی و بجانب راستی میل کردی از انکه در دروغ مرد را خوار و بیمقدار گرداند بیت

از کجی افتے بکم و کاستی	از همه غم رستی اگر راستی

آورده اند که مستر شد خلیفه در وصیت نامهٔ پسر خود نوشته بود که اگر خواهی که مردم از تو ترسند دروغ مگوی که مردم دروغگوی بی مهابت بوند اگرچه هزار شمشیر برای محافظت او گرداو باشد یعنی اگر هزار تیغ برهنه در کوکبهٔ دولت کسی می برند و شمشیر زبانش جوهر صدق ندارد در نظر مردم هیچ شکوفه نیارد مثنوی

تو در کار خود راستی بر بکار	که هم رسته گردی و هم رستگار
بود گرچه مردم بسے کج خرام	بآخر شود راستان را غلام
اگر چند باشد کمان سخت گیر	بآخر تواضع کند پیش تیر

آورده اند که حجاج ظالم جمعے را سیاست میکرد چون نوبت به یکے از ایشان

رسید گفت اے امیر مرا مکش کہ بر تو حقی ثابت کردہ ام گفت ترا بر من چہ حق ست گفت
فلان دشمن تو ترا قبیحت میکرد و بہ نسبت تو سخنان فحش میگفت من او را منع کردم
واز و شنام تو باز داشتم حجاج گفت برین معنی گواہے داری گفت دارم و بایسرے
دیگری اشارت کرد کہ او دران مجمع بود آن کس گفت آری راست میگوید و من
شنودم کہ او آن کس را از آسیب غیبت تو منع میکرد حجاج گفت تو چرا با او
مشارکت نکردی و موافقت ننمودی در منع دشمن گفت من ترا دشمن میداشتم
بر من لازم نبود کہ طرف تو رعایت کردمی حجاج فرمود تا ہر دو را آزاد کردند یکی را
بسبب حق وی و یکے را بجہت صدق وی و این مثل درمیان مردم پیدا شد کہ
اِنْ کَانَ اَلْکِذْبُ یُنْجِی فَالصِّدْقُ اَنْجٰی اگر دروغ کسی را میرہاند راست رہاننده ترست

نظم راستی آنجا کہ عَلَم بر زند	یاری حق دست بہم بر زند
راستی خویش نہان کس نکرد	بر سخن راست زبان کس نکرد
راستی آور کہ شوی رستگار	راستی از تو ظفر از کردگار
چون بسخن راستی آری بجاے	ناصر گفتار تو باشد خدای

وچنانچہ کذب آبرو را می برد مزاح و ہزل و طیبت[۱۲] و لہو و لعب نیز مسقط عرض ست
خصوصاً از ارباب اختیار کہ بمزاح کردن ملازمان[۱۲] خوش طبعی ایشان[۱۲] کھیل کود[۱۲] آبرو[۱۲] و را
وقعی در دل ایشان نمی ماند و یمکن کہ چون با کسے مزاح کنند کینہ در دل گیرد و بمرور[۱۲] زمان
زمان در صدد انتقام آید و ازان[۱۲] ممکن صورت فتنہا زاید و در روشنائی نامہ مذکور ست

نظم مکن فحش و در دروغ و ہزل پیشہ	مزن بر پاے خود زنہار تیشہ

لفظ آنچہ خط نشان دہندہ تسویہ فرانخانہ دینے ولانے ۱۲

که گر شاهے برد هزل آبرویت	وگر ماهی کند چون خاک کویت

دیگر غیبت کردن از ذوی الاقتدار مناسب نمی نماید چه ایشان را قدرت آنست که بمواجهه هر که خواهند و هر چه خواهند بگویند پس خود را در حساب اهل غیبت نباید داشت و ملازمان را هم از غیبت دیگران منع باید کردن که شامت غیبت بسیار مضرت آن در دنیا و آخرت بشمار ست نظم

غیبت کس تا بتوانی مگوے	زانکه ز غیبت برود آبروے
گوش منه بر لب غیبت گران	تا تو هم انباز نباشی دران

باب بیست و ششم در انجاح حاجات

هر که خواهد که حاجتهای او نزد خدای تعالی روا شود باید که بدانچه تواند حاجات خلق برآرد و در حدیث آمده حق سبحانه تعالی یاری میدهد بندهٔ خود را مادام که یاری میدهد بندگان او را بیت

اگر توقع بخشایش خدا داری	ز روی لطف و کرم بر شکستگان بخشای

در اخبار وارد ست که هر که انعام ربانی روی بوی آورد و افضال سبحانی در حق او بسیار شود کثرت احتمال مؤنات محتاجان و ادای حقوق فرو ماندگان بروی لازم بود زیرا که وجوب سد فاقهٔ اهل احتیاج بر قدر نعمت ست هر چند نعمت اهل اختیار و اقتدار بیشتر باشد انجاح مرادات فقرا و روا کردن حاجات ضعفا بیشتر باید پس صاحب سعادتی که دولت سلطنت بدو روزانی داشته باشد و لوای عظمت او را در عرصهٔ جهانداری و کامگاری برافراشته باید که مؤنت خلق را تحمل نماید و در

حالت قدرت قضای حاجت محتاجان را غنیمت شمرد و صورت مطلوب و چهرهٔ مقصود هیچ مستحق را در نقاب تعویق و حجاب توقف روا ندارد و چون گل اقبال در باغ دولت شگفته می یابد و شگوفهٔ مراد در چمن مملکت بر شاخسار اُبهت جلوه گر می بیند برآوردن مرادات درماندگان را غنیمت بزرگ شمرد و روا کردن حاجات محرومان و بیچارگان را دست آویز شکرگزاری شناسد قطعه

امید خلق روا کن بمکرمت که تو نیز	مقرر ست که با خود امید ها داری
بده مراد فقیران بلطف تا بدهد	مراد ها که تو از حضرت خدا داری

و در حدیث آمده که شادی بدل مومنان رسانیدن برابر عمل آدمیان و پریان است پس شرط سلطنت آن باشد که پیوسته منتظر حاجات محتاجان بود و دل ایشان را بروا کردن حاجات شاد سازد تا ثوابی بدین عظمت از وی فوت نشود اسکندر ذوالقرنین روزی تا شب در مجلس حکومت نشسته بود و هیچ کس بدو رفع حاجتی نکرد چون وقت برخاستن شد ندمای خود را گفت که من امروز از حساب عمر نشمارم یکی از ندما گفت روزی که در صحت و فراغت گذرد و در سلامت و کرامت بشب رسد امور بر نهج مرام و مهمات بمراد و کام فراغت خاطر میسر و محصل باشد و خزانهٔ معمور و سپاه مکمل اگر ملک امروز را از عمر حساب نکند پس کدام روز را در شمار عمر توان آورد گفت روزی که از پادشاه راحتی بمظلومی نرسد و حاجت محرومی روا نگردد چگونه از عمر توان شمرد قطعه

ز عمر آنقدر بیش ناید بکار	که در نفع خلق خدا بگذرد

وزان زندگانی چه حاصل بود | که در کار نفس و هوا بگذرد

آورده اند که پادشاه چین از اسکندر پرسید که لذت سلطنت در چه چیز یافتی گفت در سه چیز اول دشمنان را منکوب و مغلوب ساختن دوم دوستان و هواداران را سربرافراختن سوم حاجت محتاجان را روا کردن و بنوا ختن ایشان را و غیر ازین هر لذتی که باشد هیچ اعتبارے ندارد نظم

همین بس ز شاهی و فرمانده‌ی | که از دشمنان ملک سازد تهی
دوم دوستان را بود دلنواز | رعایاے خود را شود کارساز
سوم حاجت مردم امیدوار | براند نگرداندش شرمسار
از ایشان کسی گوی دولت ربود | که در بند آسایش خلق بود

باب بیست و هفتم در تانی و تامل

بحکم این خبر که التانی من الرحمن والعجلة من الشیطان نسبت تانی و تامل فرمودن در کارها بحضرت رحمن است و انتساب تعجیل کردن و شتاب کاری نمودن در امور بشیطان تانی همه کارها بیاراید و بسبب تعجیل بسی مهمات بزیان آید هر مهمی که بتامل و آهستگی دران شروع نمایند غالب آنست که برحسب دلخواه سرانجام یابد و هر کارے که بگرمی و شتابکساری در و خوض کنند اکثر آنست که بمراد از پیش نرود و شاید که سبب وبال عقبی و خجالت دنیا شود نظم

باهستگی کار عالم برآر | که در کار گرمے نیاید بکار
چراغ ار بگرمے نیفروختی | نه خود را نه پروانه را سوختے

شکیب آورد بندگان را کلید	شکیبنده را کس پشیمان ندید

آورده اند که پرویز پسر خود را وصیت میکرد که چنانچه تو بر رعیت حاکمی عقل بر تو حاکم ست چون رعایا را بفرمان داری خود میفرمائی تو هم از فرمان عقل بیرون مرو و در هر کاری که پیش آید دران تامل فرمای و با حاکم عقل مشورت نما خصوصاً در مهمی که ازان ضرری بنفس مردمان یا تلفی بمال ایشان میرسد نظم

بی تامل مباش در همه حال	بگذر از طریق استعجال
هر که وارد تأنی اندر کار	بر مرادات دل رسد ناچار

دروصایای هوشنگ مذکورست که در مشیت امور سیاسی بر مقتضای لیس من العدل سرعة شتاب زدگی نباید نمود هنگام سورت حشم و حدت غضب زمام اختیار بدست نفس نباید داد و از سر فکر نظر بر پایان کار باید انداخت مبادا که بعد از وقوع مهم پشیمانی روی نماید و دران حال از مذمت هیچ فائده حاصل نیاید نظم

ولیکن در امور سیاسی شتاب	ز راه تانی عنان بر متاب
که صد خون بیکدم توان ریختن	ولی کشته نتوان برانگیختن

سبکساری همچو تیر ست که چون از کمان رفت باز نتوان آورد و آهستگی چون شمشیر ست در دست اگر خواهد کار فرماید و گرنه هیچ ضرر نکند و در هیچ وقتی خفت بر مزاج اهل حکومت غلبه نکند چنانچه از دقت غضب پس لازم بود دران زمان عنان حکم باز کشیدن و صورت عاقبت آن مهم را در آئینهٔ فکرت دیدن

له نہیں ہے عدل سے جلدی

آورده اند که آرد شیر بابک که از سلاطین روزگار و پادشاهان کامگار بود بفرمود تا برسه رقعه سه خط نوشتند و به یکی از غلامان خاصهٔ خود سپرد و گفت که چون در مجلس حکم نشانهٔ تغیر مزاج برناضیه (شاہی) من ظاهر گردد و اثر خشم و غضب در چشم و روی من پدید آید پیش از انکه حکم کنم یک رقعه بر من عرضه کن و اگر بینی که آتش خشم فرو نشست معاقب آن رقعهٔ دوم را بمن دفرست و اگر احتیاج (پیش آید) افتد رقعهٔ سوم را بنظر من در آر مضمون رقعهٔ اول این بود که تامل کن و عنان ارادت در قبضهٔ نفس اماره منه که تو مخلوقی و عاجزی و خالقی قوی هست که ترا هست کرده و فحوای رقعهٔ دوم اینکه تانی پیش آر و بزیردستان که ودیعت حضرت پروردگارند بشتاب کاری معامله مکن و بر ایشان که مغلوب تو اند رحم کن تا آنکه بر تو غالب ست مکافات آن را بر تو رحمت کند و بر رقعهٔ سوم نوشته بود که درین حکم که خواهی کرد از شرع تجاوز مکن و از انصاف در مگذر مثنوی

تو سن خود تند مساز آن چنان	کس نتوان باز کشیدن عنان
حکم چنان کن که ز روی نسق (فتیب)	راست بود حکم تو با حکم حق

و در تواریخ مسطور ست که چون احمد سامانی وفات یافت پسر او نصر هشت ساله بود ارکان دولت سامانیه او را بر تخت نشاندند و خود از روی عدالت حکم میراندند تا آن پسر بسر حد (بلوغ) رشد رسید آغاز فرماندهی کرد و مملکت پدر را در حیز ضبط آورد و انواع فضائل و اصناف مناقب او را حاصل بود اما از روی حداثت سن و (نابالغی) عدم تجربه و غرور سلطنت زود در خشم شدی و بی تامل حکم کردی و بگناه اندک

عقوبت بسیار مقرر ساختی روزی وزیر خود را گفت در ظاهر من هیچ عیب می بینی تا بتدارک آن مشغول شوم وزیر گفت بحمد الله که ذات عالی آراسته است بانواع معالی ای شاهزاده مائده هر فائده برای خاص و عام نهادهٔ و صلای کرم و مروت در دادهٔ و نعمتهای لطیف و اباهای ظریف مهیا شده اما بر سر این خوان نمک کمتر است و بی نمک هیچ طعامی مزه ندارد نصر پرسید که نمک این خوان چه تواند بود وزیر گفت نمک خوان حکومت تانی و بردباریست و انچه این خوان را بغارت دهد خشم و سبکساری امیر نصر گفت دانستم و مرا هم معلوم بود که این عیب دارم اما چون عادت شده و طبیعت برین خوی گرفته چه تدبیر توان کرد وزیر فرمود که تو در نفس خود باید که بوقت حکم متامل باشی و شتاب کاری ننمائی و در خدمت تو بزرگان پاکیزه اخلاق باشند که در وقت استیلای غضب بر تو شفاعت تواند کرد تا این کار بقرار باز آید امیر بزرگانی را که اهلیت منادمت داشتند طلبیده و بشرف تقرب معزز ساخت و فرمود که هر کس را من سیاست فرمایم آن حکم را تا سه روز در توقف دارید و سه بار بمن عرضه کنید و هر گز العقوبت حکم کنم از صد چوب کمتر بزنید و ندمارا گفت شما گناهکارانی که مستحق عفو باشند بوجه احسن شفاعت کنید چون امور حکومت برین جمله تمهید پذیرفت باندک زمانی دبدبهٔ عدالت و طنطنهٔ ایالت او در اطراف جهان منتشر گشت **مثنوی**

تو شاهی چو شاهین مشو تیز پر	با آهستگی کوش چون شیر نر
عنان کش دوان اسپ اندیشه را	که در ره خطر هاست این بیشه را

بکاری کہ غم را دہی بستگی	شتابندگی کن نہ آہستگی

باب بیست و ہشتم در مشاورت و تدبیر

حضرت حق سبحانہ حبیب خود را صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ وشاورہم[1] فی الامر یعنی مشاورت کن با اصحاب خود در ہر کاری کہ واقع شود بزرگان گفتہ اند کہ حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم با آنکہ از ہمہ خلق داناتر بود و بوحی الٰہی[2] مستظہار کلی داشت حق تعالیٰ او را بمشاورت فرمود تا در میان امت سنتی شود بعد از وی چہ در مشاورت فوائد بسیار ست یکے آنکہ کار ہا را بصلاح[3] و سداد نزدیک گرداند و دیگر آنکہ کسی کہ بے مشاورت کاری کند اگر نیکو نیاید زبان طعن برو بکشایند و اگر از مشورت آن کار را ہیچ فائدہ و نتیجہ نباشد باری او را معذور دارند دیگر آنکہ ذہن شخصی واحد باطراف و جوانب مہم احاطہ نمیتواند کرد چون جمعی باشند و ذہنہا برگمارند ہر یک را چیزی بخاطر رسد و رای کہ صواب باشد بر ہمہ ظاہر گردد پس بر اہل اختیار لازم ست کہ بر مقتضای لاصواب[4] مع ترک المشورۃ در ہر کاری کہ پیش آید و در ہر مہمی کہ روی نماید بے مشورت عقلا شروع نکنند و مشورت را در حل مشکلات حاکم عادل و ممیز[5] شناسد و یقین داند کہ تدبیر چندین عقل از تدبیر یک عقل صائب تر و پر فائدہ تر خواہد بود مثنوی

در مشورت را چرا بستہ اند	مگر مذہب عقل را جاحدی[6]
نہ ارباب حکمت چنین گفتہ اند	کہ[7] رایان خیر من الواحدی

[1] اور مشورہ کرو اُنسے کام میں ۱۲ [2] درستی و آراستگی ۱۲ [3] نہیں ٹھیک بات ساتھ مشورہ چھوڑنے کے ۱۲
[4] تمیز کرنے والا ۱۲ [5] دو رایئں بہتر ہیں ایک سے ۱۲

وچون در حدوث[1] واقعات ووقوع حادثات از مشاورت گزیر نیست باید که
مشاورت با اهل حکمت وصحاب تجربه ومردم دوراندیش وپیران عاقبت بین
واقع شود که تدبیر این طائفه صائب ست وتتبع تدبیر صائب کردن واجب
بهرام گور پسر خود را وصیت کرد که در امور ملک مشاورت[12] پیردی کن با خردمندان که
تدبیر باصواب چون صید نیست بدست یک کس نیاید واگر جمعے باشند از
دست ایشان بیرون نرود وهر حادثهٔ صعب که پیش آید تا تدبیر از پیش توان
برد وبچیزی دیگر میل مکن که انچه بتدبیر میسر شود بشمشیر وتیر تیسر[13] آنی پذیر نباشد فرد

کار هار است کند عاقل کامل بسخن	که بصد لشکر جرار میسر نشود

آورده اند که سلطان روم را با عزیز مصر مخالفت افتاد ولشکر کشیده قصد یکدیگر
کردند ودر لشکر رومیان کسی بود که هر صورت که حادث شدی عزیز مصر را ازان
آگاه کردی وچون اخبار آن همه راست بود عزیز بر و اعتماد کرد واین سخن را به قیصر
رسانیدند مطلقاً بدان التفات نکرد وبروے آنکس نیاورد تا مصاف نزدیک
رسید قیصر او را بخواند وبهمی در پیش خود مشغول ساخت ودر اثنای آن حال[14] یعنی اطلاع سران
لشکر وامرای سپاه خود را طلبید وگفت امرای عزیز وخواص بارگاه او بمن نوشته اند
وسوگند خورده که چون صف مصاف راست شود عزیز را دست وگردن بسته پیش
من آرند شما دل فارغ دارید وبقوت تمام روی بکار آرید آن مرد چون سخن بشنید
متحیر شد چون از مجلس بیرون آمد در حال این معنی را نوشته پیش عزیز فرستاد عزیز
چون این حال معلوم کرد تبرسید وتوقف کردن مصلحت ندید ومصاف ناکرده روے

[1] پیدا ہونا ۱۲
[12] مشاورت کرنا ۱۲
[13] تیسر آنی پذیر نباشد = میسر نہ ہونا ۱۲
[14] درمیان این هر دم واقع شدی

بگریزنہاد و قیصر در عقب او لشکر فرستاد و بنہ و اسباب و اموال ایشان بدست آورد و بدین
یک تدبیر سپاہی را منہزم ساخت قطعہ

ہر کہ بی تدبیر کاری کرد ملک از دست داد	ملک میخواہی بنائے کار بر تدبیر نہ
بہر تسخیر ممالک لشکر و خیل و حشم	جملہ در کارند لیکن زین ہمہ تدبیر بہ

یکی از ملوک حکیمی را پرسید کہ تدبیر بہتر ست یا شجاعت حکیم جواب داد کہ شجاعت
مشابہ تیغ ست و رای بمثابہ دست قوی کہ آن را کار فرمایند ہر کرا دست بی تیغ
باشد کاری تواند کرد اما تیغ را اگر دست نباشد ضائع ماند و بزرگان درین باب
گفتہ اند الرائی قبل الشجاعۃ للشجعان عزیزی را پرسیدند کہ بہترین رایہا و صائب
ترین تدبیر با کدام ست گفت آنکہ فتنہ را فرو نشاند و بر ملوک لازم ست کہ
حسب المقدور در تسکین فتنہ کوشش نمایند چنانچہ ملک ہیاطلہ را واقع شد و
صورت حال برین منوال بود کہ دشمن عظیم از خراسان قصد بادشاہ ہیاطلہ
کرد او نیز لشکر عظیم ترتیب دادہ روی بدفع او آورد ارکان دولت ملک ملاحظۂ
عاقبت خود کردہ طریق پیش بینی پیش گرفتہ نامہا بدشمن ملک نوشتند و اخلاص
و اختصاص ظاہر کردند و دشمن ملک را خوش آمد و ہمہ مکاتیب ایشان در خریطہ
کردہ و مہر بران نہادہ در خزانہ سپرد و قضا را وقت مصاف ملک ہیاطلہ غالب
آمد و دشمن روی بہزیمت نہاد و خزانہ ویران او بدست ملک افتاد و آن خریطۂ
مکاتیب کہ ارکان دولت وی بدشمن نوشتہ بودند در آنجا بدست آمد ملک چنین

سلہ رای پیش از دلاوری دلاور است ۱۲ سلہ ہیاطلہ گروہ از مردم ترک و خلج و اہل طخارستان ۱۲

معلوم کرد که دران خریطه چیست سر باز نکرد و همچنان مهر کرده بگذاشت و با خود گفت
اگر این مکاتیب را بخوانم بضرورت بارکان دولت خود بد شوم و الیشان که این
حال معلوم کنند از من هراسان گردند و برای دفع ضرر خود قصد من کنند و آتش
فتنه بالا گیرد و تسکین آن بغایت مشکل بود در حال خواص درگاه و مقربان حضرت
خود را بخواند و آن خریطه را بدیشان نمود و گفت این نامهاست که بزرگان لشکر ما
از روی عاقبت اندیشی بخصم ما نوشته اند و او همه را در خریطه جمع کرده و مهر بران نهاده
و حالا هم بمان مهر اوست و خدای راج پیاده در گردن من که اگر سر کشاده باشم
و خوانده و دانسته که درین نامها چیست و نویسنده هر نامه کیست بفرمودتا
آتش برافروختند و آن مکاتیب را بسوختند چون ارکان دولت آن لطف و مکرمت
دیدند همه رو بقرار خود باز آوردند و در متابعت او یکدل شدند و بدین رای
ستوده جمله را مطیع فرمان و رهین منت خود ساخت **مثنوی**

بتدبیر کارے توان ساختن	که نتوان به تیغ و سنان ساختن
مکن تکیه بر گنج و تیغ و سپاه	ز فرزانگان رای و تدبیر خواه

و گفته اند که با همه کس از ارکان دولت بر و اصاغر که امین و معتمد باشند مشاورت
باید کرد که خردان را چیزی بخاطر رسد که بزرگان را در ضمیر نگذشته باشد و هیچکس
در مشاورت زیان نکرده **حکایت** یکی از علمای مرو دختری داشت بغایت
جمیله و جمله معارف شهر در صدد خواستگاری او بودند و آن عالم متحیر بود که او را
بکدام دهم در همسائگی او گبری بود عالم او را طلبیده گفت مرا دختریست و خلقے

له لبند شود ۱۲ له آتش بر نیست ۱۲

اورا خطبہ[1] میکنند من نمیدانم کہ اورا بکدام وہم تو درین چہ صواب می بینی گفت من مردے ام از اسلام بیگانہ چہ لائق مشورت شما ام کہ این سخن از من می پرسید عالم گفت اگرچہ تو از دین اسلام بیگانۂ امامردی امینی و بزرگان مبالغہ کردہ اند کہ با مردم امین مشاورت باید کرد و در حدیث آمدہ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ[2] حالا ہرچہ تو خواہی گفت من در پی آن خواہم رفت گفت در تزویج کفاءت[3] شرط ست و کفاءت در مذہب مسلمانان بدین و ملت می باشد و در روش ما باصل و نسب و نزدیک اہل روزگار بمال و جاہ اکنون تامل فرماے اگر بدین خود میروی دین اختیار کن اگر بر سنت اسلاف عمل میکنی نسب اعتبار نمای و اگر بر عادت اہل زمان مال و جاہ طلب کن عالم را این سخن عظیم خوش آمد و گفت دین بر ہمہ غالب ست اورا غلامی بود مبارک نام بغایت عالم و متدین گفت ہیچکس را از و دیندار تر نمی بینم دختر را بدو داد و پس از مدتی خداوند تعالیٰ اورا فرزندی داد چون عبد اللہ مبارک کہ امام اہل اسلام و زاہد زمانہ و عارف یگانہ بود فرد

رو مپیچ از مشورت زیرا کہ ارباب خرد	مشورت را پیشکار اہل دولت گفتہ اند

پس بر سلاطین لازم ست کہ ہر عقدہ کہ پیش آید بسر انگشت تدبیر بکشایند و ہر خللے کہ از حوادث ایام بر آید بہ میمنت مشاورت و معاضدت رائے صائب تدارک و تلافی آن نمایند نظم

برائی لشکری را بشکنی پشت	بشمشیر از یکی تا صد توان کشت

[1] خواستگاری ۱۲ [2] جس سے مشورہ لیا جاوے امانت دار ہے ۱۲ [3] ہمتائی و ہمجنسی ۱۲

مشو مغرور عقل و دانش خویش — بنه آئینهٔ تدبیر در پیش
مدو خواه از خردمندان آگاه — که تا یابی سوی مقصود خود راه

وهم درین باب گفته اند قطعه

کارها بے مشاورت مکنے — تا دران سود بیکران بینی
هرچه آن بے مشاورت سازی — جزم میدان کزان زیان بینی

باب بیست و نهم در حزم و دور اندیشی

حزم اندیشه کردن ست در عاقبت امری موهوم و متخیل و احتراز نمودن بقدر امکان از خلل و زلل و این خصلت ارباب حکم و فرمان را خوبترین خصلت ست و از کلمات افراسیاب ست که هرکه زرهٔ حزم در پوشد از تیر کید دشمن ایمن باشد و حزم حقیقةً دور اندیشی و پیش بینی ست مرد عاقل چون علامت شر و فساد توهم کند فی الحال بتدارک آن مشغول گردد و جاهل تا در ورطهٔ بلا نیفتد متنبه نگردد و مثلاً چون خردمند بیند که کسی سنگ و آهن بر هم میزند تصور کند که آتشی ظاهر خواهد شد در اندیشه تدارک آن افتد و نادان تا در میان آتش نماند از سوزش آن خبر نیابد

مصرع پیش از وقوع واقعه در فکر خویش باش ✤ بزرگی را پرسیدند که حزم چیست فرمود اصل حزم بدگمانی ست چنانچه در حدیث آمده الحزم سوء الظن حکیمی فرمود بیت

بدنفس مباش و بدگمان باش — در فتنه و مکر در امان باش

و در مثنوی معنوی مذکور ست نظم

مشو مغرور بر دانا ئی خویش

در میان آتش بماند از سوزش آن خبر نیابد

له احتیاط بدگمانی ست ۱۲

حزم آن باشد که ظن بد برے	آنگه زیری و شوی از بد برے

وکسی که بر و این صفت غالب شد هر آئینه برای مواقع حوادث پیش از هجوم نوائب از فکر صائب سدی محکم کند و راه آفات را قبل از ظهور وقائع برای روشن سختیان ۱۲ دریابد و بر مصادقت ابنای روزگار (دیوار ۱۲) اعتماد نکند و مرافقت و موافقت (حالات ۱۲) اخوان زمان را زیاده وقعی ننهد و برمانی الضمیر خود کسی را مجال اطلاع ندهد تا از شرارت مفسدان (دوستی ۱۲) و وقیعت حاسدان بسلامت برهد (بڑائی ۱۲)

رباعی

هر کس که امان دین و دنیا طلبید (غیبت ۱۲)	بے بدرقهٔ حزم بمنزل نرسید
آئینهٔ فکر را بزن صیقل حزم	تا روی مراد اندران بتوان دید (همراه ۱۲)

و ابو مسلم امام کرت اول که صاحب الدعوة (۱۲) را بخراسان میفرستاد وصیت آخرش این بود که اگر میخواهی که کلمهٔ دعوت متمشی شود و مهم تو بموجب دلخواه پیش رود هر که ترا شکی و تهمتی از و بدل رسد در هلاک او (جلدی ۱۲) سعی نمای که یکی از حزم سلاطین آنست که بر هر که بدگمان شوند او را از پیش بردارند و درین باب گفته اند فرد

هر کس ز دولت کرانه گیرد	او را سبک از میانه بردارد

در تاریخ سلامی مذکور ست که اسفارین شیرویه بر قصد ری بسمنان نزول کرد (نام شهری ۱۲) او را بران داشتند که ابو جعفر سمنانی را هلاک کند ابو جعفر خبر یافت بترسید قلعهٔ محکم (نام قلعه ۱۲) داشت بدان قلعه متحصن شد چون اسفار ولایت ری را بجوزه تسخیر درآورد دیلمی را با سپاه گران بدان قلعه (قلعه بند ۱۲) فرستاد هر چند خواستند که آن قلعه بگیرند میسر نشد آخر دیلمی یکی را واسطه کرد که میان او و ابو جعفر طرح صلح افگند و تاکید صلح و مصلحت دران دیدند

سلطنتی دعوت اسلام کرنے والا ۱۲

که ابو جعفر دیلمی را بقلعه برد و مهمانداری کند ابو جعفر ضیافتی ترتیب کرده دیلمی را طلبید
دیلمی با سران سپاه و دلیران لشکر خود مواضعه کرد که چون با ایشان بقلعه درآید اتفاق
کرده ابو جعفر را بکشند چون دیلمی بدر حصار رسید (قرار داد ۱۲) ابو جعفر حکم کرد که دیلمی تنها بحصار درآید
او تنها درآمد و مردم او بیرون ماندند و ابو جعفر را عارضهٔ ترس[1] بود مجال حرکت نداشت
بر غرفه نشسته بود که دریچه های آن غرفه بخندق و صحرا نظر درآمدی دیلمی را آنجا طلبید
و زمانی از نوع سخنان گفتند دیلمی در اثنای آن حالت ابو جعفر را گفت خلوت کن تا
سری از اسرار مملکت با تو بگویم ابو جعفر فرمود تا جمله خدم ازان غرفه برفتند جز غلامی
خرد سال که حوائج ایشان مهیا کردی چون غرفه خلوت شد دیلمی در غرفه را در بست
و خنجر کشیده ابو جعفر را (حاجت ها ۱۲) هلاک کرد و آن غلام از ترس بیخود شده بود و مجال دم زدن
نداشت پس رسن باریک ابریشمین که در ساق موزه داشت بیرون کرد و در موضعی
ازان دریچه ها محکم کرد و از غرفه به لب خندق فرود آمد و با شنا (تیرها ۱۲) از خندق بگذشت و
به لشکرگاه خود آمد اگر ابو جعفر حزم ورزیدی و با او خلوت نکردی خصم را بر خود فرصت
ندادی و در ورطهٔ هلاک نیفتادی و در اخبار و آثار ازین[2] حکایات بسیار است که بواسطهٔ
ترک حزم سر بباد داده اند و در های فتنه بر خود کشاده و اگر خردمند تامل کند داند که
هیچ حصار محکم تر از حزم و احتیاط نیست و هیچ مهلکه مخوف تر از غفلت و تهاون نه قطعه

بحزم کوش که این ره پر از خطر است	با حتیاط (جای هلاک ۱۲) قدم نه که جای شور و شر است
همین که ابر ببارد چنان تصور کن	که سیل میرسد و خانهٔ تو بر گذر است
مباش غافل و از حزم بر کرانه مشو	که حزم تیر بلای زمانه را سپر است

[1] در دو نسخه نام ندارد ۱۲
[2] لله از ین قسم ۱۲

کسیکہ عاقبت اندیش و دوربین باشد	مقرر ست کہ از خود ہمیشہ باخبر ست
چو باخبر بود از خود مہنال دولت او	علی الدوام بباغ مراد بار در ست

باب سی ام در شجاعت

شجاعت از امہات فضائل ست و آن قوتیست متوسط میان جبن و تہور و بحکم ان اللہ یحب الشجاع حق سبحانہ مردم شجاع را دوست میدارد و در خبر آمدہ کہ تبرک جوئید بدعای مردم شجاع کہ ایشان بپروردگار خود گمان نیکو دارند و مردم بدل در کارزار اعتماد بر گمرنخین دارند و دلیران دران ورطہ تکیہ بر فضل ذوالمنن میکنند و حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشجاعت نفس نفیس خود اشارت نموده آنجا کہ فرموده رزقت تحت ظل رمحی یعنی روزی من در تحت سایۂ نیزہ نیست و درین سخن تحریص ست بر ارتکاب کارزار و استعمال آلات جنگ در وقت حرب و پیکار قطعہ

بشجاعت تو ان گرفت جہان	ہر کہ بد دل بود چہ کار کند
وانکہ جرأت نماید اندر کار	خویشتن را بزرگوار کند

خالد ولید کہ در لشکر اسلام بجرأت تمام معروف و موصوف بود در وقت رحلت ازین عالم اشک حسرت از دیدہ می بارید و میگفت وحسرتاہ کہ در چندین صف مصاف شجاعت نمودم و چندین الم ضرب و طعن را تحمل کردم و حالا بروی فراش میمیرم چنانچہ پیرزنان میمیرند و چون از اجل چارہ نیست باری بایستی کہ جان در رہای نیکنامی بدادمی و سعادت شہادت دریافتمے و ہم سخن اوست کہ آنکہ

لہ اللہ خدا دوست دارد کہ تا بہ دلاور کہ ۱۲ سہ روزہ ملی میری پیچھے سالے میرے کے ہے ۱۲

بدول حمایت جان درگریزی بیند خیال کج و تصور باطل ست زیرا که قوت جمعیت و شوکت جلادت (ریسی) مردمندان طمع دشمنان را برمیکند و ضعف و ترس و سستی و بددلی خصم را برین کس دلیر میگرداند و ازین ست که بیشتر بددلان و ترسندگان علف شمشیر میشوند و دلیران و مبارزان از ورطهٔ تلف بیرون می آیند نظم

هرکه بددل تر بود در کارزار	باشدش جان بیقرار و کارزار
جرأتی کن پیش مردان در نبرد	تا برآید نامت از مردان مرد

یکی از سلاطین در مصافی نعره میزد و امرای سپاه خود را میگفت امروز روز امتحان (آشتیان ۱۲) و معرکهٔ حرب کورهٔ مردان ست و از کوره جز زر خالص بسلامت برون نیاید و آنکه مغشوش باشد در درون کوره سالم نماند فرد

خوش بود گر محک تجربه آید بمیان	تا سیه روی شود هرکه در و غش باشد

مرد شجاع آنست که نفس را در ارتکاب امور عظام حریص گرداند و دل را بر تحمل (بزرگ ۱۲) شدائد و آلام بجهت ترقی بر مدارج عظمت و احتشام ترغیب نماید تا صیت صولتش (آوازه ۱۲) و هیبت (دبدبه ۱۲) و شوکتش در اقطار عالم چون مثل سائر و (اطراف ۱۲) دائر شود مثنوی

مرا نام باید که گردد بلند	که از نام گردد کسی ارجمند
بمردی شود ذکر آزاده فاش	چو نام نکوهست گو جان مباش

افراسیاب لشکر خود را میفرمود که بر مرگ حریص باشید تا زندگانی بیشتر یابید مردن را آماده شوید تا سرمایهٔ دولت و عزت بدست آرید چه بزرگی دو چیز ست یا

بنام نیک مردان یاد دست کام زیستن نظم

مرگ در چشم ہر کہ خوار بود	در شجاعت بزرگوار بود
ہر کہ جان عزیز میدارد	باجہاندار کیش چہ کار بود

مرتضی علی علیہ السلام بوقت کارزار خود را بر صف کفار زدی و ہر جا کہ لشکر دشمن بیشتر بودے روی بدانجا آوردی و دلیرانہ بمصاف درآمدی و ملاحظہ حال خود نکردی یکے پرسید کہ ای امیر عجب جرأتی می نمائی و از حفظ احوال خود تغافل میفرمائی امیر گفت بیقین میدانم کہ اگر اجل رسیدہ است از قدر[1] حذر سود ندارد و اگر حکم فوت و فنا از دیوان قضا صادر نشدہ مرا این جرأت زیان نکند و درین[2] باب فرمودہ اند ؎

اَیُّ یَوْمَیَّ مِنَ الْمَوْتِ اَفِرّ	یَوْمَ لَا یُقْدَرُ اَمْ یَوْمَ قُدِرْ
یَوْمَ لَا یُقْدَرُ لَا یَأْتِی الْقَضَا	یَوْمَ قُدِّرَ لَا یَنْفَعُ الْحَذَرْ

و ترجمۂ این بلغت فارسی این ست ؎

دو روز حذر کردن از مرگ سزا نیست	روزیکہ قضا باشد روزیکہ قضا نیست
روزیکہ قضا باشد کوشش نکند سود	روزیکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست

حقیقت آنست کہ تا کسی از سر جان برنخیزد و در روز مصاف کاریکہ از ان باز توان گفت از و توقع نتوان کرد فرد

تا تو دل در بند جان داری و جان در بند تن	کی مراد خویش یابی در کنار خویشتن

[1] اندازۂ خدا ۱۲ [2] دونون مین سے کس دن موت سے بھاگون مین جس دن مقدر نہین ہوئی یا جس دن مقدر ہوئی جس دن مقدر نہین ہوئی نہ آئیگی قضا جس دن مقرر ہوئی کام نہ آئیگا پرہیز ۱۲

آورده اند که وقتی لشکر حبشه بر ولایت یمن مستولی شدند و سیف ذی الیزن[1] بضرورت جدا گشته پناه بانوشیروان برده از و مدد طلبید نوشیروان بفرمود تا جمعی را از دزدان و عیاران و اهل فتنه که در زندان بودند سلاح داده همراه او ساختند و ایشان هزار و هشت صد تن بودند پس سیف ذی الیزن با آن مردان در کشتی نشست چون بساحل رسید از کشتی بیرون آمدند سیف فرمود تا تمام کشتیان بشکستند و مجموع طعامها را بریختند و گفت ای یاران در مملکت یمن در آمدیم و با دشمنان حرب میباید کرد حالا شما درمیان دو کار افتاده اید نیک تامل کنید که درین اوقات غالب می باید شد یا کشته می باید گشت بضرورت آن گروه دل از جان برگرفته مردانه بکار در آمدند و آن مردم اندک بر بسیاری از لشکر حبشه غلبه کردند پس مرد کار زار باید که ترس را بخود راه ندهد که رستم دستان[2] گفته است که هزار زخم بر من آید دوست تر دارم از انکه بر بستر بیماری همچو پیرزنان بمیرم بیت

بنام نکو گشته گردم رواست	مرا نام باید که تن مرگ راست

و هر کرا از سلاطین جرأت و شجاعت بیشتر بوده و در تحمل شدائد پائداری زیاده نموده زود تر بمنزل مقصود رسیده و چهرهٔ مراد در آئینهٔ عزیمت خویش بموجب دلخواه دیده آورده اند که چون کار یعقوب لیث بالا گرفت و داعیه[3] کرد که خراسان بحوزهٔ تصرف و تسخیر وے در آید روزی عزیمت حربی کرده بود و امرای لشکر بر دربارگاه جمع شده یعقوب سلاح بتمام پوشیده ببام برآمد منجمان ارتفاع گرفتند و گفتند حالا اطالع وقت نحوست دارد سوار شدن در توقف دارید که هشت ساعت

[1] نام ملکی از ملوک حمیر ۱۲

دیگر را ساعت نیک میشود و طالع وقت بحسب دلخواه میگردد یعقوب همچنان سلاح پوشیده در فصل تابستان بر بالای بام و در آفتاب تا هشت ساعت بایستاد چنانچه ارکان دولت از مصابرت او عجب ماندند چون وقت رسید و طالع مسعود گشت از بام فرود آمد و سوار شد جمعی پرسیدند که موجب ایستادن امیر در آفتاب چه بود گفت من کاری بزرگ در پیش دارم و درین مهم که روی بدان آورده ام نازکی و کاهلی در حصول مقصود خلل عظیم می آرد من نفس خود را امتحان میکردم که در تاب آفتاب با سلاح گران طاقت دارد یا نه دیدم که طاقت دارد بدانید که حصول مقصود روی خواهد نمود چون یعقوب در طلب دولت تا این غایت جهد نمود رسید بدرجه که رسید قطعه

شاهد ملک ست در عقد کسی کز روی جهد	دست در آغوش با شمشیر و خنجر میکند
آنکه پا را بر سر ناز و تنعم مے نهد	کردگارش در جهان سردار سر بر میکند
پادشاهی در چمن دادند گل را از آنکه گل	با وجود نازکی از خار سر بر میکند

و هم از یعقوب لیث حکایت کنند که وقتی جمعی از جوانان سیستان نشسته بودند و از ظرائف و لطائف[1] چیزها باز میگفتند یعقوب نیز آنجا بود و هنوز بطلب ملک نپرداخته و رایت مردمی و مردانگی بر نیفراخته یکی گفت لطیف ترین لباسها اطلس ختائیست دیگری فرمود ظریف ترین تاجها طاقیهٔ[2] رومی دیگری ادا نمود که از منازل بوستانها پرگل و ریحان بهتر ست دیگری تقریر کرد که از مشروبات[3] خمر صافی موافق تر ست دیگری چنین نمود که از سایها سایهٔ بید سازگار تر ست دیگری عرض کرد که از نغمات

[1] لطیفه نوشیدنی خراب ۱۲ [2] طاقیه کلاه ۱۲ [3] لطیفه نوشیدنی خراب ۱۲

سازہا آواز عود ملائم ترست دیگری بیان کرد کہ برای ندیمے محافل جوانان خوبصورت زیبا سیرت لائق ترچون نوبت بیعقوب رسید گفتند تو ہم سخن بگوی گفت خوبترین لباسہا زرہ است و بہترین تاجہا خود و خوشترین منزلہا معرکہ حرب و زیباترین شرابہا خون دشمنان و لطیف ترین سایہا سایۂ نیزہ و ظریف ترین آوازہا صہیل اسپان کجخم پوشیدہ و گرامی ترین ندیمان مردان کارے و مبارزان کارزاری

و در اشعار امیر المومنین علی علیہ السلام آمدہ قطعہ

السیف والخنجر ریحاننا	اُف علی النرجس والآس
شرابنا من دم اعدائنا	وکاسنا مجمجمۃ الراس

و ترجمۂ این دو بیت بفارسی اینست قطعہ

گل و ریحان ما تیغ ست و خنجر	بکارہ ما نیاید نرگس و آس
شراب ما ست خون دشمن ما	اساس کلۂ او بہترین کاس

پس طالب ملک باید کہ نوک سنان آبدارش چون شب دزدان آن برای جوہر جان نقب در خزانۂ سینۂ دشمن زند و شمشیر زہر بارش مانند سر ہنگان عیار پیشہ بقصد گوہر روح مہر سراز درج بدن خصم بردارد و پادشاہ کہ خود دلیر باشد لشکر او را جرأت بیفزاید و پادشاہ بیدل را دولت عالمگیری میسر نشود و در نصائح الملوک آوردہ اند ہر پیرے کہ او را خرد نیست ہمچون چشمہ ایست کہ آب ندارد و جوانے کہ او را ادب نیست چون بوستانی ست کہ گل ندارد درویشی کہ او را معرفت

خذ شناسکہ ۱۲

۱؎ تیغ و خنجر ریحان ہمارے ہین اُن ہے نرگس اور آس پر شراب ہماری دشمنون کے خون سے ہے اور پیالہ ہمارا کلہ سر کا ۱۲

نیست چون دیده ایست که نور ندارد و عالمی که او را تقوی نیست چون آبی ست
پرهیزگاری ۱۲
که لجام ندارد تو انگری که او را احسان نیست چون درختی ست که میوه ندارد و صاحب
جمالی که او را حیا نیست چون طعامی ست که نمک ندارد و سلطانی که او را عدل نیست
چون ابری ست که باران ندارد و عالمگیری که او را شجاعت نیست چون بازرگانی ست
که مایه ندارد آورده اند که یکی از سلاطین عرب را روزی با دشمنی اتفاق محاربت
لڑائی ۱۲
افتاد چون هر دو لشکر صف کشیدند امرای دولت ملک عرب را گفتند ای ملک مهم
حرب از دو بیرون نیست یا نصرت ست یا هزیمت اگر بحکم قضا و قدر شکستی بر لشکر
ما افتد ترا کجا جوئیم گفت که بگریزم هر که مرا جوید از رعایت پروردگار محروم باد لیکن
اگر غلبه بر خصم را باشد مرا در میدان زیر سُم اسپان طلبید یعنی غالب میشوم یا کشته
میگردم بیت

یا برانم بچرخ گردنده	یا شوم زیر پا سر افگنده

آورده اند که دران حرب شمشیر میزد و بر لشکر خصم حمله می برد تا وقتیکه آفتاب
به نصف النهار رسید و حرارت بر دل مبارزان غلبه کرد و لبها از تشنگی خشک شد
و غبار کارزار بر رخسار ها نشست یکی از خواص غلامان سلطانی عرب با ظرفی
آب بر عقب ملک می تاخت تا نزدیک وی رسید گفت یا ایها الملک تشنه شده
ای پادشاه ۱۲
باشی زمانے توقف فرمای تا قدری آب بیاشامی ملک گفت تیغ آبدار من
از من تشنه تر ست بخدای که تا او از خون دشمن سیراب نشود من تشنگی خود را
تسکین ندهم و بواسطهٔ این عزیمت درست و جرأت تمام و شجاعت کامل حق سبحانه

اورا بر دشمن ظفر بخشید بیت

کسی را که ایزد کند یاوری	که یارد که با وی کند داوری

(توانند ۱۲) (جاکی ۱۲)

از اسکندر ذوالقرنین پرسیدند که نشان پادشاه دلیر چیست گفت آنکه نپرسد که دشمن چند است بلکه تفحص کند که کجاست و هر آئینه چنین سرداری نظم

چو شمشیر هندی بگیرد بدست	بصف اعادی (دشمنان ۱۲) درآرد شکست
بگیرد گران سنگ و شمشیر تیز	روان در جهان افگند رستخیز

(تباشت ۱۲)

نوشیروان از بزرجمهر پرسید که شجاعت چیست گفت قوت دل گفت چرا قوت دست نمیگوئی گفت اگر دل قوی نیست قوت در دست نمی ماند و من شنوده ام که یکی از مبارزان عرب پیر شده بود و با وجود ضعف پیری قوت دل داشت روزی میخواست که سوار شود دو کس بازوی او گرفتند تا سوار شد بی ادبی آغاز طعنه زدن کرد که ازین کس چه کار آید که دو کس باید که او را سوار کنند شجاعت او چه خواهد بود پیر سخن او بشنود گفت ای دو کس باید که او را سوار کنند اما هزار کس باید که او را فرود آرند نوشیروان سخن حکیم را مسلم داشت و فرمود که راست گفتی قوت دست تابع قوت دل ست فرد

آدمی را قوت دست از دل ست	هر که او را دل قوی بازو قوی ست

در وقتیکه سکندر بعزیمت تسخیر اقالیم عالم سوار میشد ارسطو را طلبید و گفت ای حکیم درین میدان که قدم نهاده ام و این مهم را که پیش گرفته ام هر آئینه مرا دوستان و دشمنان پدید آیند با هریک از ایشان چگونه معاش کنم گفت ای ملک اصل

(زندگی ۱۲)

آنست که تا ممکن و مقدور باشد دشمن انگیزے نکنی و بر دوستان خواری روا نداری و اگر دشمنے پیدا شود او را از استمالت و دلنوازی اختصاص دہی تا دوست شود و دوست را بعزت و حرمت خاص گردانی تا از دوستی برنگردد اسکندر فرمود که زیادت کن حکیم فرمود از کار دشمن غافل نشوی اگرچہ اندک باشند و بر لشکر اعتماد نکنی اگرچہ بسیار باشند و تا ہم بسخن نرم و آہستہ ساختہ تواند شد کلام درشت بر زبان نرانی و کار تا بتازیانہ برآید شمشیر از نیام برنیارے اسکندر فرمود کہ شاید کار من با خصم بمجاربت انجامد دران بچہ کیفیت مدخل توان کرد و بکدام نوع اقدام توان نمود حکیم گفت کہ حال حرب از دو بیرون نیست یا تو بحرب کسی میروی یا کسی بحرب تو می آید اگر تو بحرب کسی قصد کردہ دہ شرط رعایت باید کرد اول باید کہ غرض ازان جنگ جز خیر محض نباشد و طلب دین حق و دفع ظلم و فساد بود دوم توجہ باید نمود بحضرت عزت تعالیٰ شانہ و از و یاوری طلبیدن و در دعای خیر و صدقات کوشیدن و از اہل قلوب و قبور استمداد ہمت فرمودن سوم شرائط حزم و سوء الظن بتقدیم رسانیدن و منہیان و جاسوسان بر کار باید کردن و تفحص لشکر خصم و کیفیت احوال و کمیت رجال ایشان بوا جبی نمودن چہارم با لشکری توجہ باید کرد کہ ہمہ یکدل و یک زبان باشند کہ اتفاق سپاہ با پادشاہ موجب فتح و نصرت و سبب ظفر و قوت ست چنانچہ گفتہ اند نظم

کسے را ظفر بر ظفر حاصل ست	کہ در پردلی لشکرش یکدل ست
سپہ را کہ فیروزمندی رسد	ز یاران یکدل بلندی رسد

لہ سوے خود جانبین کسے بخوش ۱۲ س

دشمن

وموافقت اکابر و اتفاق بزرگان خصوصاً اقربا درین باب ضرورت ست پنجم لشکر
را وعده های نیکو دادن و نوید های بزرگ مستظهر گردانیدن و نیت باید کرد که آن
مواعید بوفا رسد ششم تا توان بنفس خود مباشر حرب نباید شد که اگر شکستے رو
نماید آن را تدارک تواں نمود هفتم در تدبیر کار لشکر کشی و سپاه سالاری کسی را اختیار
باید نمود که بسه صفت آراسته باشد اول شجاع قوی دل بود و بدان شهرت یافته باشد
و نام و آوازه پیدا کرده تا ازان ترس و هراس در دل دشمن افتد دیگر رای صائب و
تدبیر تمام داشته باشد و مداخل و مخارج جنگ را دانسته که جای باشد که رای به از
شجاعت بکار آید و انواع حیل و خدع بکار باید برد که خدع در حرب مکروه نیست
بلکه مستحسن ست چنانچه در خبر واقع شده الحرب خدعة دیگر ممارست حروب
کرده باشد و صاحب تجارب شده که فوائد تجربه بسیار ست شرط هشتم آنست که
چون کسے در اثنای حرب بمبارزت و شجاعت از اقران و اکفا ممتاز شود در عطا
و صلت و ثنا و محبت او بباید افزود بلکه دران باب مبالغه باید نمود تا دیگران
را نیز میل هواداری و جان سپاری شود نهم در روز حرب از غفلت دور باید بود
که بسیارے بوده که ظفر نزدیک رسیده و یک نفس از جنگ غافل شده اند و
بدان غفلت کار دگرگون شده دهم اگر لشکر خصم شکسته گردد در پے ایشان نباید رفت
و بزودی کسی در عقب نباید فرستاد که چندین کرت واقع شده که لشکر باز گشته آن
فرستادگان را زده اند و قوت باز یافته معاودت نموده اند و لشکر غالب را مغلوب
ساخته و اگر کسی بحرب تو می آید و تو در صدد دفع اوئی از دو بیرون نیست یا ترا طاقت

له نظامی دهلوی کا نام ہے ۱۲

مقاومت او هست یا نه اگر هست اولی آنست که بهر نوع از انواع تدبیر که ممکن
باشد او را از مقام دشمنی بباید گذرانید و اگر این صورت دست ندهد شرائط حرب
انچه مذکور شد رعایت باید فرمود و اگر طاقت مقاومت نیست جاسوسان و
دیده بانان بیکار باید کرد و در محافظت راهها و در بندها و استحکام قلعه ها و ذخیره نهادن
تقصیر نباید نمود و در طلب صلح بذل اموال و استعمال حیل و مکائد ضرورت ست و
اگر دشمن طلب صلح کند از صلح ابا نباید نمود و اصلا ستیزه و لجاج پیش نباید گرفت چه
لجاج مذموم ست و طالب صلح باخر مظفر و منصور

نظم

ستیزه مکن زانکه با دستیز — کند باغ انصاف را برگ ریز
ستیزه بجای رساند سخن — که ویران کند خان و مان کهن
کند عاقل اندر ره صلح سیر — تو این راه میرو که الصلح خیر

سکندر این سخنان را دستور العمل ساخته بنای جنگ و صلح برین نهاد و چون صفت
شجاعت مراهل دولت را بهترین صفتیست سخن درین باب بسر حد اطناب رسید

بحمد الله که شاهزاده جوان بخت پر تدبیر

نظم

ابوالمحسن آن شاه روشن ضمیر — کز و نوجوان گشت دوران پیر
جهاندار شاهی که روز مصاف — فروریزد از صولتش کوه قاف
چو در معرکه برکشد تیغ تیز — بکوهه کند کوه را سنگ ریز

بمعاضدت بازوی کامگار و مساعدت بخت بیدار هر طرف که روی رایت
ظفر پیکرش متوجه گردد فتح و نصرت دو اسپه استقبال موکب همایون نمایند و بهر جانب

کہ مقصد ہمت بلند و مطمح نظر نہمت ارجمندش باشد اقبال و سعادت بطریق استعجال عزم موافقت و موافقت حشم عالی فرمایند قطعہ

ہر کجا عزم جہانگیرش گران سازد رکاب | فتح و نصرت ابدان جانب سبک گردد عنان
رمح دولت پرورش را ملک و ملت در پناہ | تیغ نصرت گسترش را دین و دولت در ضمان

و عساکر نصرت مآثرش را بروزگار زار چون آتش حملہ گذارند و در میدان جنگ از روے ثبات و درنگ چون کوہ البرز ناپایدار

مثنوی

یکایک تیغ زن چون نرگس یار | سراسر صف شکن چون زلف دلدار
ولایت گیر چون حسن حبیبان | غبار انگیز چون جور رقیبان
ہمہ چون شعلہاے عشق جانسوز | ہمہ چون غمزۂ دلبر جگر دوز
ہمہ چون چشم خوبان فتنہ انگیز | ہمہ چون ہجر مرد انداز و خونریز

حق سبحانہ ظل ظلیل عاطفت آنحضرت را بر مفارق ملازمان مخلد و مستدام دارد

بحرمۃ خلص عبادہ الامجاد

باب سی و یکم در غیرت

غیرت نگاہداشت چیزیست کہ انسان را صیانت آن لازم باشد و در تدبیر مہمات و تاکید سیاسات سلاطین را ازین صفت چارہ نیست ہم در امور ملت و ہم در مہام مملکت زیرا کہ غیرت دو نوع ست غیرت دین و غیرت دنیا و رعایت ہر دو ضروری ست اما غیرت دین آنست کہ در تمشیت امر معروف و نہی منکر سعی نماید

وملازمان حضرت ورعایای مملکت خود را بطاعت فرماید واز معاصی ومناهی منع کند
ودر حدیث آمده که هرکه از شما منکری بیند یعنی انچه مخالف شریعت باشد باید که
آن را تغییر دهد بدست یعنی بدره یا بشمشیر چنانچه بمقتضای شرع باشد واین مرتبه
اهل اختیار واقتدار است پس اگر بدست نتواند که دفع کند بزبان منع فرماید اقل
بنصیحت واگر منزجر[1] نشود بعنف وسختی سخن گوید واین مرتبه اهل علم وارباب زهد
ورع[2] ست واگر بزبان منع میسر نشود بدل آن را دشمن دارد واین مرتبه ضعیفان[3] است
از عوام الناس وبعضے از علما تتمهٔ این حدیث برین وجه آورده اند که لیس[4] وَرَاءَ
ذٰلِکَ الْاِسْلَامُ یعنی هرکه در منع کردن بدست وزبان عاجز گردد وبدل آنرا دشمن
ندارد آن کس را از مسلمانی نصیبے نیست قطعه

نهی منکر بدست باید کرد	ور میسر نباشدت این کار
بزبان منع کن وگر نتوان	در دل خویش می کنش انکار

وهر سلطانی که در اقامت حدود شرع واجرای احکام دین کوشد نائب حق ظل[5] الله
باشد وچون بادشاه را بواسطهٔ کثرت مهمات ملکی بجزئیات این امر رسیدن متعذر است
هر آئینه محتسبان در مملکت خود نصب باید کرد ومحتسب باید که در اسلام صلیب بود ودر
حمیت دین پروری غالب باشد وبصفت عفت وپرهیزگاری وامانت وراستی
وکم طمعی آراسته بود وهر چه کند برائے تقویت دین کند واز غرض وریا دور از دواعی
نفس وهوا برطرف باشد تا قول او در دلها تاثیر کند فرد

[1] زجر قبول کرنے والا ۱۲ [2] پرہیزگاری ۱۲ [3] نہیں ہے سوائے اسکے اسلام ۱۲ [4] حساب لینے
والے ۱۲ [5] پارسائی ۱۲

سخن کہ آن نہ غرض پاک داز طمع خالیست	اگر بسنگ بگوئی دران اثر دارد

آوردہ اند کہ شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہ عادتی داشت کہ ہرگاہ منکری دیدی ازان منع کردی واگرچہ دران خوف قتل بودی روزی برکنار دجلہ بجہت طہارت میرفت زورقی دید سی خم سربمہر دروی نہادہ بود وبر ہریک نوشتہ کہ لطیف شیخ ازان عجب داشت در مبایعات وتجارات چیزی کہ لطیف نام داشتہ باشد نشنیدہ بود از ملاح سوال کرد کہ درین خمہا چیست ملاح گفت تو مرد درویشی با اینہا چہ کار داری برو در پی مہم خود باش شغف شیخ بدانستن آن زیادت شد ملاح را گفت البتہ میخواہم کہ بدانم کہ درین خمہا چیست وچہ جنس ست ملاح گفت ای درویش فضول درین خمہا خمرست وبرای معتضد خلیفہ آوردہ اند شیخ نگاہ کرد چوبی گران دران زورق افتادہ بود ملاح را گفت آن چوب را بدست من دہ ملاح درخشم شد شاگرد خود را گفت آن چوب را بدست او دہ تا بہ بینیم کہ چہ خواہد کرد شاگرد چوب را بدست شیخ داد شیخ آن چوب را بدست مبارک گرفتہ یک یک خم را می شکست وملاح از ترس میلرزید وفریاد میکرد تا اینکہ افواج کہ شحنہ جسر بغداد بود باکسان خود برسید وشیخ را گرفتہ نزد خلیفہ برد وصورت حال تقریر کرد ومعتضد بغایت جباری غیور بود وستمگار کہ بمثابہ سیاست بشمشیر کردی این بغداد دید کہ شیخ را پیش معتضد می برند بغایت اندوہناک شدند وشک نکردند در انکہ فی الحال شیخ را شہید خواہد کرد اما چون شیخ را درآوردند معتضد بر کرسی آہنین نشستہ بود وگرزی ہم از آہن بدست گرفتہ وجامہ سرخ پوشیدہ واین علامت قہر وسیاست

لہ پاک کیا جائے بھید اُسکا ۱۲ لہ جمع مبایعت باہم خرید وفروخت ۱۲ لہ مشغولی ۱۲

او بود بانگ بر شیخ زد که کیستی که چنین گستاخی میکنی فرمود که من محتسبم گفت بامر که احتساب میکنی گفت بامر خدا و رسول گفت ترا که محتسب ساخته گفت آنکه ترا پادشاه حساب لینا ۱۲ داده معتضد ساعتی سر در پیش افگند پس سر برآورد و گفت ترا چه بران داشت که این خمها را بشکستی جواب داد که شفقت در حق تو و حق رعیت تو گفت در حق من چگونه گفت منکری را که تو در ازالهٔ آن تقصیر روا داشتی آن را از تو منع کردم و ترا از گرفتاری قیامت خلاص دادم گفت در حق رعیت من چگونه گفت چنانچه باز تکاب تو محرمات را مردم بر معاصی دلیر میگردند چون تو از حرام باز ایستی دیگران دلیری نتوانند کرد گناہان ۱۲ چه عامهٔ خلق در صلاح و سداد تابع پادشاه اند اگر او را بر نهج صلاح بینند همه طریق صلاح پیش گیرند و ثواب آن همه بدیوان وی راجع گردد و اگر از و فساد مشاهده گرانی دگنا ۱۲ نمایند ایشان نیز در فسق و فجور کوشند و بزه و وبال آن همه بدو باز گردد پس در حق تو مهربانی کردم و هم در حق رعیت تو و غرضے نداشتم درین عمل مگر خوشنودی حق عزوجل معتضد بگریه درآمد و گفت این کار ترا زیبنده است بعد ازین هر منکری که بینی تغیر کن و حکم کردم که هیچ کس ترا منع نکند و از فحوای این حدیث معلوم میشود که چون محتسب حقانی باشد هیچ آفتی بوے نرسد نظم

آن یکی با پیر خود گفت اکه من	نهی منکر میکنم اندر زمن
لیک می ترسم که از اهل حسد	آفتے در روزگارِ من رسد
گفت اگر این کار بهر حق کنی	از بلا هاے دو عالم ایمنے

اما غیرت در نیاسه ۳ نوع ست اوّل نسبت با اشباه و اقران دوم نسبت با خاصهٔ خود امثال ۱۲

سوم نسبت باعموم خلق اما انچه نسبت با امثال خود ست چنان باشد که تفوق خواهد برابریشان بمرتبه که هیچکدام را بر و سر فرازی نرسد و بسبب جاه و صولت و قدرت و شوکت و حشمت و عظمت و اقتدار و اُبهت از همه بیش باشد و هر آئنه ظهور این غیرت و وفور این حمیت کارهای کلی کشاید و مهمات حسب المراد برآید و این از خصائص اهل همت ست و هر چند همت بلند تر باشد غلبهٔ این غیرت بیشتر بود آورده اند که یکی از اولاد سلاطین حکیمی را پرسید که من میخواهم که از اخوان و اقران خود بر سر آیم و گوی دولت از میدان اختیار بچوگان اقتدار بربایم مرا از اسباب این کار چه چیز بدست باید آورد حکیم گفت ای ملکزاده هیچ شی مرا کتساب دولت را به از همت و غیرت نیست

نظم کسی کو ز غیرت بر افراخت تیغ	سر تیغ را بگذراند ز میغ
ز غیرت بدست آیدش نام و ننگ	ز غیرت مراد خود آرد به چنگ
چنین گفت آن مرد بیدار بخت	که از غیرت آید بکف تاج و تخت

اما غیرتی که نسبت بخاصهٔ خود ست آن چنان باشد که خواص حرم خانه خود را از چشم نامحرم پوشیده دارد و ایشان را در محافظت حدود عصمت و عفت مبالغه نماید و هر چه رعایت آن شرعاً و عرفاً لازم باشد ایشان را بران معتاد سازد تا ببرکت آن اهالی رعیت نیز بصلاح موصوف و از فساد دور باشند و بزرگی در وصیت یکی از پردگیان حرم خود فرموده است مثنوی

عصمتیان را بمقام جلال	جلوه حرام ست مگر با حلال
دیده بهر روی نباید گشاد	پای بهر کوی نباید نهاد

این همه آفت که به تن میرسد	از نظر تو به شکن میرسد
دیده فروپوش چو دُر در صدف	تا نشوی تیر بلا را هدف
هر که بجز جنت حلالت بود	رخ منما در همه خالت بود

اما غیرت به نسبت عموم خلق چنانست که غیرتی که بر مخدرات حرم سلطنت دارد و نسبت باحرم همه مسلمانان بجای آرد و نگذارد که از ملازمان درگاه عالم پناه بدنامی بخاندان مردم بانا موس رسد و در استکشاف گناه مسلمانان سعی نه نماید و عیوب رعایای مملکت خود بقدر امکان پوشیده دارد که در حدیث آمده که هر که عیب مسلمانی بپوشد خدای عزوجل عیوب او را بپوشد و در روایتی هست که گناهان او را در دنیا و آخرت پوشیده دارد

فرد مثلی هست که استر الله علیک	پرده کس ندری کس ندرد پرده تو

و حمیت همان غیرت ست در حمایت حال خود و کمال غیرت آنست که چون کسی پناه بوی آرد او را از پناه داده بحصن حمایت خود در آورد و تا ممکن باشد زینهار داده خود را ضائع نگذارد و در عرب دستور بوده و حالا هم در ولایت حجاز هست که چون کسی در سایهٔ دیوار یا ظلال خیام ایشان در آمدی او را جواد دادندی بی آنکه بزبان زینهار خواستی و زینهاری خود را بدست کسی باز نهادندی و بسیار مال درین کار صرف کردندی بلکه خونها ریخته شدی و از سر این کار در نگذشتندی و بعضی جانوران نیز که بخیمهٔ ایشان پناه آوردی یا بحریم اگاه ایشان در آمدی حمایت کردندی آورده اند که بهرام گور وقتی در دیار عرب با نعمان منذری بود و نعمان او را بامر پدرش یزدجرد بزیارت میفرمود روزی در شکار قصد آهوی کرد و آهو از پیش او در رسیده هر طرف میگریخت

وبهرام از عقب او می تاخت هوا گرم شد و آهو از تشنگی بطاقت گشته بکنار قبیله رسید وبخیمه عربی قبیصه نام در آمد اعرابی او را بگرفت و برسنی به بست و متعاقب او بهرام بدر خیمه رسید تیر بر کمان نهاد و نعره زد که ای صاحب خانه شکار من اینجا آمد بیرون آر قبیصه ندانست که کیست گفت ای سوار زیبا روی مروت نباشد که جانوری که پناه بدین خیمه آورده باشد بدست کسی باز دهم تا بکشد بهرام درشتی آغاز کرد قبیصه گفت سخن دراز مکن تا این تیر که در کمان داری بر سینه من نزنی و مرا نکشی دست تصرف تو بگردن این آهو نرسد و آن دم مرا بکشی مردم قبیله من ترا بجست و جوی آهو نخواهند گذاشت بر جان خود رحم کن و از سر این آهو در گذر و اگر تو قصد داری این اسپ تازی نژاد را که بر در این خیمه بسته است باز زین و لجام مطلا بتو دادم سوار شو و اسپ خود را جنیبت ساز د بمقام خود باز گرد بهرام را این حمایت خوش آمد و با اسپ او التفات ننموده عنان بگردانید و بموکب خود پیوست و آن روز که تاج سلطنت بر فرق همت او نهادند و عجم طوق فرمان او در گردن اطاعت افگندند بهرام قبیصه را طلبید و تربیت کرد و او را در عرب مجیر الغزلان لقب کردند یعنی پناه دهندهٔ آهوان و حمایت کنندهٔ ایشان نظم

کسی را که آری بزنهار خویش	نگه دار اندازهٔ کار خویش
بمردے حمایت ازو وا مگیر	بمردانگے کار ازو در پذیر
یکے قطره آرد بدریا پناه	ز صدر صدف سازدش تکیه گاه
بصد تربیت نامدارش کند	یکے گوهر شاهوارش کند

عہ پناہ دینے والا ہرنوں کا ۱۲

باب سی و دوم در سیاست

لہ نشاندن

وآن ضبط کردن ست و برنسق بداشتن وسیاست دو نوع ست یکی سیاست نفس خود و یکی سیاست غیر خود و اما سیاست نفس برفع اخلاق ذمیمہ ست و کسب اوصاف حمیدہ و سیاست غیر دو قسم ست یکی سیاست خواص و مقربان درگاہ وضبط و نسق ایشان دوم سیاست عوام و رعایا و قسم اول در باب چہلم مذکور خواہد شد اما قسم دوم بران وجہ ست کہ بدان و بد فعلان را باید کہ پیوستہ ترسان و ہراسان دارد و نیکان و نیک کرداران را امیدوار سازد و از ابو ذر چہر پرسیدند کہ کدام پادشاہ بزرگوار ترست گفت آنکہ بیگناہان ازو ایمن باشند و گناہکاران ترسان و مہندۂ تیغ برق نشانش باگریۂ ستمکاران مدبر مقترن باشد و بارقۂ نسیم فیضرسانش با باران انعام بر درویشان مستحق مقارن بود نقل ست کہ ہرمز ملک میگفتہ کہ رحمتے ام از خدائے بر نیکان و مصلحان و خشم خدایم بر بدان و مفسدان نیش قہرم با نوش لطف در آمیختہ است و زہر میتم با شکر رحمت تالیف شدہ فرد

تریاق و زہر ہر دو مرا در خزانہ ہست	آن را بدوستان دہم این را بدشمنان

حکما گفتہ اند مدار اردوی عالم بر سیاست ست و او را آشفتگی جہان کون و فساد تمام فرو گرفتہ اند اگر ضبط سیاست نباشد مہمات جہان برنسق نماند و اگر قانون تادیب و تعذیب

نبود کار بارہا روی بہ تباہی نہد قطعہ

از سیاست نظام یابد ملک	بے سیاست خلل پذیر بود
نسق کار ہائے عالم را	از سیاسات ناگزیر بود

اگرچہ عروس لا تملک[1] الا بالعدل دلپذیر ست اما او را از پیرایۂ لا عدل[2] الا بالسیاسۃ چارہ نیست ہر بادشاہ کہ از مقتضای آفۃ الریاسۃ[3] ضعف السیاسۃ بخبر بود بزودی ارکان مملکتش تزلزل پذیرد (جنبش ۱۲) و اساس سلطنتش خلل یابد چہ زینت ملک و ملت و مصلحت دین و دولت در سیاست ست قطعہ

تیغ سیاست ست کہ رخسار ملک را	سازد جہان فروز و درخشان چو آفتاب
معماری سیاست اگر نے مدد کند	گردد جہان ز سیل جفا و ستم خراب

بے قاعدۂ شریعت ہیچ حق در مرکز خود قرار نگیرد و بے ضابطۂ سیاست کار شرع و دین نظام نہ پذیرد پس سیاست ملوک مقوی شرع باشد و احکام شرع مروج (قوت دینے والی ۱۲) ملک قطعہ

سرسبزی نہال سعادت ببلغ دہر	بے چشمہ سار شرع مطہر طمع مدار
لیکن زلال چشمۂ دین کے شود روان	بے سایۂ سیاست شاہان کامگار

و فی نفس الامر مدار ملت بر دست و قرار مملکت از دست بیت

گر تیغ سیاست (درحقیقت ۱۲) سلاطین نبود	در عالم خاک آب خوش کس نخورد

و در حدیث آمدہ کہ اگر پادشاہ نبودی آدمیان بعضے بعضے را بخوردندی یعنی ہلاک و نابود ساختندے مملکت را جز بسیاست ضبط نتوان کرد و فتنہ را جز بسکون و سیاست آرام نتوان داد آوردہ اند کہ یکی از خلفا بہ منبر برآمد تیغی کشیدہ و مصحف بر دست گرفتہ پس در اثنای خطبہ گفت ای مردمان نیکو شمارا ازین ہر دو

[1] نہیں ہے ملک مگر ساتھ عدل کے ۱۲ [2] نہیں ہے عدل مگر ساتھ سیاست کے ۱۲ [3] آفت ریاست کی سستی سیاست کی ہے ۱۲

یعنی مصحف و بدان شما جز بدین راست نشوند یعنی شمشیر قطعه

سیاست آتشے باشد که آنرا	زهر بد سگالان برفروزند
چو ایشان میفروزند آتش ظلم	همان بهتر که ایشان را بسوزند

طمغاج خان بادشاهی بوده است بزرگ معمار سیاستش عرصهٔ مملکت را منعمور آباد ساخته و شمشیر هیبتش بنیاد بیداد و ستمگاری از شهر و ولایت برانداخته قطعه

تا خت از بیم قهر او فتنه	زان سو نیستی بصد فرسنگ
رفت از صیقل سیاست او	زنگ ظلم از رخ جهان و رنگ

روزی یکی از رنود و اوباش گلدسته بخدمت او آورد سلطان بستد و گفت از کجا آوردهٔ گفت از گلزارها برچیده ام (مردم آمیخته ۱۲) گفت گلزارها ملک تو بوده گفت نه گفت از مالکش خریدهٔ گفت نی درین شهر گل نخرند و بسیار بی قیمت باشد سلطان تامل فرموده گفت هر که بی دستوری کسے در باغ او رود و گل بچیند میتواند نیز که بے اذن او میوه باز کند و ازین عملها صورتهای دیگر نیز متصور ست حکم کرد تا دستش ببرند اکابر شفاعت (جلد ۱۲) کردند تا یک انگشتش ببریدند و طمغاج خان پیوسته رندان و بیباکان را میکشتی روزی این جماعت بر در دروازهٔ شهر نوشتند که ما آن گیاهیم که هر چند سر زنند بیشتر شویم این خبر بسلطان رسید فرمود تا در پهلوے آن خط نوشتند که ما نیز باغبانیم منتظر ایستاده که هر چند سر برآرند (الوسطی ۱۲) بدرویم فرد

هر خار که سر بر زند از گلشن ملک	فی الحال سرش بتیغ برباید داشت

گویند که هرمز بن نوشیروان عدل خود را با سیاست اقتران داده بود و لطف خود را

باقهر انضمام فرموده نیکان را بنوازختے و بدان را رسوا ساختی بیت

زده سیاست او راه کاروان ستم | کشیده مهر حمایتش خوان عدل در عالم

وقتے رکابدار او در باغی رفت و یک خوشه انگور بی اجازت باغبان باز کرد باغبان اسپ او بگرفت و گفت مرا خشنود کن والا نزد شاه برم فراز دست تو ظلم کنم غلام چیزے بوے میداد و او راضی نمیشد القصه هزار دینار بدو داد از هیبت سیاست هر مرز و حکما گفته اند سلطنت بمثابه بوستان است و سیاست بمنزله آب پس لازم ست بیخ درخت سلطنت را با آب سیاست تازه داشتن تا ثمره امن و امان حاصل آید نظم

خوش آن شهریار یکه از روی دانش | تامل کند در کتاب سیاست
سر تیغ او گلشن سلطنت را | تر و تازه دارد بآب سیاست

و بباید دانست که سیاست بموقع آنست که در باره جمعی واقع شود که استحقاق آن داشته باشد و آن گروهی اند آزار پیشه و بداندیشه که چون مار و کژدم ضرر ایشان بخاص و عام و خرد و بزرگ رسد یکی از سلاطین حکیمی را پرسید که از آدمیان مستحق سیاست کیانند گفت هیچ آدمی استحقاق سیاست ندارد بلی سیاست بر سباع و بهوام باید کرد یعنی درندگان و گزندگان بادشاه گفت معنی این سخن را روشن گردان گفت ای ملک از مخلوقات جمعی اند که خیر محض اند و محض خیر و از ایشان همه نفع رسد و ضرر نی و ایشان مانند ملائکه اند و بعضے دیگر اند که ایشان محض شر اند و شر محض چون گرگ و پلنگ و مار و کژدم و از ایشان همه ضرر رسد و نفع نی پس از آدمیان هر که بر خوے و خصلت فرشتگان ست فضل نوع انسان ست و هر که

برطبع و سیرت سباع و ہوام باشد بدترین درندگان و گزندگان ست و مستحق سیاست ایشانند نہ آدمیان مثنوی

سیاست پسندیدہ باشد بسے	ولیکن نگویم کہ باہر کسے
بخورد مردم آزار را خون و مال	کہ از مرغ بد کندہ بہ پر و بال

آوردہ اند کہ در عہد نوشیروان ظالمی ضعیفے را طپانچہ زد و او پیش نوشیروان آمدہ تظلم نمود نوشیروان فرمود تا ظالم را بسیاستگاہ بردند و گردن بزدند یکی از خواص گفت عجب داشتم از ملک کہ آدمی را بدین قدر جنایت بچنان ساخت نوشیروان گفت غلط کردی من آدمی را نکشتم بلکہ سگ و گرگ را بچنان کردم و مار و کژدم را ہلاک گردانیدم بیت

کسے کو پیشہ کرد آزار مردم	بمعنی بد ترست از مار و کژدم

آوردہ اند کہ خسرو پرویز از بزرگی پرسید کہ از طبقات خلق لائق سیاست کیست گفت اے ملک خلائق پنج طبقہ اند اول آنہا کہ در ذات خود نیک اند از ایشان ہمہ نیکی بخلق میرسد ایشان را تقویت باید کرد و با ایشان صحبت باید داشت دوم جمعی کہ بخود نیک اند اما اثر نیکی ایشان بکس نمیرسد ایشان را عزیز باید داشت و بر خیر تحریص باید کرد سوم گروہے کہ میانہ حال باشند یعنی از ایشان نہ خیر بمردم رسد و نہ شر یعنی در ذات خود نہ خیر باشند و نہ شر ایشان را راہ خیر باید نمود و از شر تحذیر باید فرمود چہارم طائفہ کہ ایشان بد باشند اما بکسی بد نرسانند ایشان را خوار باید داشت تا ترک بدی کنند پنجم فرقہ کہ ہم بد باشند و ہم بدی ایشان بمردم رسد

ایشان را سیاست باید کرد بوعدهٔ و وعید و تهدید اگر ضرب پس حبس و آخر کار قتل فرد

آتشے را کہ خلق از و سوزند | جز بکشتن علاج نتوان کرد

و یکی دیگر از فوائد سیاست تسکین فتنہ است چہ مردم فتنان شور انگیز (فتنہ انگیز ۱۲) چون ببینند کہ آتش سیاست تیز است در گوشہ گریزند و اگر اندک وہنی در کار سیاست مشاہدہ رود ہزار فتنہ برپا کنند و از ہر جہتی شورشے بظہور رسانند (رسانند ۱۲) نظم

اگر سلطان نفرماید سیاست | زند ہر ناکسے لاف ریاست
بلا بر ہم زند روئے زمین را | نہ دولت را بقا باشد نہ دین را
چو مردم ضبط در کشور نہ بینند | بجز فتنہ رہ دیگر نہ بینند

و ہم درین باب گفتہ اند قطعہ

اگر نہ ہیبت شمشیر پادشاہ بود | چہ شور ہا کہ بیکدم ز شہر برخیزد
کسی کہ دست چپ از دست راست نشناسد | ہزار فتنہ چو دستش دہد برانگیزد

باب سی و سوم در تیقظ و خبرت

تیقظ بیداری باشد در کار و مملکت و خبرت آگاہی از حال رعیت و از ملوک عادل معہود و متعارف ست کہ مستخبران (خبر دینے والے ۱۲) معتمد نصب فرمایند و متفحصان امین (تلاش کرنے والے ۱۲) ابر (پتا لگانا ہوا ۱۲) گمارند بہ پنہانی تا تجسس و تفحص حالات مملکت و مہمات رعیت نمودہ بموقف اخبار و اعلام (آگاہ کرنا ۱۲) رسانند و بعد از اطلاع بران سعی نمایند تا ہر خللی و زللے کہ (یعنی جگہ ۱۲) در بنیاد معدلت ظاہر شدہ باشد مرمت یابد و اصلاح پذیرد پیش ازان کہ دست تدارک (نعرشے ۱۲) بدامن تلافی آن نرسد

بنیت باقل توان کرد اصلاح کار	ازان پیش کز کف رود اختیار

وبسیار بوده که سلاطین در شب بلباس مجهول می گشته اند و تفحص احوال رعیت و مملکت میکرده چه بسیاری اخبار باشد که مقربان درگاه سلطنت نشنوند و اگر بسمع ایشان رسد بجهت مصلحت خود یا ملاحظهٔ وقت و زمان بپادشاه نگویند یا نتوانند گفت و از حضرت داؤد علی نبینا و علیه السلام منقول ست که شبها جامه بدل کردی و در شهر و بازار بگشتی بصورت مردم غریب برآمده و از هر کس چیزی پرسیدی و گفتی که داؤد با شما چه نوع معامله میکند و نوکران و کارکنان او بر چه وجه سلوک می نمایند پس اگر جائے دیدی که خللی پدید آمده بتلافی آن مشغول گشتی و از سلطان محمود مثل این صورتها منقول ست که شبها بیرون آمده بتجسس احوال مردم مشغول گشتی و چون درین صورت که پادشاه خود بیرون آید و تفحص گردد امکان خطرست بزرگان وزیرکان دستوری نهاده اند که سلطان باید که منهی امین معتمد دولتخواه بے غرض پاک اعتقاد بلند همت تعیین نماید بروجے که کس بران وقوف نیابد و مرسوم او بدولتخواه او مقرر سازد تا اگر کسی بر احوال او واقف شود او را نتواند که بزر فریب دهد و چنان باید که بهر وقت که خواهد پیش تواند رفت شاید خبری باشد که توقف بر نتابد و چون حال برین منوال بود هر آئینه سلطان بر جزئی و کلی صاحب وقوف گردد و بعده ارکان دولت و اعیان ولایت برین صورت که بادشاه بر احوال هریک مطلع ست اطلاع یابند بے شبهه معاش ایشان بروجے باشد که باید و عملهای ناشایسته از ایشان در وجود نیاید نظم

چہ نیکو مثا عیست کار آگہے	کزین نقد عالم مبادا تہے
زعالم کسے سر برآرد بلند	کہ در کار عالم بود ہوشمند

آوردہ اند کہ در خوارزم پادشاہی عادل بود نقش الاعظم لامر اللہ بر صفحہ خاطر نگاشتہ و رایت الشفقۃ علی خلق اللہ در میدان مرحمت افراشتہ قطعہ

زعدل او شدہ باز سفید خفتہ بکنگ	زامن او شدہ شیر سیہ رفیق شغال
نہ آن فراز برد در ہوا بدان چنگل	نہ این دراز کند در زمین بدین چنگال

و در زمان او کسے را زہرہ نبود کہ بہ آشکارا عملے ناپسندیدہ از فسق و فجور توانستی کرد مگر یکے بود از امرا و اعیان دولت او کہ حقوق خدمت قدیمی داشت و بر در بارگاہ باختیار او کسے نبود خود را بصورت صلاح بسلطان نمودی و در خفیہ بخمر و زمر و انواع فسق مشغول بودی و کسی زہرہ آن نداشت کہ از وے شکایت کند سلطان برین حال وقوف یافتہ نخواست کہ مجاہرہ درین باب سخن گوید چہ اظہار این نوع کلمات از اکابر رفع حجاب و احتشام کند و آن مہابت سلطنت را مضرست پس روزی از روزہا آن امیر را طلبید و فرمود کہ مرا مرغی میباید کہ منقار او سرخ باشد و سرہای بال او سیاہ و باقی سفید و جز تو کسی این نوع مرغ را پیدا نتواند کرد امیر گفت کہ بطلب آن اشتغال نمایم و بہر وجہ کہ توانم پیدا سازم امام را سہ روز مہلت باید داد سلطان مہلت داد امیر بجست و جوی مرغ مشغول گشت در شہر و نواحی چنین مرغی بدست نیامد امیر بعد از سہ روز بپایہ سریر باز آمدہ مراسم احتکار را تمہید داد کہ ای ملک بدان مقدار کہ مقدور داشتم جد و جہد نمودم

لہ بزرگی خدا کے امر کو ہے ۱۲ — لہ مہربانی خلق خدا پر ۱۲

ودر تفحص چنین مرغی سعی کردم پیدا نشد اشارت حضرت اعلی بهرچه صادر شود در عوض
آن تا مقدور میباشد گرد انیم سلطان فرمود که مطلوب من مثل این مرغ نیست ومن اختیار
شهر وولایت بدست تو داده ام وتوانی تحصیل این مقدار چیز عاجزی چگونه است
بروسه روز دیگر مهلت دادم واین نوبت بی چنین مرغی باز نیائی دیگر باره اسیر
برفت وبعد از سه روز دست تهی باز آمد سلطان فرمود که تو از شهر چنین خبر داری که
چهار مرغ بدین شکل وهیئات در یک خانه است وپیدا نمیتوانی کرد برو وسر چهار
سوی شهر وبازار شرقی گذر کن چون بدر فلان مسجد رسی محله ایست بر دست
راست دران محله کوچه ایست بدین نشان در پیش آن کوچه خانه ایست در ش
جانب غرب بدان خانه در آئی وبه صفه که در طرف جنوب ست توجه کن بر دست چپ
آن خانه ایست مرد درون آن خانه خانهٔ خرد ست در آن خانه بگشائی در آنجا قفسی ست
نمدزرد بران پوشیده ودران قفس چهار مرغ ست بدان نوع که من گفته ام بیار امیر حیران
شده از نزد سلطان بیرون آمد وبدستوری که ملک نشان داده بود برفت وقفس را
بامرغان حاضر گردانید ملک فرمود که اهل حکومت باید که از شهر وولایت خود چنین
باخبر باشند که من هستم امیر که این سخن بشنید با خود اندیشه کرد که پادشاهی که از بازار
وکوچه واز خانهٔ شهر چنین باخبر ست امکان میدارد که بر اعمال پنهانی من هم
وقوف داشته باشد من بعد معاش خود را تغییر میباید داد پس از معاصی توبه کرد
وبراه راست باز آمد واز ین حکایت معلوم میشود که اطلاع سلاطین بر احوال مردم فوائد

بسیار دارد مثنوی

چنین گفت مرد سخن آفرین | ز اخبار شاهان ایران زمین
که هرمز بهنگام نزع روان | بخسرو چنین گفت کای نوجوان
جهانی بذات تو وابسته اند | بفرمان حکم تو پابسته اند
بغفلت مکن خواب بیدار باش | ز احوال گیتی خبردار باش
چو در عهدهٔ تست عالم تمام | مشو غافل از کار خود والسلام

ودفع غفلت به تعیین صاحب خبر است تا بر احوال هر ولایت اطلاع یابد منصور خلیفه گفتی من بسه کس محتاجم اول عاملی که مال رعیت بمن ندهد (یعنی تحصیلدار ۱۲) ومال من بر رعیت نگذارد دوم شحنه که داد مظلوم از ظالم بستاند وحکم بے طمع وغرض کند (یعنی قوال ۱۲) سوم پرسیدند که آن کیست گفت آن شخصی که صورت احوال اینان را چنانچه هست بمن باز نماید والحق اگر بادشاه را چنین کسان بدست افتند پس صلاح درمیان خلق پدید آید آورده اند که آرد شیر بابک از بسکه تفحص حال گماشتگان ونزدیکان کردی کار بدانجا رسیده بود که هر روز با امرا ووزرا و عمال وسائر ملازمان گفتی که دوش حال تو برین منوال بود که چه خوردی وکجا خفتی و با که سخن کردی وچه گفتی مردم ازین سخن تعجب می نمودند ومیگفتند وی را فرشتگان خبر میدهند وآن نبود الا باعلام صاحب خبران ربا ے

صاحب خبران امین شاهان باشند (خبر دینا ۱۲) | مقبول دل جهان پناهان باشند
هم بر جگر ستمگران نیش زنند | هم مرهم زخم دادخواهان باشند

واگر بے اعلام صاحب خبر مهمے بموقف عرض رسد شرط آگاهی نیست که زود زود

حکم فرمایند چہ بزرگان گفتہ اند کہ حکم پادشاہ بمنزلۂ قضا و تقدیر می ماند کہ چون از عالم مشیت عزم عالم بشریت کند زور و منع آن ہیچ وجہ میسر نشود و احتراز و اجتناب ارادۂ الٰہی ۱۲ یکسوئی پرہیز ۱۲

ازان در حیز امکان نگنجد بیت

چو از کمان قضا و قدر رسد تیری	یقین کہ باز نہ گردد بہیچ تدبیری

پس شرط والیان خطۂ سلطنت و حامیان حوزۂ مملکت آنست کہ در امور مصالح جمہور بی حجتی قاطع و دلیلی ساطع و بی بینۂ روشن و برہانی واضح ہیچ حکم بامضا نرسانند و بے تامل و امعان دقت بر وایقان یروانہ ندہند کہ خردمندان فرمودہ اند قطعہ

نباشد پسندیدہ شرع و عقل	کہ بے بینہ شاہ فرمان دہد
کہ ہم چون مضای قضا حکم او	گہی جان ستاند گہی جان دہد

و شرط دیگر آنست کہ از روی گمان بیگناہان را در مضیق ضرر و معرض خطر نیفگنند کہ بیشتر گمانہا بہ وبال و بزہ باز گردد چنانچہ حق سبحانہ فرمودہ کہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ اگر کسی بمجرد گمان بی تحقیق و ایقان در مہمے حکم فرماید و آن گمان خطا بیرون آید خود را محل سخط و مظہر غضب آفریدگار ساختہ باشد نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ قطعہ

مکن کس را بباندک ظن باطل	عقوبت تا پشیمانی نیارد
کہ چون شک از یقین گردد ہویدا	پشیمان گردی و سودے ندارد

آوردہ اند کہ در روزگار قباد شہریار شخصے بویرانۂ در آمد شخصی دید افتادہ نیک در نگریست سرش بریدہ بود و ندو کارد بر سینہ اش نہادہ آن کس از

لہ البتہ بعضے گمان گناہ ہیں ۱۲ ۲ پناہ چاہتے ہیں ہم ساتھ خدا کے اس سے ۱۲

غایت تحیر مبہوت و بیہوش بماند مصرع

نی قوت استادن و نی قوت رفتن ۱۲ درہمین حال یکی از ملازمان حاکم آن
ولایت برسید آن صورت مشاہدہ کرد فی الحال اورا دست و گردن بستہ و کارد
پر خون از گردنش آویختہ بدر خانۂ حاکم آورد و واقعہ را تقریر کرد حاکم بانگ برزد کہ
این کس را چرا کشتی گفت ایہا الملک من بدین ویرانہ رسیدم و اورا کشتہ دیدہ
متحیر و متعجب گشتم در اثنای آن حال این کس مرا گرفتہ نزد شما آورد و من نہ از مقتول
خبر دارم و نہ از قاتل حاکم گفت گمان من آنست کہ تو اورا کشتۂ و بدین سخنان میخواہی
کہ از دست من برہی بیچارہ گفت ای ملک با من بگمان خود کار مکن کہ حق میفرماید
اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا گمان بجای یقین نمی نشیند حاکم گوش بسخن وے نکرد
فرمود تا بردارش کشند و ندا میزدند کہ وی در فلان ویرانہ کسی را کشتہ است جوانی
از نظارگیان پیش آمد و گفت ای جلاد چندان صبر کن کہ من پیش ملک درآیم و صورت
حال باز نمایم تعجیل منمای کہ این شخص بیگناہ است و خون بیگناہ ریختن عمل تباہ
جلاد توقف کرد و اورا پیش ملک بردند گفت ایہا الملک خونیکہ دران ویرانہ واقع
شدہ من کردہ ام آن کس دشمن من بود فرصتے یافتم اورا بکشتم و این جوان کہ اورا
سیاست فرمودۂ ازین حال بیخبر ست ملک تامل بسیار فرمود و نذر کرد کہ دیگر
بمجرد گمان حکم نہ کند پس آن جوان را محبوس ساختہ صورت حال بہ پادشاہ قباد
عرض کردند وی از علمای زمان پرسید گفتند اورا نباید کشت زیرا کہ اگر یکی را کشتہ
سبب حیات دیگری شدہ است پس قباد آن را طلبید و صورت حال از وے

۱۲ اے پادشاہ ۱۲

۱۲ الخ گمان بے نیاز نہیں کرتا حق سے کچھ ۱۲

پرسید و خلعت داده آزاد کرد و فرمود تا در وصایای وی نوشتند که بر پادشاهان لازم است
که خون مردمان بمجرد وهم و گمان نریزند قطعه

سیاستے بگمان رسم معدلت نبود	که تا یقین نشود خون کس نشاید ریخت
بهر دیار که حکم از ره گمان باشد	به زود زود بباید ازان دیار گریخت

آورده اند که یکی از ملوک بار عام داده بود و در بروی وضیع و شریف گشاده و اکابر
و اصاغر بدیدار همایونش بتبرک می جستند و دیده بگوهر تاج و فر فرخ افسرش منور
مے ساختند مصرعه

دیدن روی سلاطین دیده روشن میکند + پیری از میان قوم سخن آغاز کرد و گفت
هر که به لقای ملوک مستسعد گردد و هدیهٔ نفیس و تحفهٔ عزیز باید گذرانید و دست امکان من بدین خیره
که از جنس زر و نقره باشد نمیرسد اما از جواهر حکمت دری شاهوار دارم میخواهم که درین
مجلس نثار کنم پادشاه فرمود که بضاعت سخن در روزبازار لطف و کرم از جمله بضاعتها
رائج تر است بیار تا چه داری پیر فرمود که ای ملک میان شک و یقین چهار انگشت
بیش نیست هر چه بچشم ببینند به یقین حق بود انچه بگوش شنوده شود در حقیقت و بطلان
او شک و گمان مدخل دارد و شاید که باطل بوده باشد ع
شنیده کے بود مانند دیده + و چون فرمان شاه بهر چه فرماید نافذ است پس
در انچه حکم شود باید که از روی یقین وجود گیرد نه از راه گمان که اگر ناگاه آن گمان
مرتفع شود و یقین بنوعی دیگر روی نماید سبب بدنامی دنیا و وبال آخرت ست
ملک او را تحسین فرمود و این سخن بقبول تلقی نمود نظم

هر حکم که از سر یقین ست	آرایش ملک و زیب دین ست
حکمے که بناش بر گمان ست	آشوب دل و زیان جان ست

از حکیمے پرسیدند که سبب غفلت بعضی از ملوک چیست گفت سه چیز ست که پادشاه را از مملکت و رعیت بیخبر میگرداند اول شهوت و متابعت هوای نفس که هر که بسودای نفس و آرزوے وے در ماند پروای هیچکس و فراغت هیچ چیز ندارد (خواهش ۱۲) (خواهش ۱۲)

بیت

هر که از سودای شهوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد

مشهور ست که شخصے اسکندر را گفت تو پادشاهی و بغایت بزرگی زنان بسیار در عقد خود در آور تا فرزندان بسیار شوند و از تو یادگار ماند گفت یادگار من علم ست و نیکنامی و زشت باشد که کسے بر مردان غالب آمده باشد و به آخر زبون زنان گردد

فرد

برای یکدمه شهوت که خاک بر سر آن	زبون زن شدن آئین شیر مردان نیست

دوم از اسباب (اسباب دوم کی ۱۲) غفلت حرص باشد بر جمع مال و نهادن گنج و هیچ صفتی مر ملوک را ناپسندیده تر از حرص مال جمع کردن نیست زیرا که حریص در جمع مال پروای حرام و حلال نکند و غم ملک و رعیت نخورد بلکه نخواهد که غیر او را مال و منالی بود همه خود را خواهد و با این همه هنوز سیر نشود

بیت

کاسهٔ چشم حریصان پر نشد	تا صدف قانع نشد پر دُر نشد

آورده اند که زاهدے سلطانے را وصیت میکرد و گفت ای ملک حالا رعیت تو توانگر ند و تو پادشاه تو انگرانی پس اگر مال از رعیت بسیار بستانی محتاج شوند

وآن زمان تو پادشاه محتاجان باشی حکیم فردوسی فرموده مثنوی

اگر پادشه رائے گنج آورد	دل زیردستان برنج آورد
چو ناکام باید بدشمن سپرد	پس آن رنج را باد باید شمرد

پادشاهی را گفتند مال از رعیت بستان و در خزانه نه گفت خزانه به از رعیت نیست هرگاه میخواهم مال خود ازان خزانه برمیدارم سوم ازانها که غفلت آرد شراب خوردن ست و بلاهی و ملاعب میل کردن و پادشاه باید که از مستی بپرهیزد زیرا که چون مست شود از ملک و مال بخبر گردد و ملازمان بحبت آنکه او را غافل یافته اند هر چه خواهند با هر که خواهند بکنند بیت

بیخبر آن مرد که چیزے چشید	کش قلم بیخبری در کشید

و بسیار باشد که در مستی صورتے چند وجود گیرد و خللی چند وقوع یابد که در هشیاری تدارک و تلافی آن نتوان کرد قطعه

مست بودن نیست در آئین و پیشه ارباب ملک	شاه را در سلطنت آئین هشیاری خوش ست
شاه باشد پاسبان ملک مستی خواب خویش	پاسبان را خواب لائق نیست بیدار خوش ست

والحمد لله الملک التواب که این شاهزاده کامیاب دارائے ممالک آرائے فریدون نجابت سکندر تخت خورشید طلعت جمشید صولت قطعه

دعا به ۱۲

ابوالمحسن آن خسرو نامدار نام پادشاه ۱۲	که ناز د بدو مسند سروری
چو در معدلت ثانی سنجر ست	بدو داد حق مملکت سنجری پادشاهی ۱۲

لہ شکر خدائے پادشاہ توبہ کرنے والے کا ۱۲

برمقتضای فرمان لازم الاذعان تُوبُوا[1] اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوحًا قدم درعالم توبہ نہادہ و
باب استغفار بمفتاح وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ[2] کشادہ مضمون وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ[3] را بقبول تلقی نمودہ
وماننداللہ سیراب ساغر شراب برسنگ زدہ وچون سوسن آزادبدہ زبان کلمہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ[4]
خواندن آغاز کردوچہرۂ مبارکش کہ افروختہ جام مدام بود سیمای متعبدان گرفتہ وبروعدہ
وَسَقٰھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا[5] از ارتکاب شراب فجور کہ فی الحقیقۃ شراب غرور است
درگذشتہ این زمان درمجلس ہمایون بجاے گلبانگ مے خواران صداے دعاے
دینداران ست وعوض ہای ہوی مستان نغمۂ تکبیر[6] وتہلیل[7] خداپرستان فرد

بجاے نغمۂ نے صوت دلکش حفاظ	بجاے جرعۂ مے بادۂ محبت دوست

حق سبحانہ برکت توبۂ انابت آنحضرت رابروزگار کافۂ انام وبہ اصل دارادو ممنیت
این حالت بایام دولت حجستہ فرجام ایشان متواصل باد بالنبی وآلہ الامجاد

باب سی وچہارم درفراست

وآن شرط کلی باشد درحکومت وبراہل اختیار واجب ست کہ بعین بصیرت در
سوابق ولواحق[8] ہرحدوثیکہ واقع شود نظر کنند اگرآن واقعہ بغایت روشن وہویدا
باشد بدانچہ مقتضاے شرع وعدل ست بدان حکم فرمایند واگرسرآن نیک ظاہر
نیست بنور فراست درک آن باید کرد واعتماد برقول ناقلان نباید نمود وبزرگان گفتہ اند

[1] توبہ کرو خدا کی طرف توبہ خالص ۱۲ [2] بخشایش مانگ اپنے گناہ کی ۱۲ [3] رجوع کرو اپنے رب کی طرف ۱۲ [4] آمرزش چاہتا ہوں خدا سے ۱۲ [5] اور پلائی انھیں اُن کے رب نے شراب پاک ۱۲ [6] اللہ اکبر کہنا ۱۲ [7] لا الٰہ الا اللہ کہنا ۱۲ [8] نبی اور اُن کی اولاد بزرگ کی برکت سے ۱۲ [9] اگلی چیزیں ۱۲ [10] پچھلی چیزیں ۱۲

زیب حکومت بزیور فراست ست در خبر آمده که دو ضعیفه بحجکه حضرت سلیمان
علی نبینا وعلیه السلام رفتند و بر کودکی دعوی میکردند هر یک میگفت این از آن
من ست و هر دو از اثبات عاجز بودند سلیمان فرمود تا طفل را بشمشیر دو نیمه کنند
و هر ضعیفه را نیمی بدهند چون شمشیر برکشیدند یکی از ان دو ضعیفه بیقرار شد و
بگریست و گفت من از حق خود گذشتم او را مکشید و دران ضعیفه دیگر هیچ اثر ندید
نیامده بود سلیمان فرمود تا طفل را بدان زن دادند که بکشتن او راضی نشد چه فراست
اقتضای آن میکند که آن زن مادر وی بوده بجهت شفقتی که ازو ظاهر شد و فراست
نوریست که حق سبحانه و تعالی به بنده مومن عطا فرموده چنانچه مضمون این حدیث
که اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله برین معنی دلالت میکند و معنی حدیث آنست
که پرهیزید از فراست مومن که او بنور خدای در هر چیزی می نگرد پس هیچ بروپوشیده نماند
و مفسران درین آیت که ان فی ذلک لآیات للمتوسمین تو هم را بر تفرس فرود
آورده اند و فراست دو نوع ست فراست شرعی و فراست حکمی فراست شرعی
عبارت ست ازانکه بواسطه تزکیه نفس و تصفیه قلب حجاب قلب از عین بصیرت
مرتفع شود تا مومن بنور یقین بینا گردد و در هر که نگرد بفراست حقیقی بر احوال او

اطلاع یابد بیت

بلکه گر از دور نامت بشنوند	بر همه حالات تو واقف شوند

و در اخبار آمده که امام شافعی و امام محمد رحمهما الله در پیش حرم کعبه نشسته بودند

لہ ہمارے نبی پر اور آپ پر سلام ۱۲ سلہ ڈرو مومن کی فراست سے کہ البتہ وہ دیکھتا ہے نور خدا سے ۱۲ سلہ البتہ
اسمیں نشانیاں ہیں ڈھونڈھنے والوں کیلئے ۱۲

مردے از در مسجد در آمد امام شافعی فرمود کہ این مرد درویشی نماید امام محمد گفت آہنگر بہ نظر من درمی آید پس او را طلبیدند و از حرفۂ او پرسیدند و گفت من قبل ازین آہنگری میکردم و حالا درویشی میکنم و از ینجا صحت فراست این دو بزرگ معلوم مے شود قطعہ

ہر دل کہ منظر نظر کبریا بود	پیوستہ جلوہ گاہ کمال فراست ست
گو آئینہ بہ صیقل تجرید پاک ساز	آنرا کہ آرزوی جمال فراست ست

آوردہ اند کہ خواجہ بزرگوار قطب الاخیار خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ روزی در معرفت سخن میگفتند کہ ناگاہ جوانی بہ مجلس شریف ایشان در آمد بصورت زاہدان خرقہ در بر و سجادہ بر دوش در گوشہ نشست و بعد از زمانی سر بر آورد و برخاست و گفت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ سر این حدیث چیست حضرت خواجہ فرمود کہ سر این حدیث آنست کہ زنار ببری و ایمان آری جوان گفت نعوذ باللہ کہ مرا زنار باشد خواجہ بخادم اشارت فرمود تا خرقہ از سر آن جوان برکشید و زناری در زیر آن پدید آمد بیت

ضمیری کہ آن روشن ست از غبار	شود نقش غیب در و آشکار

جوان فی الحال زنار ببرید و ایمان آورد حضرت خواجہ فرمودند کہ اے یاران بیائید تا بر موافقت این نو عہد کہ زنار ظاہر ببرید زنارہاے باطن را قطع کنیم خروش از مجلسیان برآمد و در قدم خواجہ افتادہ تجدید توبہ کردند مثنوی

۱۲ یعنی علی الحق ۱۲ بطریق ۱۲ بناہ چاہتے ہیں ہم خدا سے ۱۲ لہ حدیث ترمذی میں کہ مومن کی فراست سے ڈرو وہ دیکھتا ہے نور خدا سے ۱۲

توبہ باشد چون پشیمان آمدن	بر درِ حق نو مسلمان آمدن
عام را توبہ ز کارِ بد بود	خاص را توبہ ز دیدِ خود بود
گفت پیری کاندرین رہ پیشواست	توبہ کن از ہر چہ آن غیرِ خداست

قسم دوم کہ فراست حکمیست چنان باشد کہ حکما بہ تجربہ آن را دریافتہ اند و دلیلہا آن را از شکل و ہیئت مشاہدہ کردہ و اغلب آن راست آید و حکمای زمان نوشیروان جہت وے در فراست رسالہ ساختہ بودند پیوستہ آن را مطالعہ کردی و از روی فراست حکم فرمودی آوردہ اند کہ روزی مردے کوتاہ بالا بہ مجلس مظالم نوشیروان درآمد و تظلم نمود کہ مردی ستم رسیدہ ام نوشیروان گفت دروغ میگوئی جہت آنکہ در علم فراست گفتہ اند کہ ہر کہ کوتاہ قامت بود ذخیرہ و پر حیلہ و مکر باشد پس این مرد بیداد گر ست نہ ستم یافتہ پس تفحص کردند آنچنان بود بیت

فراست دیدۂ دل بر کشاید	ہر آن حالے کہ باشد او نماید

در تواریخ مذکور ست کہ نوبت دیگر ہم مردی کوتاہ قامت در پیش نوشیروان داد خواہی کرد و گفت کسی بر من ستم کردہ است نوشیروان فرمود کہ کسی بر مردم کوتاہ بالا ستم نتواند کرد بلکہ او ستم کند و تو کوتاہ قدے گفت ای شاہ آن کس کہ بر من ستم کردہ است از من کوتاہ تر ست نوشیروان تبسم فرمود و داد بداد حضرت مرشد صمدانی میر سید علی ہمدانی قدس سرہ در کتاب ذخیرۃ الملوک فصلی از اقوال اہل حکمت در باب دلائل فراست آوردہ بخاطر فاتر رسید کہ تمام آن ہمان عبارت درین اوراق مثبت گردد تا حضرت سلاطین را دستور العمل باشد و این

کتاب نیز از برکت امام حقانی و علی ثانی زیب و زینت یابد فرد

دستهٔ گل چو بر گیاه بندند	زیور دیگرش بیفزاید

بدانکه حکما در مقالات خود گفته اند لون بیاض مفرد یا کبودی و سبزی چشم دلیل ست بر سخت روئی و بی شرمی و خیانت و فسق و ضعف عقل و رکاکت رای و اگر با این علامات باریک نرخ باشد و کوسج و تیز نظر و بهن پیشانی و بر سر موی بسیار وارد حکما میگویند که حذر کردن از چنین کس لازم ترست که از مار و افعی بد ترست دلائل موی حکما گفته اند که موی درشت میگون معتدل نشان شجاعت و صحت دماغ ست و موی نرم نشان بد دلی و ترسندگی باشد و برودت دماغ علت کم فهمی ست و بسیاری موی بر کتفها و اذن نشان جرأت ست و حماقت و بسیاری موی بر سینه و شکم نشان وحشت طبع و کند فهمی و میل بجورست زردی موی نشان حماقت ست و تسلط وزود خشم گرفتن موی سیاه نشان عقل و ادراک بود و دوست داشتن عقل موی متوسط میان سرخی و سیاهی نشان اعتدال صفات بود دلائل پیشانی حکما گفته اند که پیشانی فراخ که بروے خطوط یعنی چین و شکنج نباشد نشان خصومت و بلاهت و شغف و لاف و گزاف بود پیشانی باریک و نحیف نشان فرومایگی و خباست و عاجزی بود و پیشانی متوسط که بروے غضون باشد نشان صدق محبت و فهم و علم و هشیاری و تدبیر بود دلائل گوش گوش بزرگ نشان جهل ست لیکن صاحب آن را قوت حفظ باشد و تندخو بود در بعضے اوقات و گوش خورد نشان حمقی و دزدی بود و گوش معتدل نشان

اعتدال علامات ابرو دلائل ابروے ابرو بزرگ بسیار موی نشان درشتی بود در سخن ابروے کشیدہ تا نزدیک صدغ نشان لاف و تکبر بود و ابروے سیاہ متوسط در کوتاہی و درازی نشان فہم و دیانت باشد دلائل چشم بدترین چشمہا ارزق ست چشم کلان نیز نظر نشان حسودی و خائنی و بیحیائی و کاہلی بود و خمودت چشم و قلت حرکت آن نشان نادانے و کند فہمی بود و سرعت حرکت چشم و تیزی نظر نشان حیلہ و مکر و دزدی باشد سرخی چشم نشان شجاعت و دلیری بود و نقطہای زرد بر گرد حدقہ نشان فتنہ و شر انگیختن باشد و چون چشم متوسط بود میان بزرگی و خردی و سیاہی و سرخی نشان فہم و ہوشیاری و راستی و دیانت باشد دلائل بینی باریک بینی نشان مداہنہ و ملایمت و لینت باشد بینی کج نشان شجاعت بود بینی پہن نشان شہوت و دوستی بود فراخی سوراخ بینی نشان غضب باشد سطبری میان بینی با پہنی سر بینی نشان بسیار سخنی و دروغگوئی بود بینی متوسط در سطبری و باریکی و درازی و پہنی نشان فہم و عقل بود دلائل لب و دہن دہن فراخ نشان رای صواب و شجاعت ست و سطبری لب نشان حماقت و اعتدال لب با سرخی نشان رائے صواب بود دلائل دندان دندانہای کج و ناہموار نشان مکر و حیلہ و خیانت بود دندانہای کشادہ و ہموار نشان عدالت و امانت و تدبیر بود دلائل رخسارہ رخسارہ پر گوشت منتفخ نشان جہل و درشت خوئی بود و نزاری و زردی رخسارہ بی علت نشان خبث باطن و قبح سیرت بود و توسط این معنی نشان اعتدال بود دلائل آواز آواز بلند و سطبر نشان شجاعت بود آواز باریک نشان بدگمانی و توہم آواز معتدل نشان حسن

کفایت و تدبیر غنج در آواز نشان حماقت و کبر و کم فهمی باشد و دلائل سخن وقار در سخن نشان خوبیست و حرکت دست بوقت سخن گفتن نشان زیرکی و تدبیر بود و دلائل گردن گردن کوتاه نشان مکر و خبث بود گردن دراز و باریک نشان بیدلی و حماقت بود گردن سطبر نشان جهل و پر خوردن بود گردن متوسط نشان صدق و عدل و تدبیر بود و دلائل سینه و شکم شکم بزرگ نشان جهل و خساست و حمق و جبن و فتنه بود و لطافت شکم و سینه در اعتدال نشان حسن رای و صفای عقل بود و دلائل کتف و پشت عرض کتفین و پشت نشان شجاعت و خفت عقل بود و نزاری کتفین نشان قبح سیرت بود و سوء مذهب و دلائل کف انگشتان کف انگشتان دراز نشان زیرکی باشد و صفت و علامت تدبیر کارها و دلائل ساق غلظ ساق نشان نادانی و سخت روئی باشد و اعتدال آن نشان اعتدال حال بود ازین مقدار علامات فراست حکیم عاقل را در تفرس احوال خلق کفایت بود تا اینجا سخن صاحب ذخیره است و درین باب نکته دانستنی ست و آن چنان باشد که اوصافی که حکما بدین دلائل ذکر کرده اند برای عوام الناس و کسانی ست که در تبدیل اخلاق نکوشیده باشد و از صفات بهیمی نگذشته بمرتبهٔ انسانیت نرسیده و اگر کسی اخلاق و اوصاف خود را بسبب ریاضت و تلقین مشائخ یا تربیت و تقویت علما و اطلاع بر اخبار و آثار قدما بصلاح آورده باشد باوجود دلائل شر حکم بر شرارت او نتوان کرد چنانچه در اخبار یونانیان آمده است که حکیم الٰهی افلاطون بر بالای کوهی مسکن داشت و آن کوه یک راه بیش نبود و بر سر آن راه نقاشی نشانده بود و مقرر فرموده که هرگاه کسی خواهد که به صحبت من

آید اوّل صورت او را بکش و نزد من آر تا از دلائل هیئت او بر احوال او تفرس کنم اگر
دانم که لائق مجالست من ست بطلبم والا ملتفت وی نشوم پس هر کرا آرزوی ملازمت
حکیم بودی آن مصوّر صورت او را کشیده نزد حکیم مے برد او دران صورت تامل
کرده او را مے طلبید یا نادیده باز میگردانید روزی یکی از اکابر بیامد صورت او را
بر حکیم عرضه کردند فرمود که این کس لائق صحبت من نیست همین که این خبر بوے
رسید پیغام نزد حکیم فرستاد که انچه از اخلاق من بحسب فراست فهم کرده اید چنان
بوده اما من بریاضت همه را علاج کرده ام و تبدیل داده حکیم او را طلبیده بصحبت
خود معزز گردانید پس بکلی بنای کار بر دلائل فراست نباید نهاد و بذهن و ذکاے
خود نیز تصرفات باید فرمود به فیض الهام الٰهی که اَرْبابُ الدُّوَل مُلْهَمُون
باید بود قطعہ

بر دل پاک اهل دولت و دین	فیض الهام میرسد ز خدائے
در رهِ حق غلط نخواهد کرد	هر کرا نور راست راه نمائے

باب سی و پنجم در کتمان اسرار

یکے از آداب ملک داری پوشیدن اسرار ست و در افشائے امور ملکی خطرهائے
بیشمار ست در اخبار آمده ست که حضرت رسالت پناهی صلے اللہ علیہ وسلم در بعضے
سفرهائے خود را توریه فرمودے یعنی پوشیده داشتی بران وجه که لفظے بزبان گوهر فشان
راندی که دو هم مجتمع بطرفی از اطراف رفتی و آنحضرت بجانبی توجه نمودی که مخالف سخن

وی بودے واکابر سلف برین وجہ سلوک مے نمودہ اند خصوصاً در محاربات مثنوی

چنین باید آئین کردار تو	کہ کس رہ نیابد بر اسرار تو
سکندر کہ با شرقیان حرب داشت	درخیمہ گویند در غرب داشت
درین کار کس با تو انباز نیست	بجز تو ترا محرم راز نیست
اگر جز تو داند کہ رائے تو چیست	برآن رای و دانش بباید گریست

درین

وسخنی مشہور ست اُستُر ذَہبَک وَذِہابَک وَمَذہَبَک یعنی سہ چیز خود را پوشیدہ بایہ داشت اوّل مال خود را مستور باید داشت کہ اہل طمع بشمارند دوم سفر را یعنی از مقصد و راہ خود کسی را خبر نباید کرد کہ دشمنان در کارند سوم دین و معتقد خود را (یعنی جہان کا قصد ہو ۱۲) باکس در میان نباید آورد کہ غمازان و حسودان بسیارند بلکہ ہر سری کہ داری مخفی (چغلی کھانے والے ۱۲)

بہتر ست زیرا کہ محرم اسرار در عالم کمتر ست مثنوی

منہ سر خود با کسے در میان	کہ محرم نہ بینی ز اہل جہان
بگشتم در اطراف عالم بسے	ندیدم ز یاران محرم کسے

حکما فرمودہ اند کہ مالی کہ لضمیر آدمے از دو بیرون نیست یا نشان نعمت ست یا بیان محنت و این ہر دو پنہان (دل کی بات ۱۲) داشتنی ست اگر مواہب نعمت ست نہان باید تا چشم حسودان بران کار نکنند و از آفت اہل طمع ایمن ماند و اگر نوائب محنت ست ہم مخفی باید داشت تا دوستان را سبب ملال نشود و دشمنان را موجب شماتت (سختیاں ۱۲)

نگردد و درین معنی گفتہ اند قطعہ

تا توانی سر خود با کس مگوے	زانکہ آن سر شادی آرد یا ملال

ملہ چھپائو مال اپنا اور نہ سب اپنا ۱۲

اگر غمے باشد شود دلہا ملول	ور بود شادی رسد عین الکمال
پس درون خلوت اسرار خویش	ہیچکس رارہ مدہ در ہیچ حال

یکے از حکیمے پرسید کہ اگر مرا سرّے در خاطر خلجان کند با کہ گویم کہ آن را نیک نگاہ دارد و فاش نکند جواب داد کہ ہرگاہ سرّے کہ ترا با آن کارست خود نگاہ نتوانی داشت و ظاہر کنی کسی را کہ آن در کار نیست چرا نگاہ دارد و نگوید بیت

چون تو نتوانی کشیدن بار خود	یار اگر نکشد مرنج از یار خود

آوردہ اند کہ سکندر سرّی از اسرار خود با یکے در میان آوردہ بود و در محافظت آن مبالغہ کردہ ناگاہ آن سرّ از وی سر بر زد و بگوش اسکندر رسید اسکندر را حکیم بلیناس گفت عقوبت کسی کہ سرّ کسے فاش کند چیست حکیم گفت روشن تر ازین بفرمائے اسکندر فرمود کہ من با فلان کس سرّی در میان نہادم و او افشا کرد و من از و رنجیدہ ام و میخواہم کہ او را بسزا و جزای او رسانم حکیم گفت ای ملک از و مرنج و او را عقوبت مکن کہ سرّ خود را خود افشا کردہ با آنکہ سیر تو ترا مہم بود با آن نتوانستی کشید اگر دیگری تحمل آن بار نکند بعید نباشد قطعہ

سرّ خود را ہم تو محرم شو کہ محرم یافت نمیشود	ہمدم خود باش خود زیرا کہ ہمدم یافت نمیشود
دوستی یکرو سے و یکدل جستم از پیر خرد	گفت بگذر کانچہ میخواہی بعالم یافت نمیشود

باب سی و ششم در اغتنام فرصت و طلب نیکنامی

برہمرایای ضمائر خورشید مآثر اہل فطنت و اصحاب خبرت ظاہر و واضح ست کہ عمر

عزیز چون برق درگذار ست واوقات زندگانی چون موج بحار ناپائدار ہر ساعتے کہ میگذرد جوہر بے بدل ست قیمت آن بباید شناخت و ہر فرصتے کہ مرور میکند غنیمتے بی عوض ست آن را ضائع نتوان ساخت فرد

دمیکہ میگذرد ذان نشان مجوی دگرا	چرا کہ ایلچی عمر بے نشان گذرد

از زندگانی انچہ رفت باز آوردن آن از حیز امکان دور ست وانچہ ماندہ آن نیز در پردۂ غیب مخفی و مستور میان ماضی و مستقبل وقتیست کہ آن را حال گویند عمر خویش آن وقت را میباید دانست و کار خود را در آن حال میباید کرد قطعہ

فرصت غنیمت ست غنیمت شمار وقت	زان پیش کو برون رود از دست ناگہان
دل بر زمانہ کے نہد آن کس کہ عاقل ست	دانا بعمر خود نکند تکیہ بر جہان

پس در چنین روزگاری گذرندۂ اوقاتی ناپایندہ صاحب دولت کسی ست کہ باظہار آثار مکرمت و اجرائے انہار مرحمت نام نیک و ذکر جمیل یادگار گذارد کہ حیات ثابتہ عبارتست از نیکنامی قطعہ

اے طالب خلود و بقاؤ دوام عمر	باقی بذکر خیر بود نام آدمے
ہیچ ست قدر و حشمت و مال و منال و جاہ	چون عاقبت فناست سرانجام آدمے
ہر چند فکر میکنم از ہر چہ در جہان	نام نکوست حاصل ایام آدمے

آوردہ اند کہ بزرگے را در مجلس بادشاہی تعریف بسیار کردند از فصاحت و بلاغت و فضائل و معالی او بسی شرح دادند بمرتبہ کہ شوق پادشاہ بلقای او از سر حد بیان تجاوز کردہ باحضار او مثالی عالی ارزانی فرمود آن عزیز کہ بہ مجلس عالی

درآمد بعد از ادای سلام گفت که پادشاه را هزار سال بقا باد پادشاه گفت اول باری سخنی محال گفتی و این از فضل تو عجیب بود و از مثل تو غریب نمود جواب داد که حیات مردم نه همین در بقای بدنست همه کس داند که نهایت بقای آدمی زندگی ۱۲ بهزار سال نرسد اما چون نام نکو بعد از وفات حیاتی دیگرست غرض من آن بود که رقم نیکنامی آن حضرت هزار سال بر صحیفهٔ روزگار باقی ماند قطعه

کسی کو شد بنام نیک مشهور	پس از مرگش بزرگان زنده دانند
ولی آن را که بد فعل ست و بدنام	اگرچه زنده باشد مرده خوانند

و از همین مقوله ست این بیت بیت

سعدیا مرد نکو نام نمیرد هرگز	مرده آنست که نامش به نکوئی نبرند

یکی از بزرگان در رسالهٔ خود آورده که ایوان نوشیروان و طاق کسری اگرچه قیمتی دارد و در اطراف عالم بلند آوازه ست اما استعجاب نه در علو کنگره ست و نه در حسن غرفه بلندی ۱۲ و نیچره چه خشتی چند بر هم نهادن و دری چند در هم کشادن چندان کاری نیست نظارهٔ گاه عقل آنست که در زاویهٔ تنگ آن پیرزن تامل کند که در گوشهٔ ایوان شاهی واقع شده بود و خبر آن چنانست که وقتیکه ایوان کسری تمام شد و عمارت کاخ و منظره اش بسمت اتمام یافت نوشیروان جمعی از حکما و ندما را گفت نظر کنید که جھروکا ۱۲ درین عمارت هیچ عیبی و خللی هست تا بتدارک آن امر کنم ایشان بعد از نظر در اطراف و جوانب آن بعرض رسانیدند که ای ملک این عمارتی ست که در ارتفاعش نام برج ۱۲ کنگرہ ۱۲ زحل ستارہ ۱۲ کمر بندجوزا می کشاید و شرفهٔ رفیعش پای شرف بر سر ایوان کیوان مے نهد قطعه

چنین بنائے ہمایون فلک ندید بچشم	چنین عمارت عالی جہان ندارد یاد
نخست بارگہ اقبال باز کرد درش	دری ز خلد بروے جہانیان بکشاد

ہیچ خللے در ارکان این ایوان و ہیچ زللے در اطراف آن نیست الا آنکہ در گوشۂ ایوان
خانۂ ایست مختصر و کلبہ بس محقر دودی از روزن آن ویرانہ برمی آید و دیوار آن را سیاہ
و تیرہ میسازد اگر این صورت برطرف شود بغایت مناسب ست و چنین چشمۂ زخمے
ازین ایوان دفع کردن لازم و واجب نوشیروان گفت کہ این خانہ ملک پیرزنی ست
عمر گذرانیدہ و آفتاب زندگانیش بسر حد غروب رسیدہ من در وقتیکہ اساس این
ایوان می نہادم و معماران طرح آن میکشیدند این خانہ مالع بود ازانکہ سطح پیش
ایوان ہموار باشد کسی پیش پیرزن فرستادم کہ این کلبہ را بہر بہائی کہ خواہی بفروش
تا زر بدہم یا منزلے خوش تر ازین برای تو مہیا سازم پیرزن پیغام فرستاد کہ اے
ملک من درین خانہ متولد شدہ ام و بدین کلبہ مستانس گشتہ ہمہ عالم ملک تو میتوانم
دید تو این آشیانۂ محقر و ویرانۂ مختصر بریں گدای بینوا نمیتوانی دید من ازین سخن متاثر شدہ
دیگر ہیچ نگفتم تا وقتیکہ ایوان تمام شد ہر زمان دودی از روزنۂ او بیرون مے آمد و
دیوار ہا را تیرہ و دماغہا را خیرہ میساخت پیغام دادم کہ این دود چرا میکنی گفت برای
خود چیزے می پزم ہیچ نہ گفتم خوانی آراستہ با مرغے بریان برائے او فرستادم و گفتم کہ
اے مادر ہر شب خوانی با نواع اطعمہ برائے تو بفرستم تو درین کلبۂ تنگ آتش مفروز کہ از
دود آن ایوان ما سیاہ شود جواب فرستاد کہ در عالم چندین گرسنہ و فاقہ زدہ چشم گریان
و دل بریان باشند و من مرغ بریان خورم کے روا بود از آفریدگار خود مے ترسم کہ

بعد از ہفتاد سال کہ جو نیہ و کشکینہ حلال خوردہ باشم مرغ و لوزینہ حرام خورم این کلبۂ
مرا برقرار بگذار کہ زینت ایوان عدالت تست امرا چون بینند کہ تو از کمال عدالت
روا نمیداری کہ کلبۂ تاریک من از من بستانی دست تصرف بامالک رعایا دراز
نکنند و دیگر آنکہ ایوان تو دیر سال نخواہد ماند و قصۂ خانۂ من مدتہا بر صفحات اوراق
روزگار مرقوم و مسطور خواہد بود من این سخن را از و پسندیدم و بہمسایگی راضی شدم
آوردہ اند کہ پیرزن گاؤ کے لاغر داشت ہر صباح از خانہ بیرون کردی و بصحرا
بردی و شبانگاہ از صحرا باز آوردی و درین دو وقت آن گاؤ بر روی فرشہاے
ملون کہ در پیش دیوان ترکیب و ترتیب یافتہ بود میگذشت روزے یکی از ندما
گفت اے پیرزن این حرکت مکن کہ ناموس ملک رائے شکنی و اساس ہیبت
سلطنت را خراب میکنی عجوزہ جواب داد کہ ناموس ملک بظلم می شکند نہ بعدل و بنائے
سطوت پادشاہی بجہل خراب میشود نہ بعقل انچہ میکنم برای نیکنامی پادشاہ میکنم
و خوب فرجامی او می طلبم و الحق راست گفتہ زیرا کہ ازین صورت ہزار سال گذشتہ و
حکایت کلبۂ پیرزن و ایوان نوشیروان ہنوز در دفترہا مثبت ست و بر زبانہا

جاری

فرد

جزاے حسن عمل بُدکہ روزگار ہنوز	خراب مے نکند کارگاہ کسریٰ را

در کلمات منوچہر آمدہ کہ دنیا اعتماد را نشاید عاقل آنست کہ بر اقبال عاریۂ دل نہ بندد
و بداند کہ ہر کرا خدای پادشاہی داد حق آن نعمت بر و فرض گشت و حق آن چنان
کہ میان مصالح معاش و معاد جمع کند تا در دنیا نیکنام باشد و در عقبیٰ انجستہ فرجام

بافتوت همنشین شو با مروت یار باش	وانگهی از تاج و تخت خویش برخوردار باش

آورده اند که کیقباد مملکت خود را بقوت رای ثاقب ضبط کرد و نفسهای نیکو نهاد و از ماثر او یکی آن بود که شاعران و مداحان را دوست داشتی و گفتی نام بد و چیز باقی میکیان ۱۲ میماند یکی بمدح و دیگری بعمارت قطعه

گر نبودی نظم فردوسی چه دانستی کسے	بزم کیکاؤس و رزم رستم شیفند یار
گشت از نظم نظامی نام بهرامی بلند	شد ز شعر انوری اوصاف سنجر آشکار

آورده اند که سلطان محمود باغی ساخت چون روضهٔ رضوان دلکشا و مانند فردوس برین بهجت افزا از نزهت وصفا چون بوستان بهشت تازه و خرم و از غایت دوری بزمردی سبز ۱۲ طروت و نزهت رشک گلستان ارم نظم دوری برابی سے ۱۲

بسے گل شگفته بر اطراف باغ	برافروخته هر یکی چون چراغ
ریاحین دمیده براطراف جوے	صبا عطر بیز و هوا مشکبوے
درختش ز طوبے دلآویز تر	گیاهش ز سوسن زبان تیز تر

و پدر خود ناصر الدین سبکتگین را ضیافتے کرد که خوان سالار فلک بزمے بدان زیبائی ندیده بود و گوش زمان سماطی بدان آرائش نشنیده طعامهاے لذیذ که دستارخوان ۱۲ از موائد خلد برین نشان میداد حاضر کرد و شربتهای خوشگوار که از حلاوت فوق خوانها ۱۲ شراب طهور حکایت میکرد بنظر آورد مثنوی

ابا هاے نوشین عنبر سرشت	خبر داد از خورد هاے بهشت
ز مرغان فربه تو گوئی بساط	برآورد پر مرغ وار از نشاط

زلوز ینہا و زحلوائے تر	بہ تنگ آمدہ تنگہائے شکر

پس از فراغت طعام پسر از پدر پرسید کہ این نوع در نظر انور چہ نوع مے نماید ناظر الدولہ گفت جان پدر این باغ عظیم زیبا و روضۂ بغایت دلکشا ست اما از ارکان دولت و ملازمان حضرت ما ہر کس خواہد مثل این باغ تواند ساخت پادشاہان را باید کہ باغ چنان سازند کہ دیگری را مثل آن ساختن میسر نشود و میوہای آن در ہیچ بوستان بدست نیاید سلطان فرمود کہ آن کدام باغ تواند بود جواب داد کہ آن نہال تربیت و احسان در بوستان فضلا و حکما و شعرا نشاندن تا ثمرۂ حاصل کنی کہ سردی زمستان و گرمی تابستان دران تصرف نتوان کرد

نظامی عروضی گفتہ است نظم

عمارتہائے عالی ساخت محمود	کہ ہر یک ہمسر چرخ برین بود
نہ بینی زان ہمہ یک خشت بر پائے	ثنای عنصری ماندست بر جائے

وہم برین نمط قطعہ مشہور ست قطعہ

نوشیروان عمارت باغی خیال داشت	بوزرجمہر گفت کہ اے شاہ کامران
آب و زمین مملکت اکنون بدست تست	باغے بساز بر طرف جویبار آن
بیخے نشان کہ دولت باقیت بر دہد	کین باغ عمر گاہ بہار ست و گہ خزان

پھل ۱۲

باب سی و ہفتم در رعایت حقوق

ادائے حقوق بر دست ہمت کافۂ بریت عموماً و ارباب دولت و اصحاب قدرت

خصوصاً لازم ست چہ این معنی بر طہارت ذات ولطافت صفات وعلو نسب
وسمو حسب دلیلی ظاہر وحجتی باہر ست وبعد از ادای حق نعمت الٰہی ادائے
حقوق شفقت والدین باید نمود کہ حق سبحانہ تعالےٰ برضای خود را برضائے
ایشان بازبستہ چنانچہ در حدیث قدسی ہست من رضی عنہ والداہ فانا عنہ راض
یعنی ہر کہ پدر و مادر از و خشنود باشد من از و خشنود باشم واحسان کردن با ایشان
بعبادت خود قرین ساختہ است کہ وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین
احسانا تا حکم کرد پروردگار تو کہ نہ پرستید مگر او را و نیکوئی کنید با پدر و مادر و مقرر ست
کہ خشنودی پدر ہم در دنیا موجب دولت ست وہم در آخرت سبب نجات وسعادت

مثنوی

چو ہرمز زپرویز خوشنود بود	بسے دولت وحشمتش رو نمود
چو شیرویہ تعظیم خسرو نکرد	از و باد نکبت برآورد گرد

آوردہ اند کہ مالک دینار رحمۃ اللہ سالی بحج رفتہ بود چون مردم از عرفات باز
گشتند شبانہ مالک در خواب دید کہ دو فرشتہ از آسمان فرود آمدند یکے از ان
دیگرے را پرسید کہ امسال حج کہ پذیرفتہ شد جواب داد کہ حج ہمہ حاجیان بدرجۂ
قبول رسید الا حاج احمد بن محمد بلخی کہ این ہمہ راہ آمدہ ومشقت سفر اختیار کردہ
واو را از قبول حج محروم ساختہ اند مصرع بیچارہ کسے کو شود از کوے تو محروم
مالک بیدار شد واز ان اندیشہ تا روز خواب نکرد علی الصباح برفت وقافلہ خراسان

لہ جس سے راضی ہوں اُسکے ماں باپ تو میں اُس سے خوش ہوں ۱۲ سہ اور حکم کیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو مگر اُسی کو اور
ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو ۱۲ سہ نام کوہ ۱۲

راپیدا کرد و در میان قافله میگردید و احمد یلخی را می طلبید ناگاه بخیمهٔ بزرگ رسید دید که
دامن خیمه برانداخته اند و جوانی زیبا روی پلاسی پوشیده است و بند بر پای و غلی
بر گردن نهاده چون چشمش بر مالک افتاد سلام کرد و گفت ای مالک آن جوانی که
در خواب دیدی که حج او قبول نکرده اند منم و این پلاس و غل و بند نشانهٔ محرومی
من ست مالک گوید متحیر شدم و گفتم الله اکبر ترا چنین ضمیر روشن و دل صافی ست
هیچ ندانسته که این محرومی تو چرا ست گفت آری جهت آنکه پدر از من ناخشنود ست
گفتم پدر تو کجا ست گفت درین قافله ست گفتم کسی با من بفرست تا نزد پدرت
روم شاید که بشفاعت او را از تو خشنود گردانم کسی با من فرستاد تا نزدیک وی
رسیدم دیدم سائبانی زده فرشهای ملوکانه انداخته و پیری خوش محاوره بر کرسی
نشسته و مردم بسیار در پیش وی صف کشیده فرا پیش رفتم و سلام کردم جواب
داد گفتم ای شیخ ترا هیچ پسری هست گفت آری ناخلف که من ازوی راضی نیم
گفتم اے پیر میدانی که امروز نه وقت آنست که کسی از ارکسی در دل نگاه دارد
امروز روز بخشیدن مظالم ست بجل کردن خصمان نشاید که تو فرزند خود را بعذاب
مبتلا سازی و من مالک دینارم و دوش چنین بخواب دیده ام و نزد تو آمده خدا
و رسول را بشفاعت آورده ام تا از سر گناه وی در گذری و او را بجل کنی
پیر چون این سخن بشنید برخاست و گفت اے شیخ نیت نداشتم که هرگز از وے
خوشنود شوم اکنون تو مرد عزیز آمدی و شفیع بزرگ آوردی قبول کردم و از سر
گناه او در گذشتم و دلم با او خوش شد مالک گوید پیر را دعا و ثنا گفتم و روی بخیمهٔ جوان

آوردم تا او را بشارت دهم جوان را دیدم خل از گردن برداشته و بند از پاے برگرفته و لباس از بر بیرون کرده و جامۂ پاکیزه پوشیده از خیمه بیرون آمد چون چشمش بر من افتاد گفت ای مالک جزاک اللہ خیرًا خدا ترا جزاے خیر دهاد که میان من و پدر صلح افگندی و ببرکت خوشنودی حج مارا نیز رقم قبول درکشید

مثنوی

آنکه تنت پارهٔ از جان اوست	قطرهٔ از چشمهٔ حیوان اوست
خدمت او کن که بجاے رسی	برگ دهش تا بنوایے رسی

سامان ۱۲ کوشه ۱۲

و دعاو خشنودی مادر زیاده از پدر نتیجه میدهد و زود تر اثر میکند در حدیث آمده که بهشت در زیر قدمهاے مادران ست یعنی هرکه ایشان را خدمت کند و حق گزاری شفقتهاے ایشان بجاے آرد به بهشت رسد بیت

جنت که رضاے مادران ست	اندر تهِ پاے مادران ست

و دیگر حقوق ذوی القربی رعایت باید کرد و صله رحم بجاے باید آورد و آن از جمله واجبات اسلام ست و صله رحم در عمر بیفزاید و روزی را فراخ گرداند و در احادیث قدسیه هست که من رحمانم و اشتقاق رحم از اسم من ست هرکه آن را پیوند کند من او را برحمت خود واصل گردانم و هرکه آن را ببرد از رحمت خودش منقطع سازم آورده اند که حق سبحانه وحی کرد بموسی علی نبینا و علیه السلام که با قرباے خود نکوئی کن موسی علیه السلام گفت الٰهی چه کنم که موافق رضاے تو باشد خطاب رسید که احسان نمای با ایشان اگر غائب اند بسلام و دعا و اگر حاضر اند بافقیران

صاحبان قرابت ۱۲ پیوندی ۱۲ بگذار ۱۲ لطایف حکایات نبی او در گذرنیز سلام ۱۲

بصلہ رحم و عطا و با تو انگران بزیارت و ثنا بیت

برخویش کشادہ کن رہ وصلت خویش	تا از ہمہ بیش باشی و از ہمہ پیش

و دیگر حق اُستاد و معلم ست ہر کہ حق اُستاد و معلم بداند و حرمت ایشان بجای آرد در دنیا و عقبے برخوردار گردد گفتہ اند حرمت اُستاد سیرت اوتا دست و اوتاد جمعی از اولیا باشند کہ قیام عالم ببرکت وجود ایشان باز بستہ است نظم

فرامش مکن حق اُستاد علم	کہ بر ہمت اوست بنیاد علم
اگر دولت مہر اُستاد نیست	بدست اُمید تو جز باد نیست
مر اُستاد را ہر کہ محکوم شد	بسی بر نیاید کہ مخدوم شد

دیگر حق آنہا کہ قرب و جوار ثابت دارند یعنی منازل ایشان در حوالے قصر و باغ و درگاہ و بارگاہ واقع شدہ و در حدیث آمدہ کہ ہر کہ بخدای و روز قیامت ایمان دارد گو ہمسایۂ خود را اگرامی دارد گرامی داشتن آنست کہ بدان مقدار کہ مقدور باشد نفع بدو رسانند و ضرر خود و ضرر دیگران از و باز دارند و اگر درویش و بینوا بود پیوستہ از احوال وی استفسار نمایند آوردہ اند کہ درویشی در ہمسایگی تو انگری خانہ داشت روزی کودکی از خانۂ تو انگر بخانۂ درویش آمد دید کہ آن درویش با عیال و اطفال خود طعام مے خورد آن کودک زمانے ایستاد و میل طعام داشت کسے او را مردمی نکرد او گریان گریان باز گشت و بخانۂ خود باز آمد پدر و مادر از گریۂ متالم شدند و سبب پرسیدند گفت بخانۂ ہمسایہ رفتم و ایشان طعام میخوردند و مرا ندادند پدرش فرمود تا طعامہاے گوناگون حاضر کردند چنانچہ طریقہ کودکان بدخو

باشد میگریست و می گفت که مرا ازان طعام که در خانهٔ همسایه میخورند میباید داد
پدر در ماند و بدر خانهٔ همسایه آمد و او را بیرون طلبید و گفت اے درویش چرا باید
که از تو بمارنجی رسد درویش گفت حاشا که از من رنجی بشمار رسد تو انگر گفت رنجی
ازین بدتر چه باشد که پسر من بخانهٔ تو آید و تو با کسان خود طعام خوری و او را ندهی
تا گریه کنان باز گردد و حالا هیچ چیز آرام نگیرد و طعام شمامی طلبد درویش زمانے
سر در پیش افگند و گفت اے خواجه در ضمن این سر نیست از من مپرس که
میان ۱۲
پردهٔ من دریده میشود قطعه

اے که بر مرکب تازنده سواری هشدار	که خر خارکش سوخته در آب و گل ست
آتش از خانهٔ همسایهٔ درویش مخواه	کانچه بر روزن او میگذرد دود دل ست

خواجه مبالغه کرد که سر خود را باز گوی گفت بدانکه آن طعام که میخوردیم بر ما حلال
بود و بر پسر شما حرام نخواستیم که طعام حرام بدو دهیم خواجه گفت سبحان الله طعامی
هست در شرع که بر یکے حلال باشد بر دیگری حرام درویش گفت که در قرآن
نخوانده که فمن اضطر فی مخمصة هر که در مانده بیچارگی و تنگدستی مردار بر وحلالست
پس جو کوئی ناچار رہ جائے در ماندگی مین ۱۲
و بر آنکه در مانده نباشد حرام بدانکه سه روز بود که عیال و اطفال من طعام نخورده بودند
و هیچ نوع چارهٔ آن نمیتوانستم کرد امروز در فلان ویرانهٔ دراز گوشی مرده دیدم قدرے
گوشت ازوی ببریدم و آوردم و طعامی پختیم و میخوردیم که کودک شما در آمد صورت
حال این بود که بسمع شما رسید بیت

تراشب بعیش و طرب مے رود	چه دانے که بر ما چه شب می رود

خواجہ کہ این سخن بشنید بسیار بگریست و گفت واویلاہ اگر حضرت خداوند تعالیٰ روز قیامت با من عتاب کند کہ در ہمسایگی تو چنین صورتی بود تو از حال ہمسایہ پیغمبر بودی چہ جواب دہم پس دست درویش بگرفت و بخانۂ خود آورد و از نقد و متاع کہ داشت یک نیمہ بوے داد شبانہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم در واقعہ دید کہ او را میگوید اے خواجہ بدان شفقت کہ با ہمسایہ کردی گناہانت آمرزیدہ شد و در مال تو برکت پدید آمد و فردا در بہشت ہمنشین من خواہی بود شعر

دستگیری گر کنی ہمسایۂ درویش را	باپیمبر در جنان ہمسایہ بینی خویش را

و چون دار السلطنۃ مر پادشاہ را بمنزلۂ خانہ است پس ہر بینوا و محتاجیکہ در آن شہر باشد ایشان را حق جوار ثابت ست و سلطان را از حال ایشان باخبر بودن واجب و این خبر مشہور ست کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام در سالہاے قحط بوقت آنکہ در مصر پادشاہ بود ہر روز ضعیف تر و نزار تر شدی سبب این حال از وی پرسیدند جواب نداد بعد از آنکہ بسیار الحاح کردند گفت مرضے دارم نہانی حکما گفتند شما مرض را تقریر فرمائید تا بمعالجہ مشغول شویم گفت ہفت سال ست کہ بر مسند پادشاہی متمکن شدہ ام و زمام اختیار رعایاے مصر بدست تصرف من باز دادہ اند و درین مدت نفس من در آرزوی آنست کہ او را از نان جو سیر گردانم و نکردہ ام گفتند این مشقت چرا میکنی گفت مواقفت محتاجان و گرسنگان میکنم و می ترسم کہ یک کس شبی در ولایت مصر گرسنہ باشد و من آن شب سیر باشم مرا بقیامت گرفتاری بود شیخ العالم در قحط بخارا فرمودہ اند

رباعی

ای کردہ شکم سیر ز انواع طعام — یاد آر ازان گرسنۂ بی آرام
تو شب ہمہ شب بخواب و او نالہ کنان — خود گو کہ چنین روا بود در اسلام

گویند ملک صالح از ملوک شام شبہا با یک غلام بیرون آمدی و در مساجد و مقابر و مزارات بگشتی و احوال ہر کس تفحص نمودی شبی در زمستان می گشت بمسجدی رسید درویشی را دید کہ از برہنگی بے لرزید و میگفت الٰہی پادشاہان دنیا نعمت ترا سرمایۂ حظوظ نفس و ہوا ساختہ اند و از احوال ضعیفان و محتاجان غافل شدہ اگر ایشان فردائے قیامت در بہشت خواہند بود بعزت و جلال تو کہ قدم در بہشت نخواہم نہاد ملک صالح این سخن را استماع فرمودہ بمسجد در آمد و جامۂ بابدرۂ درم پیش درویش نہادہ بگریست و گفت شنیدہ ام کہ درویشان پادشاہان بہشت خواہند بود امروز کہ ما پادشاہیم با شما از در صلح در آئیم فردا شما پادشاہ باشید در خصومت ما مکشائید و نظر حمایت از ما باز مگیرید مثنوی

من امروز کردم در صلح باز	تو فردا برویم مکن در فراز
من آنکس نیم کز غرور و خشم	ز بیچارگان روی در ہم کشم
تو ہم با من از سر نبخوی نشت	کہ تا سازگاری رود در بہشت

دیگر رعایت حقوق مہمانان لازم ست چہ مہمان ہدیہ باشد از نزدیک خدای و در حدیث آمدہ کہ ہر کہ بخدای ایمان دارد و روز قیامت نیز گو مہمان را گرامی دارد و اکرام مہمان آنست کہ او را عزیز دارند و با او نوعی سلوک نمایند کہ سبب آبروئے

وی شود و هر چه تواند از تکلفات بنسبت وی بجاے آرند قطعہ

چون مشرف شوی بمہمانے	هر چه داری فدای مہمان کن
در ره مردمے و دلداری	هر چه دلخواه او بود آن کن

حکما گفته اند در مہمان منگر که کیست در کرم خود نگر که مقتضاے حبیبیت حکایت مشہور ست که طلحة الطلحات[1] را واقعه افتاد که تنہا به قبیله نبی قیس نزول کرد رسید قبیله مالک بن عوف بود او را نشاخت و بر بزرگی و شرف او اطلاع نیافت در مہمانداری و اکرام او تقصیر واقع شد طلحه آن جام زهر مذلت را تجرع کرد و آن بارگران را بقوت کرم جبلی و غرسب و نسب تحمل نمود چون از آن قبیله رحلت کرد مالک را معلوم شد که مہمان چه کس بوده بغایت شرمنده شد و از روے اعتذار بوی رقعه نوشت و از عقب فرستاد مضمونش آنکه شمار انشناختم و اسباب خدمتگاری بروجے که لائق خدام باشد مہیا نساختم این زمان دل ازین معامله ریش ست و سر ازین خجالت در پیش فرد

چگونه سر ز خجالت برآورم (یعنی) از پیش	که خدمتے بسزا بر نیامد از دستم

توقع آن دارم که از تقصیری که واقع شده مرا معذور (معاف) داری و چون شیوه کرم تو مقتضاے قبول عذر خواہان ست این خطا از من درگذاری بیت

اگر در خدمتت تقصیر دارم	به فضل شامل امید وارم

طلحه جواب نوشت که انچه بمن توقع کرده از قبیل عذر و غدغه (یعنی اندیشه) مکن که مروت من

[1] طلحة الطلحات لقب طلحه بن عبد الله بن خلف خزاعی ۱۲ [2] گھونٹ گھونٹ پینا ۱۲ [3] پیدا (یعنی) ۱۴ [4] عذر کرنا ۱۲

اقتضاے آن میکند کہ ہزار چندین گناہ را بیک عذر خواہی درگذرانم بیت

چون پرتو عذر از افق روے نمود	ناپیدہ شدہ چو سایہ ہر جرم کہ بود

اما آن سخن کہ ترا نشنا خصم سخنے ناہموار تا مستقیم ست واز شیوہ کرم دور رجعت آنکہ در مہمانی رسوم اعزاز واکرام باشراف واعاظم مخصوص داشتن قضیۂ مروت وشیمۂ اہل فتوت نیست شرط میزبانی آنست کہ چون آفتاب بر ہمہ کس یکسان تابد ومانند باران بر ہمہ جا بیک طریقہ بارد اگر مہمان مردے بزرگ ست حق بزرگی او بجاے آوردہ باشد واگر فرومایہ بود احسان واکرام خود ظاہر کردہ چہ تقصیر در خدمت بزرگان موجب ندامت وواسطۂ خجالت ست وتفضیل در بارۂ نامستحق سبب بدنامی وپشیمانی نیست ودر ہمین معنی گفتہ اند قطعہ

میہمان را عزیز باید داشت	از رہ مردے وجوانمردی
گر بزرگ ست ولائق خدمت	خود حق او بجاے آوردی
در بود سفلہ کس نخواہد گفت	کہ چرا با وی این کرم کردی

جمعی بزرگان بودہ اند کہ در بارۂ خصم خود رعایت مہمانداری نمودہ اند چنانچہ در تواریخ مسطور ست کہ در کرمان ملکی بود بغایت سخی ومہماندار پیوستہ در مہمان خانۂ او کشادہ بود وخوان احسان او برای خاص وعام نہادہ ہر کہ بشہر او آمدی بر سفرہ کرم او نان خوردی وتا در آن شہر بودے وظیفۂ چاشت وراتبۂ شام از ضیافت خانہ وی بردی وقتے عضد الدولہ لشکر کشیدہ قصد تسخیر ولایت کرمان کرد تا ملک طاقت حرب وی نداشت سجصار در آمد ہر روز لشکر عضد الدولہ بدر

حصار آمدندی و جنگ سخت کردندی و هر شب ملک کرمان آن مقدار طعام
که لشکر عضد را کفایت بودی فرستادی عضد پیغام داد که روز حرب کردن و
شب نان دادن چه معنی دارد جواب فرستاد که جنگ کردن اظهار مردیست
و نان دادن وظیفهٔ مروتی ایشان اگرچه دشمن اند ما غریب بشهر و ولایت من اند از
مروت نباشد که ایشان در منزل من نان خود خورند عضد الدوله بگریست و گفت
کسی را که چندین مروت باشد باوی حرب کردن از بی مروتی ست لشکر باز گردانید
و تعرض وی بار ثانی نکرد فرد

مردمی کن بجای دشمن و دوست	کز مروت زیان نکرد کسی

و شرطی دیگر در مهمان داری آنست که اگر از مهمان جریمه صادر شود یا قبل ازین
خطائی واقع گشته باشد چون از خوان احسان او نوالهٔ تناول نماید از سر آن گناه
در گذرد چنانچه منقول ست که سی صد امیر از دشمنان معن بن زائده نزدیک او
آوردند او خواست که بسیاست ایشان حکم فرماید کودکی از میان اسیران
برخاست و گفت ای امیر بخدای سوگند بر تو که مرا آب دهی و تشنه نگشی معن
فرمود تا جام آب بدست آن کودک دادند دیگر گفت ای امیر قوم من تشنه اند اگر
من آب خورم و ایشان نخورند از مروت دور باشد و اگر آب نخورم تشنه مانم البته
چون سیاست خواهی کرد همه را آب ده بفرمود تا همه را آب دادند و چون همه آب
آشامیدند کودک برخاست و گفت ای امیر ما همه مهمان تو شدیم و اکرام ضیف
واجب ست و مهمان را کشتن رسم اهل کرم نیست معن از فصاحت وی متعجب شد

وہمہ اسیران را آزاد کرد و ہم بدین نوع حکایتے آوردہ اند کہ یکے از امرا مبلغی مال
در ذمہ کسی داشت و آن کس در ادای آن مماطلت می نمود او را بہ محصل سپرد کہ
آن مال از وے بستاند محصل او را بخانہ خود بردہ نشید دمی نمود آن کس تضرع
ہر چہ تمامتر التماس کرد کہ مرا نزد امیر برد کہ سخنے واجب العرض دارم بخدمت وی
تقریر کنم محصل را بر و رحم آمدہ او را بخانہ امیر آورد قضا را خوان کشیدہ بودند
محصل بر سر خوان بنشست و آن مرد را نیز با خود بر سر خوان نشانید چون
طعام خوردہ شد امیر را چشم بر ان کس افتاد محصل را گفت چون این مرد مہمان
باشد و از خوان ما نان تناول نمود او را رنجانیدن مروت نباشد من آن مال
را بوے بخشیدم بگذار تا برود قطعہ

اندر آئین میہمان داری	حرمت میہمان بباید داشت
بر لب جوئبار مہمانی	جز نہال کرم نشاید کاشت

دیگر رعایت حق سائلان از لوازم ست اگر بتعریض خواہند یا بتصریح و حرمان
ایشان بقول حق سبحانہ کہ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ منہے عنہ است و در حدیث
آمدہ کہ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَاِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ ہر سائل را حقیست و اگر چہ بر اسپے
سوار باشد و این مبالغہ برای آنست کہ تا حق سوال ضائع نشود و در کلمات
عیسوی عَلَیْہِ السَّلَام اللہ عَلٰی مَصْدَرِہٖ آمدہ کہ ہر کہ سائلی را نا امید گرداند یک ہفتہ
فرشتگان رحمت در منزل وے نہ روند و سلطان ابراہیم ادہم قدس سرہ در

لہ لیکن سائل کو جھڑک ۱۲ سے سائل کے واسطے حق ہے اگر چہ آئے گھوڑے پر ۱۲ سے سلام اللہ کا اُس کے صادر کرنے والے پر ۱۲

زمان سلطنت خود میفرمود که نیکو دوستانند این سائلان که بدرهای خانهٔ ما می آیند که هیچ دارید که بما دهید تا برای شما برداریم و بسرای آخرت بریم و آنجا ده برآن تسلیم شما شود قطعه

گر شادی هر دو کون آرزوست	باحسان دل شائلان شاد کن
ور آزادیت باید از هر بلا	فقیرے ز بند غم آزاد کن

دیگر حق درخواست شفیعان رعایت باید کرد چه مقرر ست که شفاعت سوالیست بزبان تضرع والبته شفیع یکی از اشراف واعیان خواهد پس احترام کلام این نوع مردم فرمودن وسخن ایشان که دربار عفو تجاوز از گناه مجرمان گویند شنودن عادت اهل سعادت باشد آورده اند که یکی از اکابر دربار مجرمی نزد مقتضد خلیفه شفاعت کرد مقتضد گفت این کس را گناه عظیم ست آن عزیز گفت من هم گناه عظیم را درخواست میکنم چه از سرگناهان خرد بے شفاعت بیتوان گذشت خلیفه را خوش آمد وشفاعت او را قبول کرد و آن مجرم را ببخشید و فرمود که اگر کسی شفاعت کند برین نوع باید کرد

بیت

آن را که چنین شفیع باشد	قدرش همه جا رفیع باشد

در نگارستان آورده که خداوندان قدرت را عفو کردن از خطاهاے زیردستان نشان رفعت قدر ست و علامت همت بلند و سخن شفیع بهانه ایست که سبب ظهور مرحمت ایشان گردد آورده اند که یکے را بخیانتی موسوم کردند قصهٔ او را در محکمهٔ والی ولایت بعرض رسانیدند بحبس او اشارت فرمود و مدتی مدید ذکر آن

محبوس از صفحات ضمائر محو شد هیچکس از و یاد نکرد بزرگی دران روزگار بمزید حق گذاری و فرط وفاداری مخصوص بود و با محبوس محبتی داشت بوالی رقعه نوشت مضمون آنکه درگذشتن از زلات مجرمان و مزلات اقدام ایشان از وظیفهٔ مراحم اهل اختیار و عواطف ارباب اقتدار است و آن فقیر محبوس درماندهٔ ایست بمحنت گرفتار گشته و نزدیک بهلاکت رسیده و میدانم که کرم عمیم آن جناب در خلاص گرفتاران بهانه جوییست اگر دامن عصمت آن زندانی از لوث این جریمهٔ پاک ست بخلاص و نجات او اشارت عالی ارزانی باید داشت و اگر غبار گناهی بر جیب طهارت او نشسته ست بآب عفو و کرم بباید شست و اگر غیر ازین دو معنی صورتی دیگر هست گناه او را بشفیعان باید بخشید قطعه

بجود شامل و انعام عام بر همه کس	تراست فضل چو خورشید فیض چون باران
منه در آتش اندیشه بیگناهان را	بآب عفو بشو نامهٔ گنهکاران
دگر چرا بین وصفت هست حالتی دیگر	بود برای چنین کس شفاعت یاران

چون رقعه بوالی رسید و بر آن لطف مقالت و حسن شفاعت اطلاع یافت در جواب نوشت که بیت

آن را که ز روی لطف درخواست کنی	کارش بصلاح آری و راست کنی

بوساطت شفاعت آن عزیز مشفق و شفیق صادق که از ریاض کلماتش روایح مهر و وفا میدمید و از مقالاتش لوامع صدق و صفا می درخشید از سر جرم کرده و ناکرده او درگذشتیم و عنان انتقام از صوب گناه او معطوف ساخته از مهلکه حبس آزاد کردم

بیت

بفرمانت توان از جان گذشتن	زجرم کس چرا نتوان گذشتن

مقرر ست که شفاعت را در اجرای حدود شرعی مدخلی نیست بلکه شفاعت دران باب از اهل ایمان و امانت و ارباب دین و دیانت نیاید و در قرآن مجید آمده که وَلَا تَاخُذْكُمْ بِهِمَا رَافَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ[1] باید که در حدود الٰہی شفقت و مهربانی شما را در نیاید و در سیاست طمغاج خانی مذکور ست که جوانی را به تهمت دزدی گرفته نزد وی آوردند بغایت صاحب جمال آراسته بزیب خط و خال ابداع ربانی به صیقل صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ[2] آئینه رویش را جلا داده و مصور صنع الٰہی صفحه رویش را بالقلم زیبا رقم لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِي اَحْسَنِ تَقْوِيمٍ[3] چهره کشائی کرده

هر چه بر صفحه اندیشه کشد کلک خیال	شکل مطبوع تو زیباتر ازان ساخته اند

بادشاه فرمود تا بر سر چهار سوی شهر دست او ببرند ارکان دولت فغان در گرفتند و اعیان حضرت بیکبار عمامها[4] از سر برگرفتند[5] که ای ملک از سر گناه این جوان درگذر و سیاست او را بشفاعت ملازمان دیرینه موقوف فرمای ملک فرمود که مرا درین مهم مدخلی نیست خدای تعالیٰ فرمود که دست دزد ببرید گفتند ای ملک چنان دستی که او دارد بریدن حیف ست و ما را بران دست رحم می آید گفت شما را بر دست نازک دزد نباید گریست در دل پر خون صاحب کالا[6] نظر باید کرد تا این غم بر دل

---

[1] اور نہ تمکو اُن دونوں پر مہربانی دین خدا میں ۱۲ [2] نقشہ کھینچا تمہارا پھر اچھی صورتیں بنائیں تمہاری ۱۲ [3] ہر آئینہ پیدا کیا ہمنے انسان کو اچھی صورت میں ۱۲ [4] سرداران ۱۲ [5] دستارہا ۱۲ [6] اسباب ۱۲

شما سهل گردد یکے دیگر رعایت حق کسی ست که اندک آشنائی داشته باشد یا
روزی خدمت ریزه کرده واگرچه این وسیله بغایت اندک ست اما نظر کرم آن
را بزرگ می سازد تا بدان بهانه فقیری را بنوازد آورده اند که شخصی خانهٔ
شخصے بکرایه ستانده بود روزی چند آنجا بسر برده ناگاه ازان خانه بیرون رفت
وازان شهر سفر کرده بولایت دیگر افتاد و آنجا به منصب وزارت رسید آن فقیر
که خانه بدو بکرایه داده بود دبر خاست وروے بخدمت او نهاده چون بدان شهر
رسید از گرد راه روی ببارگاه وزیر آورد تا برسید خواست که بارگاه درآید حاجبی
ایستاده بود گفت چه کسی وبچه جرأت بدین بارگاه درمی آئی گفت آشنائے
وزیرم مرا آشنائی برین گستاخی میدارد حاجب پرسید که چه آشنائی داری
باوی گفت وقتی خانه بکرایه بدو داده بودم حالا آمده ام تا نظری درکار من کند
ومرا از حضیض مذلت بذروهٔ عزت وحرمت برآرد حاجب بخندید و گفت اے
بیچاره تو مردناداں بودهٔ این سهل وسیله ایست که خانه بکرایه داده بودم این
را حقی تصور کردهٔ و آمدهٔ که حق گزاری این را رعایتی یابی برو سر خویش گیر و مهمے
دیگر در پیش قضا را وزیر از پس پرده این گفت وشنید استماع می نمود حاجب را
طلبیده گفت باکه سخن میگفتی گفت مردی آمده که من آشنائے وزیرم ووقتے
خانه بکرایه بدو داده ام اورا ملامت میکردم که این سخن مگوی وبچنین سهل وسیله
قرب وزیر مجوی وتوقع التفات وانعام مدار وزیر گفت غلط کردی برو واورا
بیار که آشنای قدیم من ست وحقوق خدمت دارد حاجب برفت واورا درآورد

وزیراورا تعظیم بسیار کرد و دلنوازی بیشمار بجای آورد و احوال عیال و اطفال او پرسید و برای هریک تحفه و تبرکی بزرگانه ترتیب داد و او را دستکام و بامراد ای بکام دوست ۱۲ تمام بمنزل و مقام بازگردانید مثنوی

نورده از مهر و وفا سینه را	سهل مدان صحبت دیرینه را
روی مگردان ز رفیقان خویش	یاد کن از خدمت یاران پیش

آورده اند که عبدالله طاهر بار عام داده بود و ارباب حاجات مرادات خود عرض میکردند و باحصول مراد مراجعت می نمودند شخصی در آمد که ای امیر مرا بر تو هم حق نعمت ست و هم حق خدمت توقع دارم که هر دو حق را رعایت کنی و مرا از درکه خمول بدرجهٔ قبول رسانی عبدالله طاهر گفت حق نعمت کدام ست گفت فلان روز گمنامی و بیقدری ۱۲ در بغداد با کوکبهٔ دولت بر در خانه من گذر میکردی من بدر خانهٔ خود آب زدم تا گرد بر جامهٔ تو نه نشیند لشکر یعنی فرود آمدن منزل ۱۲ نعمت آن آب ست که برای تو بر خاک ریخته ام و حق آن میخواهم بیت

کسی کو بر تو دارد حق آبے	فراموشش مکن در هیچ بابے

عبدالله پرسید که حق خدمت کدام ست گفت در آن محل که سوار میشدی من بدویدم و بازوی ترا گرفتم تا سوار شدی امیر گفت راست میگوئی هر دو حق تو ثابت ست پس او را ترتیب تمام داد نظم

پرورش ۱۲

بزرگانے که اهل اقتدارند	همه مسکین نواز و حق گزارند
ز جام جاه بیهوشی نه نیکوست	ز همراهان فراموشی نه نیکوست

اساس مکرمت برحق شناسی ست	بصورت ناشناسی ناسپاسی ست

دیگر رعایت حق کرم بر ذمهٔ اهل همم از قبیل فرائض ست یعنی کرم خود نه کرم دیگرے
واین صورت چنان باشد که شخصے خواهد که با ایشان در اظهار حقی که ندارد حیله
پیش برد واز مهلکه خلاص یابد ایشان آن را دانند و بروی دے نیاورند و
رعایت حق کرم کرده چنان فرا نمایند که آن فریب را ندانسته اند و آن غرور را
نشناخته واین غایت کرم و نهایت مروت ست آورده اند که یکی را نزد زیاد
بصری آوردند و بقتل او اشارت فرمود جلاد تیغ برکشید و خواست که چشم او را بر
بندد بیچاره دریای بلا را دید در شور آمده و نهنگ اجل دهن باز کرده تضرع و زاری
آغاز کرد مفید نیفتاد بتوبه و استغفار اعتصام نمود سود نداشت گفت ای امیر میان
ما و شما حرمت جوار ست و قرب مزار همسائگی را در شرع مروت و مذهب فتوت
اعتبار تمام ست اگر در رعایت من تقصیری رود عیب جویان زبان طعن دراز
کنند و خرده گیران در اعتراض بکشایند که امیر حق همسائگی نگاه نداشت
و همسایگان را پائمال جفا کرد امیر فکر فرماید که خون چون من ضعیفی ریختن و خود
را نشانه تیر ملامت کردن از هیچ توئی که در گلشن اخلاق تو خار آزار نرسته و
بر دامن اوصاف تو غبار ستم ننشسته است بدیع و بعید ست قطعه

مرا سهل ست از جان دست شستن	چه غم گر صد چو من نابوده گردد
چه خواهی گفت بیش نکته گیران	ترا گر آستین آلوده گردد

زیاده در فکر دور و دراز افتاد و بیک اندیشه را باطراف و جوانب فرستاد هیچ

وجہ پی بسر کوی آشنائی نبرد گفت بیان کن تا همسائگی در کدام محله بوده وحق جوار در کدام دیار ثابت شده گفت خانهٔ پدر من در بصره با خانهٔ امیر هم آستان و پدرم بیشتر وقت با ملازمان امیر همداستان بوده زیاد گفت پدر ترا چه نام بود گفت ای امیر از هول جان نام خود را فراموش کرده ام چه جای نام پدر رست زیاد بخندید و آن بیچاره را ببخشید فرد

لئیم نیم گنه با هزار عذر نه بخشد	بیک لطیفه کریمان هزار جرم ببخشند

دیگر رعایت حقوق رعایا بعدل و احسان ست و حقوق اولاد و امرا و وزرا و ملازمان و سپاهیان و خادمان در باب آخر سمت گزارش خواهد یافت ان شاء الله تعالی

نقش ۱۲

باب سی و هشتم در صحبت اخیار

مصاحبت نیکان و مجالست دانایان کیمیای سعادت ابدیست و راه نمای دولت

همنشینی ۱۲ سرمدی

مثنوی

دلهای ۱۲ مهربانان در میان جان نشان — دل مده الا بجمع سرخوشان
نار خندان باغ را خندان کند — صحبت مردانت از مردان کند
سنگ گر خارا و گر مرمر بود — چون بصاحبدل رسد گوهر شود

ملوک فارس را قاعده آن بود که هرگز صحبت ایشان از حکما و فضلا خالی نبودی و هیچ حکم بی مشورت ایشان نکردندی و ازین جهت که بنای سلطنت بر عدالت و رستی نهاده اند مملکت ایشان چهار هزار سال و کسری درکشید و سلطان سنجر

ماضی رحمۃ اللہ علیہ حکیم عمر خیام را با خود بر تخت نشاندی و خلفای عباسی با آنکہ خود دانشمند بودند ہمہ حل و عقد کار ایشان مبنی بر کلام اہل علم و ورع بودی و در خلافت نامۂ الٰہی مذکور ست کہ پادشاہ کسی را تواند گفت کہ صاحب شوکت باشد و حکم او بر وفق حکمت بود پس لازم ست خداوند قدرت کاملہ را متصف شدن بحکمت بالغہ و این اتصاف برین وجہ دست دہد کہ چگونگی تدبیر و تصرف درین جہان یعنی کاملہ بیاموزد و بروجہ آموختہ بکار برد و برین تقدیر او را بمصاحبت و مخالطت علما و فضلا و حکما و عرفا میل باید نمود و از جاہلان و غافلان و بدخویان احتراز باید فرمود نظم

ہمنشینے کو لطیف و کامل ست	راحت روح ست و آرام دل ست
وانکہ نادانی و غفلت وصف اوست	صحبتش مانند زہر قاتل ست

یونانیان را رسم آن بودہ کہ حاکم ایشان کسی باشد کہ علم و حکمت او از ہمہ علما و فضلای زمان بیشتر بودیا کسی کہ منظور نظر و محکوم حکم مردی علیم و حکیم باشد تا از صحبت او انوار فضیلت بر صفحات حال او لائح گردد کہ صحبت را اثر عظیم ست در خبر آمدہ کہ ہمنشین نیک مثل عطار ست کہ اگرچہ از عطر خود چیزی بتو ندہد بارے از رائحۂ او بہرہ مند گردی و مثل قرین بد مانند کورۂ آہنگر ست کہ اگر با آتش آن نسوزی اما از دود و بخار آن متاذی شوی مثنوی

در گذر از کورۂ آہنگران	کآتش و دودی رسد از ہر کران
رو بر عطار کہ پہلوے او	جامہ معطر شود از بوے او

دانا زجملهٔ اہل علم و حکمت که پادشاه را از ایشان ناگزیرست یکی فقیهے بود عالم و عامل متدین که احکام شرع را نیک ضبط کرده باشد و مسائل اصل و فرع را بتمام دانسته تا بوقت فرصت در مجلس همایون از حلال و حرام و حدود احکام سخن دراند ازد و فرائض و آداب و سنن نماز و روزه و غسل و وضو را بعبارت روشن مودی سازد تا برکت مسائل فقه و فتوی بر روزگار دولت سلطان فصول پذیرد شعر

گر نیاید نکته ها از فقه و فتوے در میان	منهدم گردد اساس شرع و ملت در جهان

و دیگر ناصحی امین و مرشدی صاحب یقین که امور اخروی را بیادی دهد و نصیحت دینی را ازوے بازنگیرد و بعبارات کافی و اشارات وافی اورا از افعال شنیعه و اقوال قبیحه بازدارد و از اکتساب منهیات و ارتکاب محرمات منع کند و ناصح باید که در نصیحت و ارشاد طریق لطف رعایت نماید و در صحبت محفل پند ندهد بلکه در خلوت و فرصتی که داند که سخن جا گیرست کلمه ازروے ملائمت بگوید چه درین زمان صلاح وقت در نرم گوئی و خوشخوئی ست و خلفا و ملوک در قدیم الایام از علما و مشائخ سخنان تلخ مے شنوده اند و از روی اخلاص قبول میفرموده چنانچه در کتب مذکورست که هارون الرشید شقیق بلخی را قدس سره گفت مرا پندی ده شیخ گفت ای خلیفه خدائے را سر ائیست که آن را دوزخ خوانند و ترا دربان آن سر کرده و سه چیز بتو ارزانی داشته تا بدان خلق را از دوزخ بازداری مال و شمشیر و تازیانه پس باید که بمال محتاجان را از فاقه خلاص کنی تا بواسطهٔ ضرورت متوجه سیئات و محرمات نشوند و ظالمان را بشمشیر قتل کنی تا مسلمانان از شر ایشان

ایمن شوند و بتازیانه فاسقان را ادب نمائی تا از فجور و فسق باز آیند اگر چنین کردی تو هم نجات یافتی و هم خلق را نجات دادی و اگر خلاف این کردی پیش از همه بدوزخ میروی و دیگران در پی تو هاروت بگریست و دست تشویق را ببوسید قطعه

نصیحت کان زر وی صدق گویند	بگوش هر که آید در نیابد
چو جان دارد حدیث صاحب دل	روان اندر دل و جان جای گیرد

دیگر طبیب حاذق مشفق که قانون علاج را دانسته و اغراض حکما را ذخیرهٔ خاطر داشته در شفای امراض و ازالهٔ اعراض جامع کلیات فن باشد و در افاضهٔ نفاس (در کتابا ۱۲ عارضی ۱۲ گھرے والا ۱۲ فیض ہو پنجابا ۱۲)

عیسوی دید بفیاضی موسوی نماید بیت

تازه گردد جان بیمار از دمش	روح را راحت رسد از مقدمش

تا هموارهٔ ملاحظهٔ مزاج مبارک نموده قاعدهٔ حفظ صحت مرعی دارد و اگر عیاذاً بالله (ناخنہ انجل ۱۲) علامت انحراف در طبع اشرف مشاهده نماید فی الحال بتدارک آن مشغول گردد

دیگر منجمی محقق مدقق که رموز صحائف زیج و تقویم را حاصل کرده باشد و مفتاح کنوز علم (خزانے ۱۲) هیئت و تنجیم بدست آورده در باب اختیارات و ملاحظهٔ دقائق مشروطات و محذورات آن بدرجهٔ اعلی رسیده

فرد

دوائر کرهٔ مهر و نقش زیج سپهر (ممنوعات ۱۲)	محاسب قلمش دور میکند تصویر

تا در طالع مبارک سلطان نظر کند و تسییرات او تا دوره دلائل را تحقیق نموده از مرور هر یک بحدود و اشعهٔ سعود و نحوس باخبر گردد و در وقت ظهور علامات دولت و شوکت سلطان را براه شکرگزاری و سپاسداری دلالت کند تا بواسطهٔ آن

صفت بحکم لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَأَزِیدَنَّکُمْ آن نعمت را دوام و قوامی پدید آید و در زمان مشاہدہ امارات خطر و محنت او را بر دعوات و صدقات وادار دیا دخیرات ترغیب نماید تا بوسیلہ آن صورت بمضمون اَلصَّدَقَةُ تَرُدُّ الْبَلَاءَ وَتَزِیدُ فِی الْعُمُرِ آن بلیت مندفع و آن محنت مرتفع گردد مثنوی

ای کہ خواہی کز بلا جان وا خری | جان خود را در تضرع آوری
پس باحسان بر کشائی دست خویش | تا بجالت غصہ بر خیزد ز پیش

دیگر شاعری شیرین زبان زیبا بیان کہ در فصاحت گوی از میدان سخن گزاران ربودہ باشد و در بلاغت قصب السبق از سخنوران زمان بردہ فرد

روز بازار فصاحت رواج از نظم او | صحن گلزار بلاغت را ز شعرش رنگ و بو

تا جواہر صفات سلطان در رشتہ نظم کشیدہ بر سر بازار اشتہار بجلوہ آرد و باشعار آبدار نام ممدوح را بر صفحہ روزگار گزارد قطعہ

شاعران را غرض بیاید داشت | کہ از ایشان بقا پذیرد نام
شعر سلمان منگر کہ تازہ از وست | نام سلطان اویس در ایام

دیگر ندیمی تازہ روی بذلہ گوی کہ بہ نکتہ ہای لطیف و رنگین محافل را بیاراید و بہ لطیفہای شیرین ابواب انبساط بر روی حاضران مجلس بگشاید بیت

طبع را لذت از ظرائف او | روح را بہجت از لطائف او

و بہترین جلیسے و خوشترین انیسے کتب اکابر و رسائل بزرگانست مصرع

و خیر جلیس فی الزمان کتاب ۔ نہ ضمیر خوانندہ را از و ملالیست و نہ خاطر

اور بہتر ہمنشین زمانے مین کتاب ہے ۱۲

شنونده را کلالے که بی مرسوم وظیفهٔ مصاحبت میکند و بی ناز و کرشمه مجالست
سستی ۱۲
می نماید مثنوے

همنشینے به از کتاب مخواه	که مصاحب بود گه و بیگاه
بهجت افزای جان و راحت دل	هر چه دلخواه تست ازو حاصل
اینچنین همدم لطیف که دید	که نه رنجید و هم نرنجاند

بزرگان گفته اند که جمیع خلائق بعقل محتاجند و عقل بتجربه احتیاج دارد چه گفته اند که تجربه آئینهٔ عقل است که در وصور مصالح مشاهده میکند و تجارب را روزگارے ممتد و عمری دراز و فراغتی تمام باید و چون حکما دیدند که مدت بقای عمر مستعار با دراک این معنی وفا نمیکند چاره انگیختند و از روی مهربانی تدبیری ساختند که جبر این نقصان بکند و بے مرور زمان تجربهای کلی بدست آید پس اخبار ملوک و سلاطین و احوال امرا و وزرا و کلمات علما و حکما را در کتب ثبت کردند قصص و تواریخ گذشتگان را بهت حصص و حفوظ آیندگان در قید تعلق کشیدند تا اصحاب دولت و ارباب مکنت آزاد ستور العمل خود سازند و هر یک بقدر استعداد و بمقدار همت خود از مطالعهٔ آن حکایات استفاده و استفاضه نمایند تا بمضمون السعید من وعظ بغیره از تجربهٔ دیگران فائده گرفته باشند و بموعظت دیگران پند پذیر گشته فیض لینا ۱۲

نظم

حکایات و احوال شاهنشهان	روایات و اخبار کار آگهان
دل و دیده را روشنائی دهد	بعلم و خرد آشنائی دهد

۱۲ نکته دوم که نصیحت پذیرے خیرے سبب

زہر گونہ بابے سخن گفتہ اند	بالماس تحقیق دُر سُفتہ اند
بدوران بسے تجربہ کردہ اند	بہر کار بس رنجہا بردہ اند
ہمان بہ کہ بر قول ایشاں رویم	سخنہای پیشینگان بشنویم
درختے کہ کشتند در روزگار	بسے آورد میوۂ نغز بار
بیا تا بدان باغہا پے بریم	دمادم ازان میوہا برخوریم

باب سی و نہم در دفع اشرار

چنانچہ میل بہ صحبت اخیار و ابرار واجبست اجتناب و احتراز از مجالست اشرار و فجار ہم لازم ست چہ صحبت بنیکوکاران ۱۲ محبب خاصیت موثر میباشد پس چنانچہ از ہمنشینی نیکان فائز الدارین ۱۲ فوائد کلی بحصول می پیوندد از اختلاط با بدان نتائج نالائق ظہور میپابد صحبت نیکان سبب مزید دولت ست و مخالطت بدان موجب ملال و ندامت نظم

با دولتیان نشین کہ خاری	ور صحبت گل شود بہاری
با ہر کہ نہ مقبل ست منشین	کز سر کہ نگشت کام شیرین

واشرار دو قسم اند یکی واجب الدفع و یکے واجب المنع اما آنہا کہ دفع ایشان سبب نفع مسلمانان ست و صلاح کلی در نابودن ایشان ست سہ گروہ اند اول دزدان و دفع کردن ایشان بر ذمت ہمت ولاۃ لازم ست وصیت سوم ہوشنگ این بود کہ اے فرزند باید کہ ارباب فسق را مالیدہ و مزجور داری و شریر و مفسد را منکوب و مقہور و ضرر دزدد و راہزن و شبفتان جامہ کن از سر راہ گذربان دور

والیان ۱۲ — بکوبکار ۱۲ — قلعہ گر ۱۲ — نگونسار ۱۲

سازی تا راهها ایمن گردد و تجار از اطراف و جوانب بولایت تو تردد توانند کرد و
انواع امتعه و رخوت جهت خرید و فروخت پدید آید و ایمنی سبب رفاهیت
خلق گردد قطعه

تا نکوشی بمعدلت نشوے	ہرگز از ملک و سلطنت شادان
راہہا را ز دزد ایمن دار	گر تو خواہی ممالک آباد ان

حکایت از امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ در کتاب جواہر الاما رہ نقل کردہ اند
کہ ایشان گفتند وقتی در جاہلیت بتجارت جانب مداین میرفتم و چہل جامہ
از برد یمانی با من بود چون بحوالی مداین رسیدم دزدان سر راہ گرفتند و مرا
غارت کردہ بردہا را بردند و من بصد محنت خود را بمداین رسانیدم و بداد خواہی
بدرگاہ نوشیروان رفتم چون صورت تظلم من بسمع نوشیروان رسید و برکماہی
حالات من اطلاع یافت حاجبے را فرستاد تا دست من گرفتہ مرا بوثاقی فرود
آورد و گفت اینجا باش تا دزد را طلب کنند و بردہا را باز ستانند من دران
وثاق می بودم و ہر روز از مطبخ خاص خوانچہ طعام ملوکانہ می آوردند و پیش
من می نہادند و من ہر روز بدرگاہ کسریٰ میرفتم و نظارۂ مراسم مملکت داری
و رعیت پروری میکردم تا بعد از چہل روز بوثاق در آمدم جامہ ہاے برد را
دیدم نہادہ و دستی بریدہ آنجا افتادہ و کاغذ چہل تنگہ زر سرخ و روے و
بران کاغذ نوشتہ کہ چہل روز بایستادی تا دزد ترا بدست آوردند درخت
تو نبرد تو رسید این چہل تنگہ مزد چہل روزہ انتظار تست چون بولایت خود رسی

باید که از ما شکایت نکنی و ازین حکایت معلوم میشود که بلوک رفیع المقدار را در باب دفع دزدان و راهزنان اهتمام بسیار بود پس والی عادل باید که راههای مسلمانان را از خوف دزدان و راهزنان بسطوت سیاست ایمن سازد و هر که در راهی باید او آزار متعرض مسلمانی گردد او را به نکال و عقوبت عبرت دیگران گرداند نظم

چو دست دزد و سر راهزن	که ایمن شود راه بر مرد و زن
چو ره گشت ایمن شود کاروان	ز بهر تجارت بهر سو دوان
وزان سودها نفع یابد خلق	دمادم بهر سو شتابد خلق
شود شهر معمور و ده نیز هم	ز آیینهٔ دل رود زنگ غم

دوم رندود خونریز و او باش فتنه انگیز که در بلاد و قری بخیره روی و تندخوئی دست تعرض بمال و فرزند مردم دراز کنند و کسی بجهت حفظ حال متعرض ایشان نشود و چون حاکم صاحب قدرت را بر ایشان دست نباشد پس قمع و قلع ایشان ضرورت ست و در اخبار آمده که در شهر حلب رندود و اوباش بسیار شدند و مردم از ایشان بتنگ آمده نزد سلطان مصر داد خواهی کردند سلطان حاکمی مصلح نام فرستاد تا بر قمع رندود و اوباش اشتغال نماید مصلح بیامد و بعضی ازان مفسدان را سیاست کرد آن جماعت نیز خبر شدند و از کاری که میکردند باز نایستادند حال بدان رسید و کار بدان انجامید که ملک در جامع مسجد نماز گزاردی در پیش محراب وی نوشتند که ای مصلح خود را مرنجان که ما از انجمله ایم که اگر یک تن را بکشی ده دیگر سر برآرند و ما کشتن خود را فخر خود میدانیم و ازان

هیچ عار ندارم نظم

ما عاشقیم کشته شدن اعتبار ماست | شمشیر عشق تیز ز سنگ مزار ماست
بے زخم تیغ عشق ز عالم نمیرویم | بیرون شدن ز معرکه بی زخم عار ماست

یمکن که تو از کشتن ما به تنگ آئی و ما از کشتن خود به تنگ نیائیم مصلح که این خط بر خواند دانست که بایشان از حیله و تدبیر دمے باید آمد فرمود تا در زیر خط ایشان نوشتند که ما مردانگی و فرزانگی شما را دانستیم و یکدلی و یکجهتی شما را بایکدیگر معلوم کردیم فرد

در جگرداری و سربازی شما را مثل نیست | بر چنین مردان یکدل آفرین باد آفرین

حالا از هر چه رفت پشیمانیم و بمقام عذرخواهی درآمده در صدد تربیت و تقویت ایشانیم والسلام حضار مجلس ازین سخن متعجب شدند داد در خلاف و ملا تعریف و توصیف او باش و رندان مشغول شد و دست از حبس و قید و قتل ایشان کوتاه کرد و دیگر روز اعیان و اشراف شهر نزدیک وی آمده خواستند که در باب او باش سخن گویند او بر ایشان سبقت گرفته فرمود که ای عزیزان ما از کشتن آن جوانان پشیمانیم و بغایت حیف ست مردم دلیر و چالاک را کشتن چه در هر قرن ازین طائفه اند کی پیدا میشوند و من امروز بدیشان محتاجم که اهل قلعه روم باغی شده اند و مرا در دفع ایشان مردان کاری میباید شما اگر هوادار من اید جماعتے که پیشوا و سران این قوم اند بنزد من آرید تا بنظر تربیت ملحوظ دارم از اثر تقویت محفوظ سازم نظم

ازین نامداران با هوش و ننگ | کسی را که بینم سزاوار جنگ

وہم مرکب وجوشن ومغفرش	بگردون گردان رسانم سرش

اکابر حلب گفتند کہ سردار و پیشکار ایشان پیر یست با چہار پسر و حالا در پے کسب و کاری رفتہ اند و از سطوت سیاست شما گوشہ گرفتہ اند مصلح بفرمود تا ایشان را طلبیدند و تعظیم بسیار و تلطف بیشمار نمودہ جامہ داری خود را بدان پیر داد و بسیاولی بارگاہ بفرزندان او ارزانی داشت و ہمہ را خلعت داد و بعنایت و عاطفت مستمال گردانید

بعد از چند روز کہ خاطر ایشان مطمئن و دل ایشان از جانب حاکم ایمن شد مصلح بفرمود کہ مرا بجمعی مردان خونخوار عیار پیشہ احتیاج ست تا ایشان را تربیت کنم شما این جماعت را مے شناسید ہر کرا دانید کہ از دست وی کاری آید و معرکہ حرب را میشاید بیارید تا خلعت دہم و ایشان را بدلخواہ ایشان تقویت کنم پدر و فرزندان بغایت خوشدل و شادان بیرون آمدند و از اطراف و جوانب سی صد یتیم جرارہ رند خونخوار درہم کشیدہ نزد وے آوردند فرمود کہ ایشان را فردا بیارید کہ خلعتہا مہیا شود و ہم در زمان فرمود تا خیاطان را طلبیدہ سی صد جامہ بتکلف بریدند و بدوختن مشغول گشتند ملازمان درگاہ وے و اعیان شہر و ولایت و رعایا ہمہ درین کار حیران کہ او را سلطان مصر بدفع ایشان فرستادہ و او بخلاف امر سلطانی دست ایشان را قوی میدارد بیت

بجای خار گلبن مے نشاند	بجاے زہر شکر مے چشاند

اما چون شب در آمد سی صد مرد یگانہ فرزانہ مردانہ را مقرر کرد کہ سلاح پوشیدہ در جامہ خانہ منتظر صدا ایستادہ باشند کہ چون رنود بدانجا در آیند ہر یکی را استقبال

رسانند و یک روز که آن جماعت آمدند و دست بوس کردند اشارت شده که بجامه خانه روند خلعت پوشیده بیرون آیند و صف خدمت برکشیده کمر ملازمت بر میان هوا داری بر بندند در آمدن بجامه خانه همان بود و بقتل رسیدن همان پیر را با چهار پسر نیز کشتند و سرهای آن قوم بی سرانجام را برنیزه کرده گرد شهر بگردانیدند عرصهٔ آن ولایت از شر و فساد ایشان پاک شد بیت

بداندیش مردم سر افگنده به	درخت بد از بیخ برکنده به

سوم ستمگاران دل آزار که در تیرگی الظلم ظلمات یوم القیمة[1] درمانده قصد مال و منال مسلمانان کنند از تهدید الا لعنة الله علی الظالمین نیندیشند و نه از عقوبت خدای تعالی ترسند و نه از سیاست سلطان باک دارند دفع چنین کسان بر پادشاه واجب ست تا اثر شامت او بملکت نرسد و نتیجهٔ وخامت عاقبت او در ان ولایت ظهور نکند که خاتمت ظلم وخیم ست و جزای ظالم عذاب الیم[2] برای ثنوی

کار ظالم ملک ویران کردن ست	عالمی را دیده گریان کردن ست
اے نهاده تیر ظلم اندر کمان	کے ز شمشیر بلا یابے امان

اما قسم دوم که واجب المنع اند طائفه باشند بصفتهای ناستوده معروف و بسیرتهای ناپسندیده موصوف و هر آئینه ملاقات و مقالات ایشان اهل دولت را زیان دارد یکے از آنها سخن چینان اند که باخبار دروغ و راست میان جمعی گرد فتنه برانگیزند و دوستان را بایکدیگر دشمن سازند و در حدیث آمده که

[1] ظلم تاریکیان ہیں روز قیامت کی ۱۲ [2] آگاہ ہو لعنت خدا کی ہے ظالموں پر ۱۲

سخن چین در بہشت نرود و حق سبحانہ تعالیٰ در توریت با حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام گفت کہ ای موسیٰ روز قیامت مرد سخن چین را بینی کہ بر پیشانی او نوشتہ کہ ایس[1] من رحمۃ اللہ او نا امید ست دبی بہرہ از رحمت خدا و خدا سخن چین را در قرآن مجید فاسق خواندہ ست آنجا کہ میفرماید ان[2] جاءکم فاسق بنبا و بزرگان گفتہ اند کہ چون کسی نزد تو خبر آرد کہ ترا فلان چنین گفت یا بجای تو چنین کرد بر تو شش چیز واجب باشد اول آنکہ اورا راست گوی ندانی کہ حق سبحانہ تعالےٰ اورا فاسق گفتہ ست و سخن فاسق راست نباشد دوم آنکہ اورا منع کنی از نمیمہ کہ آن منکر ست و نہی منکر واجب بود سوم آنکہ اورا دشمن داری از بہر آنکہ خدای اورا دشمن میدارد چنانچہ در خبر آمدہ کہ دشمن ترین دشمنان نزد خدای تعالیٰ آنہا اند کہ بسخن چینی نفاق میان دوستان افگنند چہارم ببرادر مومن گمان بد مبری کہ بعضے گمانہا بوزر و وبال میکشد پنجم تجسس آن خبر نکنی کہ تجسس منہی عنہ ست ششم ہر چہ سخن چین گوید چنان نکنی و اصل آنست کہ سخن چین را نزد خود راہ ندہی و مطلق سخن او را گوش نکنی نظم

سخن چین را مدہ در نزد خود جاے	کہ در یکدم کند صد فتنہ برپاے
سخن چین را مکن نزدیک خود رام	کہ بد گوید ترا ہم در سر انجام

آوردہ اند کہ یکی از خواجگان اصفہان غلامی را میخرید فروشندہ گفت غلام من عیبی دارد کہ سخن چین ست خواجہ گفت سخن چین غلام چہ خواہد بود او را بخرید

[1] نا امید ہے رحمت خدا سے ۱۲ [2] اگر آئے تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لیکر ۱۲

چون روزی چند برآمد این غلام کدبانو را گفت خواجه ترا دوست نمی دارد
وزنی دیگر خواست کدبانو از ین سخن متغیر و متاثر شد غلام دید که سخن او گارگر
آمد و تیر تدبیر فاسد او به نشانه رسید گفت میخواهی که ترا دوست دارد گفت
آری میخواهم غلام گفت من طلسمی میدانم و افسونی جهت محبت یاد دارم چون
خواجه بخسپد استره تیز بردار و از موهای که زیر محاسن اوست قدری بدست
آر و بمن ده تا افسون کنم و محبت ترا در دل وی فگنم زن برین عزیمت راسخ شد و
گفت البته امروز چنین خواهم کرد پس غلام نزدیک خواجه آمد و گفت ای خواجه
حق نان و نمک درمیان ست و من خبری شنیده ام ترا آگاه میسازم تا از خود
غافل نشوی خواجه گفت آن چه خبر ست غلام گفت زن تو دوستی دارد و قصد
هلاک تو کرده است اگر خواهی که راستی سخن من بدانی چون بخانه روی خود را بخواب
سازد و بنگر که چه می بینی مرد بخانه رفت و طعام چاشت تناول نموده تکیه بگرفت و
خود را بخواب ساخته دیدهٔ ترصد برگشاد زن پنداشت که خواجه در خواب ست
استره بدست گرفته بیامد و محاسن خواجه بالا گرفت تا موی چند بتراشد خواجه دیده
باز کرد و آن حال مشاهده نموده پنداشت که زن قصد کشتن او دارد برجست و
دست زن محکم بگرفت و استره از دست وی بستد و سرش باز کرده بریده و لیای
زن را خبر شد خواجه را بگرفتند و بقصاص وی بکشتند و بشومی سخن چین خان و مان
آن عزیز خراب شد نظم

میان دو کس جنگ چون آتش ست		سخن چین بدبخت هیزم کش ست

سیہ چاہ مرد اندرون بستہ پاے	بہ از فتنہ بردن زجاے بجاے

دیگر غماز ان اندیدار ایشان نادیدنی و گفتار ایشان ناشنیدنی ست بیت

ندیدم زغماز سر گشتہ تر	نگون طالع و بخت برگشتہ تر

در آثار آمدہ کہ غماز حلال زادہ نباشد آوردہ اند کہ در بنی اسرائیل خشک سالی پدید آمد و آثار قحط ظاہر شد حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام با اشراف بنی اسرائیل باستسقا (طلب آب ۱۲) برون رفتند و چہار شبانہ روز دعا کردند اثر اجابت پدید نیامد موسیٰ علیہ السلام بنالید کہ الٰہی چہار شبانہ روز ست کہ دعا میکنم و مستجاب نمیشود خطاب آمد کہ اگر چہل شبانہ روز دعا خواہی کرد باجابت نخواہی رسید زیرا کہ در قوم تو غمازی ست کہ شومی او نمیگذارد کہ دعا بحل اجابت رسد موسیٰ علیہ السلام فرمود کہ خدایا با من بگوی کہ آن غماز کدام ست تا او را توبہ دہم ندا رسید کہ من غماز را دشمنم چگونہ غمازی کنم تو تمام قوم خود را بگوی تا از غمازی توبہ کنند او نیز دران توبہ کند موسیٰ علیہ السلام بفرمود تا ہمہ قوم توبہ کردند حق تعالیٰ باران داد و سلاطین سرافراز مطلقاً گوش بسخن غماز نکردہ اند و این جماعت را دشمن داشتہ اند در حکایات آمدہ کہ پادشاہی یکی را تربیت میکرد گفت اگر میخواہی کہ روز بروز کار تو بالا گیرد در ساعت بساعت مرتبۂ تو بیفزاید و نزد من از ہمہ ملازمان مقرب تر باشی باید کہ سہ کار نکنی اوّل دروغ نگوئی کہ دروغ گو در چشم مردم خوار و بیعتبار باشد دوم مرا در پیش من ستایش نکنی کہ من خود را بہ از تو نمیدانم سوم سعایت منمای و از غمازی پرہیز باشی و بدی

غمازی ۱۲

سپاه و رعیت پیش من مگوی که چون من بدی ایشان بشنوم بایشان بد شوم و خبر بدی من باسپاه و رعیت چون ظاهر گردد ترسان شوند التجا بدیگری کنند و پادشاه دیگر طلبند و خلل ازین جهت بملک من راه یابد نظم

برآید ز غماز عالم بهم	خلل راه یابد بخیل و حشم
ز غماز گردد جهان سرنگون	که ناپاک جانست و تیره درون
چو غماز را دیدی اندر زمان	به تیغ سیاست ببرش زبان

آورده اند که نوشیروان روزی مجلس آراست یکی از ملازمان نوشیروان شخصی را پیش وی غمازی کرد نوشیروان گفت این سخن را تحقیق میکنم اگر راست ست ترا بسبب غمازی دشمن خواهم گرفت و اگر دروغ ست ترا بجهت آن عقوبت خواهم کرد و اگر توبه میکنی از تو خواهم درگذرانید گفت توبه کردم نوشیروان گفت من عفو کردم نظم

هر که غمازی کند نزدیک شاه	هم بنزد شاه گردد روسیاه
عالمی در آتش و دود اندازد	نے خدائی خلق خشنود ندازد

آورده اند که یکی از روی غمز و سعایت قصهٔ نوشت بمعتصم خلیفه که فلان کس از معارف وفات یافته و از و مالی خطیر[۱۲] مانده و یک پسر دارد طفل اگر فرمان شود تا کفالت طفل بگذارند و باقی بر سبیل قرض بخزانه بسپارند تا چون بزرگ شود بدو تسلیم نمایند حالا خزانه تو فیری و رفعتی باشد معتصم بر پشت رقعهٔ او نوشت بعربی که ترجمه اش اینست که متوفی را خدا بیامرزد و بر مال و میراث برکت کناد و یتیم را

برنیات خیر پرورش دہاد و غماز بلعنت خدا گرفتار باد مثنوی

مشو غماز کس نزدیک شاہان	بترس آخر ز آہ بیگناہان
کہ آہ بیگناہان سخت گیرد	بسی کس را ز تخت و بخت گیرد

و دیگر گروہ صاحب غرض اند کہ در ہر چہ کنند و گویند غرضی داشتہ باشند نہ از روی اخلاص و ہواداری سخنی بعرض رسانند ہوشنگ ملک در وصایا فرمودہ کہ از متابعت و موافقت صاحب اغراض دامن اعراض و احتراز در باید چید کہ صاحب غرضان از سر دعوی بمعنی لاف ہوا خواہی زنند و جواہر حسنات را در رشتۂ سیئات کشند و فعل جمیل و کردار نیکو در کسوت قبیح و صورت زشت باز نمایند نظم

مدہ راہ صاحب غرض پیش خویش	ز صاحب غرض میشود سینہ ریش
کہ او جملہ تزویر و مکر و فن ست	برون دوستدار و درون دشمن ست

و چون معلوم شد کہ عرض گویان بتزویری کہ تدبیر نام کردہ اند بدی را بہ نکوئی برگذارند و خوبی را بزشتی در شمار آورند پس بے تحقیق سخن ایشان را حکم نباید فرمود و در تفحص کلام این قوم مبالغۂ تمام باید نمود مثنوی

چو ارباب غرض لب برگشایند	نکوئی را بزشتی مینمایند
بکلی تا سخن روشن نگردد	کسی باید کہ پیرامن نگردد

اسکندر رازی را سطور پرسید کہ ملازمت ملوک را کدام طائفہ موافق اند و کدام فرقہ نالائق حکیم فرمود کہ لائق خدمت ملوک کسی ست کہ امین باشد نہ خائن زیرا کہ امانت سبب عزت ست و خیانت موجب مذلت و اہانت و قانع باشد نہ

طامع کہ قناعت گنجی ست بیکران وطمع رنجیست بے پایان بیت

مرد قانع بزرگوار بود	طامع البتہ خوار وزار بود

دیگر باید کہ نیکو گوی باشد نہ عیب جوی کہ آدمی بہ نیکو گوئی بہمہ حال محبوب و مقبول و بعیب جوئی نزد ہمہ کس مردود و مخذول باشد و باید کہ کار کنندہ باشد نہ لاف زننده کہ مرد مصاف محترم ست و صاحب لاف و گزاف متہم و باید کہ موافق باشد نہ منافق کہ نتیجہ وفاق مہر و وفا ست و ثمرہ نفاق جور و جفا بر طریق سنت باشد نہ بر راہ بدعت کہ تائید سنت آدمی را بروضہ رضوان میبرد و داعی بدعت را بہاویہ ضلالت و شناعت مے افگند باید کہ ملوک ہفت طائفہ را در خدمت خود راہ ندہند اول حسود را کہ زہر حسد بہیچ تریاکی علاج نمی پذیرد و رنج حسود بہیچ دارو دوا نمی یابد و گفتہ اند شعر

حسد رنجیست سوزندہ کہ او آتش بجان افتد	چہ جای جان کہ از حساد آتش در جہان افتد

و غائلہ حسد از جملہ مفاسد عادیہ ست از انجہت کہ نفس حسود بغایت خبیث ست و اوہام اصحاب نفوس خبیثہ را در زوال نعمت اثر تمام باشد ازین سبب حق سبحانہ و تعالیٰ فرمود کہ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ یعنی پناہ آرند بخدای از ضرر حاسد در حدیث آمدہ کہ حسد حسنات بندہ را میخورد یعنی ناچیز میگرداند چنانچہ آتش ہیزم را و فی نفس الامر حسد ذلیل ترین صفت و خوار ترین خصلت ست و اصلاً از دنائت ہمت و خساست طبیعت در وجود آید کہ نتائج جہل اند و ازینجاست کہ اظہار این صفت بر نقصان عقل دلیل روشن ست نہ بینی کہ حسود ہمیشہ از راحت غیری در مشقت باشد بیت

درین غصہ جان میدہد مرد کے	کہ بہر چہ دارد وجود آن یکے

ازین نوع ہر ساعتے ہزار شربت زہر آلود غم و غصہ تجرع میکند و ہر جا کسی پائے نشاط بر زمین نہد او دست حسرت بر سر میزند و مثلی مشہور ست کہ

کَفَی الْحَسُودَ حَسَدُہٗ

نظم

حسود را حسد او بس ست در عالم	کہ در بلا و غم و رنج دارد ش ہر دم
حسود بر دگران آتشی بر افروزد	چو نیک در نگری خود دران بسی سوزد

و در باب ہلاک حسود بحسد او حکایتی آورده اند کہ در زمان اسکندر جانوری پدید آمد بر ہر کہ چشم وی افتادی فی الحال ہلاک گردیدی اسکندر چندانکہ از حکما چارہ جوئی کرد ہیچکس چارۂ آن ندانست و دفع این غائلہ ہیچ نوع نتوانست بآخر ارسطاطالیس بعد از تامل بسیار فرمود کہ من چارۂ انگیختم و تدبیری کردم کہ این بلا مندفع شود و این آفت از خلق منقطع گردد پس بفرمود تا آئینہ ساختند بمقدار آنکہ آدمی در پس آن مخفی تواند بود و گردونی ترتیب داده آئینہ بر پیش گردون بست و خود در پس آئینہ بر گردون نشست و گردون را روی بدان موضع کرد آن جانور بود جانور بوی آدمی شنید و بدان طرف متوجہ شد و نظرش بر آئینہ افتاد و صورت خود را دید و چون نزدیک گردون رسید بیفتاد و بمرد اسکندر را ازان حال آگاہ کردند متعجب شد و از حکیم پرسید کہ درین کار چہ حکمت بود گفت ای ملک جانوری را بعد چندین سال در عالم از قدرت الٰہی بواسطۂ بخارات متعفنہ کہ در زیر زمین محتبس بود حالا بر روی زمین پیدا شده و در چشم او زہر قاتل ست کہ نظرش بر ہر چیز

فتد فی الحال ہلاک شود من آئینہ پیش وے بردم تا چون نظر وی بر آئینہ افتد عکس آن بوی راجع شود و اثر آن در وی سرایت کند و بمیرد سکندر حکیم را دعا گفت و این حکایت بعینہ حال حسود ست کہ شر حسد او ہم بدو باز گردد و بدو راجع شود چنانچہ بعربی آورده النار تاکل نفسہا ان لم تجد حطبا تاکلہ یعنی آتش کہ ہیزم نیابد خود را میخورد تا ہیچ نماند دوم از آنہا کہ سزاوار خدمت ملوک نیستند کسانی اند کہ بخیل و ممسک باشند چہ بخیل مردود خلق و مبغوض ایشان ست چنانچہ سخا پوشندۂ عیبہاست بخل پوشندۂ ہنرہاست و گفتہ اند نظم

مرد ہر چند در ہنر کوشد	بخل آن جملہ را فرو پوشد
از لئیمان تیره دل بگریز	وز کریمان پاک جان آویز

در جامع الاحکام آورده اند کہ سلاطین مردم بخیل را ملازم خود نسازند کہ از ایشان خجالت رسد چنانچہ منقول ست کہ عمرو بن لیث وکیلی داشت مردی بخیل بود وقتے میوہا را سر ما ببرد عمرو گفت میوہ ہر کجا یابید بخرید و خرج کنید روزی عمرو جشنی ساختہ بود و محفلی آراستہ دران محفل رسولان کہ از اطراف و جوانب رسیدہ بودند ہمہ جمع آمدند و جمیع اسباب ضیافت مرتب و مہیا بود جز میوہ کہ بسیار اندکے بنظر آمد عمرو وکیل خود را گفت میوہ بسیار بیار او اندکی بنظر آورد عمرو در این حرکت بد آمد گفت برو میوہ بیار گفت میوہ متعفن و بوسیدہ ماندہ ست اگر گوئی میارم عمرو بغایت متغیر شد او را از وکالت عزل کرد بارہا میگفت کہ آن ممسک مرا انفعال داد کہ ہرگز تدارک آن نمیتوانم کرد بیت

نزدیک اکابر هنرور	عیبی نبود ز بخل بدتر

سوم ازان جماعت که لائق ملازمت نیستند مردم دون همت سفله باشند و چون همت سلاطین عالی باید پس مردم دون و سفله در خدمت ایشان نشاید و سفله از ممسک و بخیل بدتر باشد زیرا که بخیل آن باشد که کرم ندارد با کسی اما از مال خود بهره دارد و ممسک آنست که خود نخورد و با کسی کرم نکند و سفله نه خود خورد و نه بکسی کرم کند و نخواهد که کسی با کسی کرم کند آورده اند که پادشاهی بود بقایت جوانمرد و بخشنده روزی با یکی از نزدیکان خود فرمود که مرا آرزوست که هزار هزار درم به یکی ببخشم تو چه میگوئی گفت این مقدار مال بسیارست این مبلغ به صد کس بس است گفت اگر نصف ازین عطا کنم چون باشد گفت هنوز بسیارست گفت ثلثی توان بخشید گفت هنوز بسیارست گفت در ربع چه میگوئی گفت هنوز زری در کثرت دارد القصه بر عشر قرار داد که صد هزار درم باشد گفت اگرچه بسیارست مگر بیک کس میباید داد بادشاه فرمود که ای بیدولت من میخواستم که این مبلغ بتوارزانی کنم خود را محروم ساختی و مرا از سخاوت باز داشتی آن مرد بتضرع درآمد که ای ملک من خطا کردم سلطان از کرم خود نگذرد سلطان فرمود تو سفله نه لائق عقوبت نه قابل عطیت هم خود را زیان دادی و هم مرا زیان من آنست که اگر آنقدر مال بتو بخشیدی در سخاوت علم شدی تا انقراض او وارث صیت کرم و مروت من باقی ماندے و زیان تو اینست که از چندین مال محروم شدی اکنون صد هزار درم که بخش خود بران قرار دادی بستان و دیگر در مجلس ما چنین سفلگی مکن نظم

سفلہ نخواہد گرسے را بکام	خس نگذارد کسے را بجام
سفلہ سیہ روبود و بد نہاد	خاک سیہ بر سر ہر سفلہ باد

چہارم ازان غنیمت گرانند کہ ذکر ہر کس درمیان آید خواہند کہ از مساوی آن چیزی باز گویند کہ اگر آن بیان واقع ست غیبت باشد و اگر غیر واقع ست ہم بہتان باشد و ہم غیبت و در خبر آمدہ کہ عقوبت غیبت از زنا سخت ترست حق سبحانہ و تعالیٰ در قرآن مجید فرمودہ باید کہ بعضے از شما بعضے را غیبت نکنند آیا دوست دارد کسے کہ گوشت برادر مردۂ خود را خورد و این غایت تہدید ست و ازینجا معلوم میشود کہ غیبت گویان مانند مردار خوار باشند و ہر کہ را بحۂ انسانیت دارد از مردہ بپرہیزد و از مردار بگریزد بیت

از غیبت مردمان بپرہیز	وز مردم عیب جوئے بگریز

آوردہ اند کہ یکے از پیغمبران غیر مرسل بود چیزہا در خواب بدو می نمودند و ندا می شنید ند شبے در خواب دید کہ چون بامداد برخیزی در فلان صحرا گذر کن نخستین چیزی کہ ترا پیش آید بخورد دوم چیزے کہ بینی پنہان کن سوم چیزی کہ در پیش آید نگاہدار چہارم را نا امید مگردان پنجم چیزی کہ در نظر در آید ازو بگریز چون بامداد شد برخاست و بدان صحرا کہ مامور بود روان شد اول چیزی کہ پیش آمد کوہے بلند بزرگ سیاہ رنگ بود آن پیغمبر متحیر شد کہ این لقمہ را چگونہ تواند خورد اما چون حکم خداوند ست ازان چارہ ندارم بطرف کوہ روانہ شد کہ کوہ را بخورد و چون بنزدیک رسید دید کہ کوہے بدان عظمت لقمۂ خرد شدہ بود آنرا

برداشت و بخورد شیرین تر از انگبین و خوشبو تر از مشک شکر خدای تعالی را بجای
آورد و از انجا پیش رفت طشتی دید زرین براه افگنده گفت مرا امر کرده اند که این
را پنهان دار پس زیر زمین حفره کند و پنهان کرد و خاک بسیار بر بالای او ریخت
و بگذاشت و برفت هنوز دو قدم نرفته بود که دید آن طشت بر روی زمین ست
دیگر باره بیامد و حفره دور تر کند و پنهان ساخت هنوز فارغ نشده بود که دیگر
آن طشت بر روی زمین دید سوم بار در اخفای آن مبالغه زیاده نمود باز ظاهر
گردید پیغمبر با خود گفت مرا گفته بودند که پنهان کن من کار خود کردم و انچه فرموده
بودند بجای آوردم از انجا در گذشت مرغی دید که از بادی هراسان شده
بشتاب می پرد گفت یا نبی الله مرا نگاهدار که دشمن و رفقای من ست پیغمبر او را
در گریبان خود پنهان کرد فی الحال باز خشم آلود و گرسنه برسید گفت یا نبی الله امروز
همه روز در طلب این صید بودم صید من پناه بتو آورد و من بغایت گرسنه ام مرا
نا امید مکن از روزی من پیغمبر با خود گفت بمن گفته اند که این را نگاهدار و دیگری را
نا امید مگذار اکنون چه کنم کارد برکشید و قدری گوشت از ران خود برید و بسوی
باز انداخت باز گوشت را برداشت و مرغ را بگذاشت آن پیغمبر پیشتر شد
مرداری دید افتاده و گنده شده از وی بگریخت اما چون شب در آمد پیغمبر مناجات
کرد الهی انچه فرمودی بجای آوردم حکمت اینها مرا معلوم گردان ندا رسید که آن
کوه عظیم که دیدی و یک لقمه شد و بخوردی آن خشم ست اول عظیم نماید و چون بخوردی
شیرین تر از همه شیرینها ست دوم آن طشت زرین که هر چند کنان میکردی

آشکار رشد خیر ست هر چند کسے خواهد که نیکی را مخفی بدارد البته ظاهر میشود و آن سوم را معنی آنست که هر که پناه بتو آرد و در پناه گیری و هر کس ترا امین کند خیانت در امانت روا نداری معنی چهارم آنست که چون کسی از تو چیزی طلبد جهد کن تا حاجت او را روا گردانی پنجم آن مرد را گفته که دیدی غیبت بود زینهار از غیبت بگریزے که غیبت کردار نیک را باطل گرداند نظم

مران غیبت هیچکس بر زبان	که طاعت ز غیبت فتد در زیان
بهر غیبتے طاعتے کم شود	ز غیبت گرے کار برهم شود

و صحبت ملوک باید که از لوث غیبت و گرد بهتان گوئی پاک باشد چنانچه گفتن غیبت حرام ست شنیدن آن نیز روا نیست (آلودگی ۱۲) که عذاب غیبت شنونده برابر ست با عذاب غیبت کننده بیت

گوش و زبان دریره غیبت منه	از بد کس گوش و زبان پاک به

و قبل ازین نکته در باب غیبت گفته بودم پنجم از کسانیکه سزاوار درگاه ملوک نباشند مردم ناحق شناس و غدار ناسپاس اند که حقوق ولی نعمت را نشناسند و شکر منعم را بکفران مبدل سازند و همیشه این جماعت منکوب و مقهور باشند و از دلهاے آشنا و بیگانه دور روند بخت ایشان بیدار باشد نه دولت ایشان پائدار قطعه (سرنگون ۱۲)

کسے کو میکند نعمت فراموش	از و کردن فراموشی صواب ست
ازان کو حق نمیداند بپرهیز	که روح از صحبت او در عذاب ست

نقل ست که معتضد خلیفه گفته که هر تیغ زبان که در شکر گذاری کند باشد او را بر زبان

تیغ تیز سزا باید داد نظم

حق نان و نمک تبه کردن	بشکند مرد را سر و گردن
با ولے نعمت از برون آید	گر سپهرست سرنگون آید
حق شناسی بزرگوار کند	ناسپاسی زپای در فگند

ششم دروغگو باشند که کذب پیش هیچ کس پسندیده نیست و مرد دروغگوئی نزد سلاطین بے آبرو باشد در کتاب اخلاق رکنی آورده که در مجلس فضیل وزیر میان دو ندیم او که یکی نصیر نام داشت و یکی ثاقب مباسطتے[1] واقع شد قدم مزاح و مطائبه بر بساط انبساط نهادند کار از مخاطبه بملاعبه انجامید و مهم از ملاعبه بمصارعه رسید چنانچه بصدمهٔ دست نصیر عمامه از سر ثاقب جدا گشت ثاقب بغایت خشمگین[12] متغیر شده اثر غضب بر رخسارهٔ وی پدید آمد و زیر گفت از چه چیز خشم گرفتی میان ندما ازینها بسیار واقع میشود ثاقب گفت چگونه در غضب نباشم که آبروے من در مجلس چون توئی ریخته شد فضیل گفت کار بر خود آسان گیر و این واقعه را بر دل خود سهل کن که آبروے تو در پیش من آن روز ریخته شد که گفتی استر من مرا در یک شب از مرو به نیشاپور رسانید و درین باب گفته اند نظم

میفروز هرگز چراغ در دروغ	چراغ دروغست بس بیفروغ
تو از کذب تعظیم و حرمت مجوے	کزان آبرو میشود آبجوے

و هفتم مردمان بسیار گوی پریشان سخن نیز لائق خدمت نیستند زیرا که هر که بسیار

[1] مباسطه در اصطلاح اهل عرفان عبارت از خوش طبعی ۱۲

کلام کند او را قدرے نماند و در خبر آمده که در سخن بسیار غلط و سقط بسیار بود برزبر چهر گفته است که چون مرد به بسیار گفتن حریص بود تیقن باید شد بجنون او یعنی بیقین بدان که دیوانه است و در مثل آمده که الملکثار مهذار بسیار گوی بیهوده گوی باشد منقول ست که حواریان مر حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیه الصلوٰة میگفتند که ما را پندی ده که بدان کار کنیم و به بهشت رسیم فرمود که هرگز سخن نگوئید گفتند این صورت میسر نمیشود گفت هرگه که سخن گوئید جز خیر مگوئید و بسیار گفتن دل را تاریک میکند مثنوی

الٰہی از حرفہ زر میکنی	صرفہ گفتار کن ار میکنی
چند از پاس درم افتی برنج	پاس سخن دار که این ست گنج
گفتن بیفائدہ ترک حیاست	قول موجہ صفت انبیاست
ہر چہ بہنگام نگوید کسے	خامشی از گفت نکوتر بسے
نی ہمہ گفتار ز انسان خوش ست	ہر چہ پسندیدہ بود آن خوش ست

آوردہ اند که سہ بادشاہ در مجلس نوشیروان حاضر شدند قیصر روم خاقان چین و رائے ہند نوشیروان فرمود که بسی قرنہا باید که تا چنین مجمعی دست دہد بیائید تا ہر یک سخنی بگوئیم که سخن پادشاہان پادشاہ سخنان میباشد و دریغ بود که این اجتماع بتفریق انجامد و از ما اثری بر صفحہ روزگار یادگار بماند فرد

درین سرای کہن جوی کن بخوش سخنی	کہ بہتر از سخن خوب یادگاری نیست

ایشان اشارت بکسری کردند که اول شما افتتاح کلام فرمائید نوشیروان از درج فکر جوہر آبدار و گوہر شاہوار بر طبق بیان نہادہ گفت ہرگز بر سخن ناگفتہ پشیمان

نبوده ام و بر بعضے سخنان که گفته شده بسیار ندامت خورده ام قیصر روم در خزانه خیال فطرفر موده و این قصه تمام عیار نثار مجلس شهریار نمود که انچه نگفتم توانستم که بگویم و انچه گفتم بران قادر نبودم یعنی کامل ۱۲ هر تیر سخن که از شست بیان جسته است قدرت آن دارم که هرگاه خواهم بهدف رسانم اما چون از تقریر بیرون شد باز نتوانم گردانید خاقان چین نافهٔ سر بمهر بیان بکشاد و براحهٔ این شمامه مشام حضار مجلس سلطنت را معطر ساخت که چون سخن نگویم او زیر دست من ست و من بر و غالبم و چون گفته شد من زیر دست او یم و او زبر دست من ست و بر و چیره نتوانم شد یعنی تا عروس سخن در پس پرده است مشاطهٔ مشیت را اختیار باقی ست اگر خواهد بر سر یر نطقش جلوه دهد و اگر خواهد در نقاب عدمش بدارد اما چون از پس حجاب بیرون آمد و پرده از جمال برداشت دیگرش بخلوتخانهٔ خفا نتوان فرستاد پوشیدگی ۱۲

ورائے ہند از ریاض گفتار خود این گل خوشبو و این ریحان دلجو چیده بتر بهت گاه فصاحت آورد که هر کلمه که میگفت در مے آید یا بر نهج صواب ست یا در معرض خطاست اگر صواب ست قائل در عهدهٔ آن سخن میماند تا از عهده بیرون تواند آمد یا نی و اگر خطاست هیچ فائده ندارد پس در هر دو حال خامشی اولے است قطعه

بہ پیری رسیدم در اقصای یونان	بدو گفتم ای آنکه با عقل و ہوشے
ز مردم چه بهتر مهر حال گفته	خموشی خموشے خموشی خموشی

و حکمائے متاخرین گفته اند خموشی به از سخن بدست و سخن نیک به از خاموشی ست قطعه

نظر کردم بچشم عقل و دانش ندیدم به ز خاموشی خصالے
نگویم لب به بندو دیده بردوز ولیکن هر مقامے را مقالی

باب چهلم در ترتیب خدم و حشم

این باب مشتمل بر دو قسم ست قسم اول در تربیت ملوک مر متعلقان و ملازمان را قسم دوم آداب یکه ملازمان سلاطین را رعایت باید فرمود قسم اول حکما گفته اند سلاطین را از ارکان دولت و اعیان حضرت و سائر ملازمان و متعلقان گزیر نیست از برائے آنکه هر کس که بعضی از ممالک سروداران[۱۲] عرصهٔ زمین در عرصهٔ تسخیر وی باشد و جمعی از آدمیان در قید تصرف او باشند مراو را ضرورت ست که نظر در جزئیات و کلیات خود بر قانون احتیاط بکند و از روی یقین بفور امور رعایا و زیردستان برسد و حال هر یک از اعیان و اوساط مملکت خود کما حقه بداند و در تحقیق این امر دو گوش و دو چشم کفایت نیست بلکه گوش بسیار و چشم بیشمار در کار ست پس باید که جمعی مردم دانا و هوشمند نیک سرشت و بی طمع بلند همت ملازم وی باشند تا او مالک گوشها و چشمهای همه باشد تا بگوش همه اخبار ممالک بشنود و بدیده مجموع در حقائق مهمات نظر کند و هر آئینه این جمع را که در سماع اخبار متنوع و مشاهده اطوار گوناگون بمثابهٔ سمع و بصر اند رعایت کلی باید کرد تا از کار خود باز نمانند و پیوسته بایصال اخبار و عرض کردن احوال مشغول باشند که هیچ چیز ملک را زیان کار تر ازین نیست که اخبار اطراف ولایت و صورت حال رعیت از سلطان منقطع گردد

ودر کتاب سراج الملوک آوردہ اند کہ نوشیروان از موبد[1] موبدان پرسید کہ زوال ملک
در چہ چیز ست گفت در سہ چیز اول در پوشیدن خبرہا از بادشاہ دوم تربیت مردم
فرومایہ سوم در ظلم عمال[2] نوشیروان گفت بچہ دلیل این سخن میگوئی جواب داد کہ
چون خبر ولایت و رعیت از سلطان انقطاع یابد واز دست دشمن فارغ و غافل
باشد ہر کس ہر چہ خواہد کند و چون او بیخبر ست آثار فتنہ از ہر گوشہ سر بر زند و
مملکت در سر این فتنہ رود دیگر مردم دون وارذل چون تربیت یابند از دنایت
ہمت جمع مال حریص باشند و بہر کس طمع کنند و قدر اکابر و اشراف نشناسند و حرمت[3]
مردم بزرگ فروگذارند و دلہای خلائق بسبب این اخلاق رنجیدہ شود و لاجرم ہمتہا
برگمارند تا از مرگی و مرتبے خلاص روی نماید و ازینجا گفتہ اند زوال الدولۃ بانتفاع
السفلۃ چون سفلہ را ترقی دست دہد دولت روی بہ تنزل نہد کہ گفتہ اند مثنوی

گر سفلہ بجاہ دست یابد	بازار ملک شکست یابد
دونان نہ سزای جاہ باشند	بل در خور بند و چاہ باشند

دیگر چون عمال بر رعیت ستم کنند نیتہای ایشان با پادشاہ بد شود واز زراعت
وامارت ملول و متنفر گردند و مداخل سلطان کم گردد و علوفہ بلشکر کم رسد و چون لشکری
علوفہ نیابد سر از خدمت تابد و اگر دشمن پدید آید یار و مددگار اندک بود بدین
جہت[4] ملک از دست برود و درین باب گفتہ اند نظم

---

[1] موبد بضم اول و کسر بای ابجد و فتح آن و فتح اول و بای ابجد حکیم و دانشمند صاحب فیض آتش پرستان
از برہان ۱۲ [2] عملداران ۱۲ [3] جاتا رہنا دولت کا ہے کمینوں کے مراتب بلند ہونے ہیں ۱۲

ظلم عامل جہان خراب کند	دل مظلوم را کباب کند
اندر آرد بکار ملک شکست	دامن عافیت رود از دست

نوشیروان موبد را ثنا گفت و فرمود تا این کلمات را بآب زر نوشتند و دیگر گفته اند که قصر سلطنت را چهار قائمه است که اگر یکی نباشد مهمات ملکی متمشی نگردد اول امیری که اطراف مملکت را محافظت کند و شر دشمنان را از شاه و رعیت باز دارد دوم وزیری که مئونات سلطان و ملازمان وی را انتظام دهد و مال از جایگاه بستاند و بجایگاه خرج کند سوم حاکمی که از قبل سلطان تفحص احوال خلق نماید و داد ضعیف از قوی بستاند و اهل فسق و فجور را مخذول و مقهور دارد چهارم صاحب خبری امین که پیوسته اخبار شهر و ولایت و حالات اعیان و رعیت بحضرت سلطان عرض نماید و فی الجمله جمعی که سلطان را از ایشان چاره نیست یا ارباب سیف اند چون امرا و ایلچیان و سپاهیان و مانند آن یا اصحاب قلم اند چون وزرا و مستوفیان و دبیران و عمال و ترتیب مجموع اینها از روی اجمال آنست که همه را بچشم شفقت و عین عاطفت بیند و آنچه هر یک را ضرورت بود بدان محتاج باشند از ایشان باز ندارد و هر کدام از عهدهٔ مهمی که مفوض بدو باشد سالم برون آید و کار خود برو جهیکه باید و شاید بسازد او را نوازش فرماید و هر که در مهمی تهاون نماید و تغافل ورزد او را بنصیحت متنبه گرداند و اگر منزجر نگردد بنصیحت گوشمالی دهد و هرگز در پی اظهار معائب و مقابح ملازمان نباشد و بشادی ایشان اظهار بهجت و مسرت نماید و بمصائب و آلام ایشان اندوه و ملال ظاهر گرداند و هر یک را

در تربیت و تقویت بمرتبهٔ خاص نگاهدارد که کسی با او دران مرتبه شریک نباشد تا میان ملازمان حقد و حسد پیدا نگردد و اگر مهم بعضے ازایشان بنزاع و جدال انجامد بزودی رفع نماید تا مادهٔ خصومت قوی نگردد که ازایشان فسادات کلی روے نماید و بزرگان فرموده اند که انقطاع سررشتهٔ مملکت وابسته بنزاع امرا و وزرا است نظم

چو یکدل نباشند اعیان شاه	شود کار شاه و رعیت تباه
ز ارکان دولت نزید نزاع	که استیزه آرد علی الانقطاع
ستیزه بجاے رساند سخن	که ویران کند خاندان کهن

بهمین از حکیمے پرسیدند که اساس تربیت ملازمان بر چه چیز باید نهاد جواب داد که بر دو چیز یکے لطف و یکی قهر باید که همیشه از قهر و نظر لطف سلطان بر خدام ظاهر باشد بقهر بگیرد تا دلیر نشوند و بلطف درگذارد تا نا امید نگردند و در نگارستان آورد که طریق حکمت در تربیت آنست که بنرمی و آهستگی اگر کاری میسر شود در انوقت تشدد و عنف نباید نمود و اگر بخشونت و سختی حاجت افتد رفق و نرمی نباید فرمود که جراحت را نتوانند بود که بنیش احتیاج بیش افتد از انکه بمرهم قطعه

همیشه ره لطف نتوان گرفت	در ابرو فگن چین بهنگام خویش
نه بینی که مرهم نیاید بکار	چو گردد جراحت سزاوار نیش

حکما فرموده اند که هر گرا سلطان خواهد که تربیت کند تا بارها نقد حال وے را بر محک امتحان نزند و عیار کار وے را بتمامی نداند بدیدهٔ تربیت در وی نظر نکند که بسیار وقت نامستعدی را تربیت کرده اند و چون بر اخلاق و احوال وی اطلاع

اے بے استعداد ۱۲

حاصل شد بالضرورۃ درہمان وقت از نظر انداختہ اند و برداشتن و زود بیفگندن سطوت سلطنت را مضر ست و درین باب گفتہ اند قطعہ

ہر کرا میل تربیت داری	امتحان کردہ بایدش یک چند
اگرش ہست قابلیت آن	علم دولتش برآر بلند
ورنہ قابل بود بلند مساز	تا بزودے نبایدش افگند

وچنانچہ برداشتہ را بزودی بیفگندن مناسب نیست بزودی خوشنود شدن از کسی کہ بر وخشم گرفتہ اند ہم معمول بر خفت ست چہ میان خشم و رضا بایدکہ مدتے بگذرد تا عزم و ثبات بادشاہ ظاہر گردد آوردہ اند کہ روزی یکے از خلفا با ندیمی سخن میگفت در اثنای مکالمہ ازوی کلمۂ شنید کہ مناسب نبود فرمود کہ اورا از مجلس بیرون کردند آن بیچارہ امید از زندگانی بریدہ در گوشۂ کاشانہ نشست و بناکام شربت تلخ صبر و تحمل تجرع[1] کردہ با خود میگفت بیت

دلا از حال بد خود جزع مکن زنہار	صبور باش کہ نیکو شود بآخر کار

اما چون مدت مہاجرت دیر کشید و کار یجان و کار د باستخوان رسید قصۂ خود را نوشتہ بیکے از محرمان خلافت داد تا بوقت فرصت بموقف عرض رسانید خلیفہ بخندید و گفت او را چندان گناہی نیست کہ موجب حرمان باشد گفت چون چنین ست چہ شود کہ آن بیچارہ را در مجلس ہمایون راہ دہند خلیفہ فرمود لکل[2] اجل کتاب ہر کاری بوقتے باز بستہ ست و ہر مہمی بزمانی موقوف ماندہ کہ تا

[1] گھونٹ گھونٹ پینا ۱۲ [2] ہر وقت کے واسطے لکھا ہے ۱۲

زمان آن مهم در نیاید و وقت آن کار در نرسد جهد و کوشش فائده ندهد بیت

تا در نرسد وعدهٔ هر کار که هست	آسودی نکند یاری هر یار که هست

بعد از یک سال او را طلبید و خلعت داد گفته اند که چون سلطان کسی را بزرگ گرداند بهمان نظر اول در وی بنگرد زیرا که چون مال و منال و اختیار و اقتدار یافت او را بدرجهٔ اول باز نتوان برد و اگر خواهد که او را خرد گرداند بتدریج و تانی در پئی آهستگی ۱۲ آن کار باید رفت والا خللها پدید آید بیت

بر آنش میار در بیکبارگی	که جان را بکوشد به بیچارگی

نوشیروان از بزرجمهر پرسید لائق تربیت کیست فرمود که کسی را تربیت باید کرد که ادبی دارد یا نسبی و هر که نسبی کامل دارد بحکم کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِهٖ رجوع باصل خود میکند و در حکایات آورده اند که مردی بود ذکی نام از خاندان بزرگ با نسبی عالی و ادبی کامل کنیزکی رومی خرید نوشابه نام بسیار بدخوی و بغایت بهانه جوئی و ستیزه روی ذکی بملک یمین در نوشابه تصرف کرد پسری ازو متولد شد رونے حکیمے در صحبت ذکی نشسته بود فرزند ذکی حاضر شد ذکی او را اکاری فرمود آن پسر دست راست و قوت ۱۲ فی الحال برخاست و روان شد چون گامی چند برفت باز گشت و در مجلس آمده نشست حاضران متعجب شده گفتند امتثال اول را چه سبب بود و اجتناب ثانی بچه جهت رو نمود آن حکیم بخندید و گفت ذکی خواست که فرمان برد نوشابه فرمانبری ۱۲ نگذاشت اثر هر دو جوهر ظاهر شد چنانچه در سفیدی و سیاهی فرزند به پدر و مادر مشابه میباشد و در ذالت و نجابت نیز همان قیاس باید کرد و درین باب حکیم

رومانی ۱۲

لہ ترجمہ فرمودہ جناب مولانا عبدالحق صاحب ۱۲

فردوسی فرموده نظم

درختیکه تلخ ست وی را سرشت	گرش در نشانی بباغ بهشت
ورازجوی خلدش بهنگام آب	ببیخ انگبین ریزی و شهد ناب
سرانجام گوهر بکار آورد	همان میوهٔ تلخ بار آورد

وگفته اند نفس خسیس را پروردن آبروے خود برون ست چه حرام ست بر کسیکه از نطفه خبیث در کمینه وجود آمده باشد که از دنیا انتقال کند بدی ناکرده بجای کسی که بادی نیکو کرده باشد فرد

بد اصل را چگونه کسی تربیت کند	در جیب خود چگونه کسے مار پرورد

ونکتهٔ دیگر در تربیت ملازمان آنست که یک کس را دو عمل ندهد بلکه برای هر کسی منصبے مقرر کند تا همه ملازمان امیدوار باشند و دو کس را یک عمل نیز نفرماید که چون شرکت پدید آید عمل برمراد ساخته و پرداخته نگردد قطعه

نه یک کس تواند که سازد دو کار	که آنرا پسندند ارباب هوش
دو کس نیز در یک عمل ضایع اند	که دیگی بشرکت نیاید بجوش

وچون از تربیت اجمال فراغتی روی نمود سه نکته از تفاصیل آن مرقوم میگردد ومقدم بر همه تربیت اولاد ست ودر ذخیرة الملوک فرموده که فرزند امانت حق ست نزد والدین و در عرصهٔ محشر مطالبهٔ حقوق این امانت خواهد بود چون این امانت آئینه ایست که صور جمیع نفائس وکمالات را قابل ست وجوهر حقیقت او را بهر چه میل دهند مائل گردد پس بضرورت در تربیت او سعی باید فرمود تا بصفتهای

پسندیده متصف گردد و از خصلتهای نکوهیده منحرف شود اول آنکه او را بنام نیک
تسمیه باید کرد که اگر نامی ناموافق باشد مدت عمر ازان در کراهیت خواهد بود دیگر دایه
او بغایت مزاج و خوش خوی و پاکیزه سرشت باید که در خبر آمده که شیر دادن طباع
را متغیر سازد چون مدت رضاع تمام شود مردم پاک دین نیکو خلق را بخدمت
او نامزد باید کرد تا طبیعت او با وصاف آن خادم مستانس گردد و چون طبع صبیان
بلهو و لعب اکل و شرب مائل ست در آنها آئین اعتدال و قانون توسط رعایت باید نمود
و معلم پرهیزگار دیندار تعین باید فرمود تا او را تعلیم قرآن و احکام شرعی در آموزد
و علمی که او را در دین و دنیا نافع باشد از و باز ندارد و بهترین تادیبی آنست که او را از
مخالطت جمعی که مفسد و کج طبع باشند نگاهدارد و با مردم خوش ذهن لطیف طبع
مصلح مصاحب سازند و دائم در پیش وی علما و عرفا و فضلا را مدح گویند تا
حجت ایشان در دل وی راسخ گردد و اشرار و فجار را بد معاشان را مذمت کنند
تا کراهتی از ایشان در طبع وی پدید آید و چون بسن تمیز رسد مردی بزرگ عالی همت
صاحب تجربه را که خدمت ملوک کرده باشد مقرر کنند تا آداب نشست و برخاست
در فتن و آمدن بوی آموزد و دران کوشد که آثار ادب و حیا و علو همت و تخلق
اخلاق ملوک از وی ظاهر گردد و چون وقت در آید سپاهیان جگردار و اوستادان
کار دیده را امر کنند تا آئین سواری و سلاحداری و انچه سلاطین را بکار آید بوی
تعلیم دهند و چون بزرگ تر گردد بخدمت مشائخ و صحبت علما دلالت کنند تا از نظم
بزرگان دین مستفیض گردد که همت را اثرهای کلی پیدا شود نظم

هر که ز دولت اثری یافت است	از دل صاحب نظری یافت است
همت مردان چو در آید بکار	برگ گل تازه برآید ز خار
هر نظری کز ره صدق و صفات	چون بحقیقت نگری کیمیاست

دیگر امرای دولت ایشان که رکن اساس مملکت اند و تربیت ایشان بران وجه شاید که دهنی بقواعد تعظیم ایشان راه نیابد و دست ایشان در تصدی مهمات کلیه ملکی و مالی قوی مطلق باشد و در جمیع اموری که بآن محتاج باشند ایشان را مدخل دهند تا هیچ مهم بی رای و تدبیر ایشان ساخته نگردد و سخنی که در باب مصالح ملک و مال بموقف عرض رسد بسمع قبول اصغا نمایند و در تقویت و تمشیت مهماتی که متعلق بدیشان ست از امور نواحی و ایلچی و لشکریان و ملازمان شرف التفات ارزانی دارند خصوصاً در مهم ایلچی که او زبان سلاطین باشد و حالت هر پادشاهی از اطوار ایلچی او معلوم میتوان کرد پس ایلچی مردی حکیم سخنگوی نیکورویی صاحب جود بزرگ همت باید تا آبروی فرستندهٔ خود نریزد و بهر کس که رسولی فرستند مناسب آن کس باید فرستاد چنانچه حکیم فرموده بیت

رسول تو انا تو انا فرست	بدانا هم از جنس دانا فرست

آورده اند که چون مهلب خوارج را هزیمت کرد و غنیمت بسیار بدست آورد رسولی مالک نام نزد حجاج فرستاد حجاج گفت مهلب را چون گذاشتی گفت در حالیکه دوستان او مسرور و اندوه دشمنان او مقهور گفت شفقت او بر سپاه بچه اندازه ست گفت شفقت پدر بر فرزندان گفت حال فرزندان او چون ست

گفت همه خوش اند گفت که در رزم چون اند گفت جان را در پیش ایشان خطرے
نیست گفت در بزم چگونه اند گفت مال را در پیش ایشان قدری نیست گفت
در عقل و فضل چگونه اند گفت چون دائرهٔ که سر و پایش نتوان یافت و اول و
آخرش نتوان یافت حجاج گفت این مرد سخن را بحد کمال رسانید و مهلب را
در دل ما وقعتی و در چشم ما حشمتے حاصل شد و از آداب رسول و عقل او استدلال
یعنی بزرگی ۱۲
کردیم بر ادب و عقل فرستندهٔ او قطعه

رسول را فرستی حکیمی فرست	که کار ترا باشد ازوی بهے
شنیدی که آن مرد دانا چه گفت	فارسل حکیماً ولا توصنی

اما تربیت لشکریان از جملهٔ ضروریات ست و فائدهٔ ایشان چهار چیز ست اول
قوت و هیبت پادشاه دوم دفع دشمنان سوم امنی رعایا چهارم دفع دزدان
و امنی راه ها و ایشان را چهار شرط بجا باید آورد اول آنکه از فرمان سلطان بیرون
نروند و بحکم او کار نکنند دوم آنکه با پادشاه یک دل و یک زبان باشند سوم آنکه
با یکدیگر نیز متفق باشند چهارم آنکه در کارزار مردانگی و فرزانگی رعایت نمایند و
سلطان را هم با ایشان چهار کار باید کرد اول آنکه سلاح و مرکب ایشان مهیا
سازد دوم مرتبهٔ هر یک نگاه دارد سوم مردان کاری را تربیت نیکو کند و
در میان لشکر سرفراز سازد چهارم از لشکر دشمن غنیمت که بدست آید ایشانرا
بهره مند گرداند و از پادشاه قباد منقول ست که موبد را گفت که با لشکر چگونه
معیشت کنم فرمود که بهر چند وقت تفقد حال ایشان باید کرد چنانچه چند ازند
جوبانی ۱۲

باغ تفحص بستان میکند و هر گیاهے که بکار نیاید و قوت از دیگر گیاهها باز
می ستاند آزامی بر دو دوری می سازد و هر چه از و نفعے متصور ست نگاه میدارد و تربیت
میکند و در میان لشکریان نیز جمعے باشند که از ایشان هیچکار نیاید ایشانرا علوفه
دادن اسامی آنها از دیوان ارزاق محو باید ساخت و بتربیت مردم کاری باید
پرداخت و بوجهی علوفه ایشان باید داد که بطریق اعتدال باشد چه اگر معیشت
ایشان را تنگ گیری ملول و متفرق شوند و ممکن که رجوع بجای دیگر نمایند و اگر
معیشت بر ایشان فراخ گردد مستغنی شوند و در ملازمت و خدمتگاری کاهلی
ورزند و همین معنی را حکیم نظامی آورده نظم

سپه را باندازه ده پایگاه	مده بیشتر مال از خرج راه
شکم بنده را چون شکم گشت سیر	کند بد دلی گرچه باشد دلیر
نه سیری چنان ده که گردنده مست	نه بگذار شان در خورش تنگدست
سپاهی که خوشدل نباشد ز شاه	ندارد حد و دولایت نگاه

دیگر وزراکه ایشان پیرایهٔ ملک و خزانهٔ مالند و اگر مهم والی مملکت بی وزیرے
متمشی گشتے حضرت موسی علی نبینا و علیه السلام از خدا درخواستی که ازبرائے
وزیری از اهل بیت من معین سازد و آن برادرم هارونست و بدو پشت من
قوی گردان پس معلوم میشود که وزرا سبب استحکام بنائے سلطنت و انتظام امور
مملکتند و قتی که مستجمع خصال رضیه و اخلاق زکیه باشند بیت

از وزیری که او نکو سیرست	ملک را از نیب و زینت دگرست

و تربیت ایشان آنست که بشرف التفات سلطان مفرز و بعز عنایت خاقانی مشرف باشند تا در چشم خاص و عام مکرم و معظم نمایند و قول ایشان را نفاذی و حکم ایشان را اعتباری باشد و کسی در مهمات عالی بی استصواب ایشان مدخل ننماید و تدبیر ایشان را در کارهای عمده تمام و اصلے باید دانست چه ممکن ست که بقلم کارها ساخته گردد که بشمشیر میسر نگردد بیت

قلم رخت جاے تواند کشید	که شمشیر نتواند آنجا رسید

روزی در میان وزیری و امیری در تقدیم و تاخیر منازعت افتاد امیر گفت من خداوند تیغ آبدارم و تو صاحب قلم ملک را بشمشیر توان ستد نه بقلم وزیر گفت کار ملک بقلم راست شود نه بشمشیر این ماجرا بسمع سلطان رسید و هر دو را بخدمت طلبید وزیر را گفت همیشه اهل قلم خدمتگاران اهل سیف بوده اند تو چرا اهل قلم را ترجیح میکنی گفت ای شهریار عالم شمشیر دشمنان را بکار آید نی دوستان را و قلم هم برای نفع دوستان بکار آید و هم برای دفع دشمنان دیگر اصحاب سیف را هوس ملک داری پدید آید و بر ولی نعمت خروج کنند و از اهل قلم هرگز این حرکت صادر نشود و دیگر اصحاب سیف خزانهٔ سلطانی را خالی میسازند و اهل قلم پر می کنند و محل دخل عزیز تر از محل خرج باشد قطعه

در خامهٔ وزیر بحرمت نگر که آن	در جوی یار ملک نهالیست بهره ور
حقے بموقع ست اگر تربیت کنند	آن شاخ را که میوهٔ او هست معتبر

اما تربیت مقربان و ایلچیان و محرمان حکومت آنست که هر یکے را بهم خاص نامزد فرماید

وبمهمے کہ منسوب بکسی باشد دیگری را دخل ندہد وقدر خدمت ہر کس بداند وفراخور
آن در بارۂ او عاطفت نماید وایشانرا بدان مثابہ دلیر نگرداند کہ ہر چہ خواہند توانند
گفت وحجاب رعونت ومہابت از پیش بر ندارد وہمہ را در مقام ادب ومرتبۂ حیا
متوقف سازد واگر کسے از ایشان بی محل سخنے گوید آن سخن را اصغا نکنند وتا کسے
نیک این نباشد وچندین نیاز موده باشد معتمد نباید ساخت وسر خود را باوی
در میان نباید نہاد وچون ملازمان ملوک را بر یکدیگر رشکے وغبطہ[1] بیباشد سخن
ہیچکدام در بارۂ یکدیگر استماع نباید فرمود وہمہ را بر دوستے وموافقت بایکدیگر
ترغیب باید کرد واز منازعت ومخالفت تحذیر باید نمود کہ مخالطت بایکدیگر ایشان
در امور انتظام سلطانی وخلل تمام دارد چنانچہ شمۂ ازین سابقاً ذکر یافتہ قطعہ

ملازمان سلاطین چو یک جہت باشند	مہم مملکت ومال برقرار بود
وگر نفاق نمایند ومکر وحیلہ کنند	اساس جملہ مہمات بے مدار بود

اما چون غلامان وبندگان درم خریدہ مر خداوند خود را بمنزلۂ دست پای وسائر
اعضا ایند چہ کسے کہ بجہت غیری تکفل امری کند کہ باعانت دست دران حاجت
افتد قائم مقام دست آن غیر بودہ باشد وکسی کہ سعے کند در کاری کہ قدم در آن
رنجہ باید کرد مشقت قدم کفایت کردہ باشد وکسے کہ بچشم نگاہدارد چیزے را کہ نظر
دران صرف باید کرد زحمتے از بصر باز داشتہ باشد وباقی برین قیاس پس
بمو جود این جماعت شکر گذاری باید کرد وانواع انواع رفق ومدارا ولطف ومواسا

[1] غبطہ بالکسر نکوئی احوال وآرزو بردن بحال کسے بے آنکہ زوال آن خواہد از وے ۱۲

وبیارهٔ ایشان بکار باید برد چه ایشان را نیز کلال و ملال و فتور ماندگی در خدمت پیدا میشود پس در کار فرمودن ایشان انصاف رعایت باید فرمود و چنان باید که بامور معیشت ایشان از خورش و پوشش خللے راه نیابد و اصل آنست که ایشان را بنظر خاص مخصوص سازد که اقدام بر اعمالی که بایشان مفوض ست از روی خوشدلی و نشاط کنند نه از سر کاهلی و ملال در کتب حکمت آورده اند که خواجه نشاید که بهر گناهی خادم را برانند زیرا که بنده وقتی شرط شفقت بجائی آرد و هواداری کند که خود را از مفارقت مخدوم ایمن داند و اگر بنده را بهر سهوی و خطای برانند خود را در خدمت عاریتی شناسد و هیچ راه گذریان و غریبان معاش کند و نه در هیچ کار اندیشه بکار برد و نه در هیچ مهم شرط شفقت نگاهدارد و اصل در بندگان ضعف حیا و دیر شرمی ست و این از همه صفتها در کار تر ست و اگر از بنده اثر مکر و دزدی و حیله دریافته شود زود دفع باید کرد چون یکے از بندگان بخیانتی فاحش و گناهی زشت ملوث گردد و بتادیب و تعذیب قابل اصلاح نباشد صلاح در آن ست که او را بزودی نفی کند تا دیگر بندگان بمجاورت و مصاحبت او تباه نشوند و فساد او بدیگران تعدی نکند قطعہ

صحبت مفسدان و بد فعلان	مردم نیک را تباه کند
هر که با دیگ همنشین گردد	جامهٔ خویش را سیاه کند

واگر از بندگان یکے از ارباب دولت که ملازم سلطان باشند شکایتے از خواجهٔ خود نزد سلطان آرد در چیزی که شرع را در آن مدخلی نبود زود منع او لازم ست چنانچه

درسیاسات سلطان محمود غزنوی آورده اند که روز آدینه سلطان بنماز میرفت
غلامی در غایت حسن وجمال سر راه سلطان گرفته بود چون بموکب شاهی رسید
غلام زمین را بوسه داد سلطان از روی کرم عنان حشمت باز کشید و بزبان
لطف و مرحمت پرسید که چه حاجت داری گفت شاها بنده را آنکس که از ترکستان
می آورد در تمام راه میگفت ترا بخدمت سلطان میبرم تا سایهٔ عنایت بر روزگار
تو اندازد و من بامید این بشارت و نوید این اشارت کربت غربت و خواری بندگی
تحمل میکردم و پیوسته بمضمون این بیت بیت

گرم هزار غم از روزگار پیش آید	چو روی شاه ببینم دلم بیاساید

خوشدل میبودم اکنون که بدین شهر آمدیم خواجه حسن مرا دید و هزار دینار بخرید و مدتی
که مرا در خانه پنهان میدارد و این ساعت فرصت یافتم و خود را بسر راه افگندم
بخت یاری و سعادت مددگاری کرد تا بدولت ملازمت رسیدم و امیدی که
در دل داشتم بموقف عرض رسانیدم باقی سلطان حاکم است سلطان فرمود تا
غلام را ادبی بلیغ کردند و او را بکسی سپرد که این را پیش حسن برد و بگوید که هزار
دینار بغلامی میتوان داد چرا صد دینار بدربانی نمیدهی تا بر خانه نشیند و نگذارد
که غلام تو بی اجازت از خانه بیرون رود یکی از خواص پرسید که غلام را عجب ادبی
فرمودند سلطان فرمود اگر نه آن بودی که هزار دینار حسن ضایع میشد بفرمودمی
تا از میانش بدو نیم زنند چه اگر غلامان را فرصت دهند هر غلامی که از خواجه بر نجد
همین شیوه پیش گیرد و شکایتی ناموجه بعرض رسانده مهم خواجگی و بندگی مختل و

مهمل بماند مثنوی

چو از خواجهٔ خود برنجد غلام	بداد دهد شرح با خاص و عام
به بهتان و غیبت کشاید زبان	که تا خواجه را افگند در زیان
غلامے کز ینسان بود خوی او	مبیناد چشم کسے روے او

قسم دوم ازین باب

در آداب جمعے که بدولت سلاطین تقرب جسته اند و سرافراز گشته از ارکان دولت و اعیان حضرت و خواص بارگاه و نواب و محاسب و سائر گماشتگان و متعلقان باید دانست که هر که در کار پادشاه شروع کند و در مهمات (نائبان ۱۲) سلطانی خوض نماید باید که سیرت او بر قانونی باشد که سبب نیکنامی سلطان و آبادانی مملکت (کهدم ۱۲) بود و این معنے وقتی میسر شود که رعایت چهار طرف بر خود لازم داند اول رعایت جانب حق دوم رعایت جانب پادشاه سوم رعایت جانب خود چهارم رعایت جانب رعیت اما در رعایت جانب حق پنج شرط است اول آنکه شکر نعمت الٰهی و فضل نامتناهی که در باره او واقع شده بجای آرد تا نعمت وے زیاده گردد بیت

شکر نعمت نعمت افزون میدهد	مفلسان را گنج قارون میدهد

دوم آنکه مرهم طاعت فرو نگذارد بلکه آنرا بر خدمت پادشاه مقدم دارد تا در همه چشمها عزیز گردد و در همه دلها مقبول بود آورده اند که ابو منظور وزیر پادشاه طغرل مرد دانا و کافی بود و عادت داشتی که چون نماز بامداد گزاردی تا طلوع آفتاب

اورا دخواندی بعد ازان بخدمت سلطان رفتی وقتی مهمے ضروری پیش آمد سلطان اورا
بتعجیل پیش خود طلبید کسان پی در پی آمدند واو از سر سجاده برنمی خاست حاسدان
مجال غیبت یافتند و زبان وقیعت کشاده اورا نزد سلطان به بدی یاد کردند که
بسے غفلت میکند واز سخن سلطان اعتباری نمیگیرد مانند این کلمات درمیان
آوردند بمرتبه که آثار تغیر مزاج در بشرهٔ پادشاه ظاهر شد اما چون خواجه از اوراد
فارغ گشت بخدمت سلطان آمد سلطان از روی غضب بانگ بروے زد
که چرا دیر آمدی گفت ای ملک من بندهٔ خدا ام و چاکر تو تا از بندگی فارغ نشوم
بچاکری نمیتوانم آمد سلطان بگریست واورا محترت بسیار گفت نظم

مده رشتهٔ خدمت حق ز دست	خداوند را بندگی کن که هست
سر پادشاهان گردن فراز	بدرگاه او بر زمین نیاز

سوم آنکه رضای خدای را بر رضای پادشاه تقدیم کند که چون حق سبحانه تعالی
از بندهٔ خشنود بود خشم دیگران اورا زیان ندارد واگر عیاذاً بالله خدای تعالی
بروی خشم گیرد خشنودی همه خلق اورا سودی نرساند فرد

چون خداوند از تو خشنود ست	خشم دیگر کسان ضرر نکند

مشهور ست که بزرگی در مجلس یکے از خلفا بود وقت نماز تنگ شد وخلیفه بمهمے
اشتغال داشت ونماز بر خاطر او فراموش شده بود آن بزرگ برخاست که نماز گزارد
یکی گفت چرا صبر نمیکنی که خلیفه بنماز برخیزد گفت حکم خدای را موقوف بحکم دیگرے
نباید داشت گفت بنشین که خلیفه بر تو غضب خواهد کرد گفت چون رضای خدا

حاصل شود از غضب مخلوق چه باک خلیفه که این بشنود آن بزرگ را بسیار بنواخت و آن متعرض را از نظر تربیت بینداخت شرط چهارم آنکه از خدای بیش ترسد که از پادشاه در خبر آمده است که هر که از خدای بیش ترسد همه کس از وی بیش بترسند پنجم آنکه بخدای امیدوار تر باشد که بپادشاه که هر چه میدهد او میدهد هیچ کرم کسی باید بست که هیچ امیدوار از در رحمت او باز نگردد بیت

محال ست گر سر برین در نهی	که باز آیدت دست حاجت تهی

اما رعایت جانب پادشاه را بسیست و پنج شرط ست اول تذلل و تضرع و اظهار عجز و خدمتگاری چه ملوک را همتهای عظیم و حالتهای بزرگ ست که بدان متفرد ند از غیر خویش و آن بدان سبب ست که مظهر سلطنت الهی واقع شده اند و ازین جهت لقب ظل الله بر ایشان اطلاق میکنند پس بآن معنی که این صورت در ایشان مختفی ست از همه خلق استخدام و تعبد خواهند و خود را سزاوار آن شناسد و در هر چه کنند طریق و استقلال و تفرد در رعایت نمایند و هر چند اساس سلطنت بیشتر باشد ظهور این صفت زیادت بود و برین تقدیر استغنای ایشان طالب آنست که مردم محتاج و مسکنت خود بر ایشان عرض کنند بیت

چه آورم بتو چون جمله هر چه هست تو داری	مگر شفاعت و عجز و نیاز مندی و زاری

دوم تحمل محنت و مشقت و ریاضت کشیدن و بر مکاره صبر کردن چه خدمت ملوک مبنی بر زحمت باشد در کتب حکما مذکور ست که ملازمت سلطان حائل ست میان مردم و آسایش و طلب راحت و لذت در خدمت ملوک از قبیل محالات باید شناخت

سوم آنکه هرچه اندیشد و کند و گوید باید که دران مصلحت پادشاه را ملاحظه نماید هم
از جهت دنیا و هم از جانب آخرت و طرف آخرت را مقدم دارد چهارم بطریق ملایمت و تلطف ظلم را
در نظر او نکوهیده سازد و عدل را بتعریف و توصیف در دل او شیرین گرداند و بر
وجهیکه مصلحت داند او را از ظلم باز دارد و که اگر بظلم پادشاه راضی شود او نیز در ان ظلمه
شریک باشد و در عرصهٔ حشر که ندای اُحْشُرُوا الَّذِینَ ظَلَمُوا وَ اَزْوَاجَهُمْ برآید او را نیز با ظلمه
در معرض خطاب و عتاب در آرند در اخبار مذکور ست که یحیی واسطی خطاطی بغایت
زیبا نویس بود و او لا و خلفا نزد او خطی می نوشتند و تعلیم میگرفتند روزی نزد وزیرے
تعریف کردند که یحیی قلم را نیک می تراشد او را طلبید و فرمود تا قلمی برای وی بتراشد
یحیی قلمے باحتیاط تمام بتراشید وزیر بدان قلم توقیعی نوشت خطا او بهتر از پیشتر نمود یحیی
را خلعت و هزار دینار انعام فرمود یحیی خلعت پوشیده و زر بقبضه تصرف در آورده
از مجلس بیرون آمد چون بدربار گاه رسید فی الحال باز گشت و گفت ایها الوزیر یک
صنعتے برین قلم فراموش کرده ام اگر اجازت باشد بجا آرم وزیر قلم بدست وے
داد قلم تراش بکشید و سر قلم بیفگند وزر و خلعت پیش وزیر بنهاد وزیر فرمود تا چه شد
گفت چون بدرگاه رسیدم این آیت بگوش دلم فرو خواندند که اُحْشُرُوا الَّذِینَ ظَلَمُوا وَ
اَزْوَاجَهُمْ یعنی حشر کنید ظالمان را با شریکان و مددگاران ایشان ترسیدم که تو
بدین قلم از روے ستم چیزی بر کسے نویسی و من که قلم تراشیده ام دران شریک باشم
و بعتاب الٰهی گرفتار گردم بیت

یارستمگار مشو اے عزیز	تا که ازان قوم نباشے تو نیز

لعنت کردن ظالمان و اعوان ایشان را و شریک بودن کسانے که در ظلم وزیر را

پنجم آنکه پادشاه را بر خیر دارد و چنان کند که خیر او بهمه کس برسد چه بهترین انعام آنست که عام باشد چون شعاع آفتاب که بر همه جامی تابد و چون رشحات سحاب که بر همه چکد گیها ۱۲ زمینها میرسد از بزرگے پرسیدند که خیر بر چه وجه باید کرد و بهترین خیرها کدام ست فرمود خیر بر عموم باید و بهترین آن بود که بروی تازه باشد و منت بآن همراه نباشد آورده اند که معن بن زائده کرمی عام داشت و در وقت بخشش بغایت خندان و تازه روی بودی عزیزی را پرسیدند که آیا ابر سخی تر ست یا معن بخشنده تر جواب داد که سخاوت معن از ابر بهتر و بیشتر ست گفتند بچه دلیل گفت بآن دلیل که هر چه ابر دهد گریان دهد و هر چه معن دهد خندان دهد قطعه

تازه روئے و انبساط و نشاط	در سخاوت عظیم معتبر ست
مرد بخشنده را بوقت سخا	تازه روئی سخاوت دگر ست

ششم تا بر کسے وثوقی تمام نداشته باشد و بارها صفات او را نیازموده باشد او را پیش پادشاه تعریف نکند و ستایش ننماید تا بوقت آزمایش شرمنده نشود آورده اند که زرگانی نزدیک یکی از نواب سلطان سنجر آمد گیسوها گذاشته و قدری جامهٔ کعبه آورده گفت من مردی ام از اهل بیت رسالت و امسال بحج رفته بودم و جهت سلطان حج گزارده ام و بر سر روضهٔ حضرت رسالت پناه صلے الله علیه و آله وسلم برای شاه و ارکان دولت او بحضور قافلهٔ حجاج دعا کرده ام اگر بخدمت سلطان رسانی هر آینه از تو منت دارشوم و بدین بشارت که آورده ام مرا نیز نوازش فرماید آن نائب این صورت را تحقیق نکرده نزد سلطان آمد و آن حاجی

حلوی را تعریف بسیار کرد چنانکه سلطان مشتاق شده باحضار او فرمان داد چون
آن عزیز را حاضر گردانید سلطان را دست بوس کرده بر حاشیهٔ بساط بنشست سلطان
پرسید که از کجائی گفت از شهر اصفهان فرمود که کی حج کردی گفت امسال قضارا ایلچی
از نزد حاکم اصفهان در مجلس آمده بود چون نام اصفهان شنید و آنکس را دید گفت
ای شاه من این کس را می شناسم او سید نیست بلکه از اولیان[1] آن ولایت ست
و بیشتر از ایشان موی بر سر دارند و من در همه این سال وی را در صفاهان میدیدم
در روز عید اضحی[2] بدر خانهٔ من آمده بود بطلب گوشت قربانی سلطان بغایت متاثر
شده روی بآن نائب کرد که نیک سید نامدار و حاجی بزرگوار بخدمت ما آورده
آن نائب مخجل زده و انفعال یافته از مجلس بیرون رفت و بقیة العمر بخدمت
سلطان نیارست آمد اگر در اول تحقیق حال او کردی دوران باب تفحص تمام بجا
آوردی غبار خجلت بر چهرهٔ حال او ننشستی و از نظر چنان پادشاه محروم نگشتی قطعه

مگو وصف کسے نزدیک شاہان	مگر وقتیکہ اورا نیک دانے
کہ گر نبود بران وصفے کہ گفتے	بسے در انفعال آن بمانے

هفتم هر چه داند که پادشاه را بدان میلے ست از اسپ و نوکر و امتعه و ضیاع و مستغلات[3]
و غیر آن جهت خود نگاه ندارد بلکه بطریق استدعا چنان کند که بنظر قبول رساند[4] هشتم
آنکه چون پادشاه با وے سخن گوید بدل و جان و عقل و هوش و چشم و گوش و تمام
جوارح و اعضا[5] متوجه سخن وی باشد و چنان نکند که یک کلمه از و فوت شود و هیچ

[1] اولی سرود گوئی کوچها و گدائی در خانه ۱۲ ب [2] استقلال غله گرفتن و آوردن و خواستن ۱۲

فکر و عمل نپردازد و نظر بر جانبے دیگر ننیداز دو بسخن با کسے مشغول نشود و هر چند سخن ضروری باشد چه سلاطین بغایت غیور باشند چون بینند که کسے توجه ایشان بجانبے دیگر و نظر یا بسخن میل کند از روی غیرت بروی خشم گیرند و اگر دران محل ظاهر نکنند اثر آن بمرور ظهور کند و خطرات بران مترتب شود دهم در مجالس ملوک با کسی سرگوشی نکنند یعنے سرنگویند که هر که بحضور او دو تن سرگویند که او نداند و نشنود دو نفر نموده (کانا پھوسی ۱۲) باشد او را خیالات بسیار رود و هزار انواع گمانها برد و اغلب ست که از ایشان کینه گیرد و در صحبت سلاطین آنیعنی را مبالغه بیشتر میباشد یکین که حساد و اهل فساد خاطر نشان پادشاه کرده باشند که فلان و فلان را با شما دل راست نیست و در هوا خواهے ایشان خللے پدید آمده و در مقام قصد میباشد چون بینند که در مجالس با یکدیگر سر میگویند کلام صاحب غرضان موثر مے افتد نظم

سخن پوشیده گفتن در محافل	نباشد شیوهٔ دانا و عاقل
که از طرز ادب بسیار دور ست	نشان غفلت و مکر و غرور ست

دهم باید که چون سلطان از کسے دیگر سوالی کند او سبقت نکند و جواب ندهد تا آنکس که (پہلے ۱۲) از و پرسید جواب گوید زیرا که جواب دادن کسے از ان سوال که بدیگری متوجه است حمل بر سبکساری و بے وقاری او میکنند یکی از حکیمے پرسید که اگر من در مجلس پادشاهی باشم و او از غیر من سوال کند روا باشد که من جواب دهم گفت نے تو جواب مگو که آن فسانهٔ استخفاف است هم بسائل یعنی ندانستی که از که سوال باید کرد و هم بمسئول یعنی استحقاق این سوال (سبکی ۱۲) ندارد و درین باب مخدوری دیگر هست که اگر

سلطان گوید که از تو نمی پرسم این را چه جواب توانی گفت و از انفعال این صورت چگونه بیرون توانی آمد اگر فرضاً از جماعتی پرسد که تو از ایشان باشی بجواب سبقت مکن که دیگران خصم تو شوند و بر سخن تو عیب گیرند بلکه تاخیر کن تا دیگران گویند و عیب و هنر هر سخن بدانی پس انچه تو دانی اگر بهتر باشد عرض کن والا خاموش بنشین

مثنوی

مکن خفت اندر جواب سخن	مگر در خطا و صواب سخن
اگر نقد تو بیش آمد بیار	کزان نقد افزوده گردد عیار
وگرنه در اظهار عیبت مکوش	مر آنرا به ستر خموشی بپوش

یازدهم باید که تا سلطان چیزی نپرسد ابتدا می سخن نکند و چون پرسد جواب بقدر کفایت گوید و خاموشی کند مگر وقتی که پادشاه میل داشته باشد با آنکه سخن بیشتر و در اثر گوید دوازدهم آنکه اگر سلطان او را بر چیزی وقوف ندهد مطلقاً تفحص آن نکند و در پی دانستن آن نرود چه او را قابلیت و محرمیت آن بودی با و گفتندی پس

مبالغه در وقوف بران متضمن غضب سلطان ست قطعه

با تو ستری گر نمیگوید از نامحرمیست	هر که نامحرم بود با سر سلطانش چه کار
چون کسی را در درون خانه رفتن راه نیست	با تملقها نمودن پیش دربانش چه کار

سیزدهم باید که در تحفه دهد یه و عطیه که نامزدی شود و استغنا ننماید از پادشاه اگرچه حقیر باشد زیرا که اندک سلطان بسیار ست و استغنا نشانهٔ خوار داشتن عنایت پادشاهست و هیچ عاقل این نکند که فیضی از سایهٔ الهی متوجه او گردد و از خود دور کند بیت

هرچه از پیش شه آید خوش بود	اندک و بسیار او دلکش بود

چهاردهم از طریق امانت قدم بیرون ننهد که امانت صفتیست که مردم خوار را عزیز گرداند و خیانت خصلتیست که مردم عزیز را خوار سازد یکی از خلفا فرموده که من مردم امین را دوست میدارم هرچند سفله باشد و با کسی که خائن باشد دشمنی دارم اگرچه بزرگ و عالی باشد زیرا که امانت علامت ایمان ست و در حدیث آمده که ایمان ندارد هرکه امانت ندارد و حق سبحانه و تعالی خائن را از محبت خود بی بهره ساخته اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ پانزدهم بدانچه از پادشاه بوی رسد قانع و راضی باشد و زیاده طلبی نکند و حرص ننماید که البته حرمان لازم حرص ست نظم

حرص و حرمان قرین یکدگر ست	حرص از جمله خلقها بتر ست
مردم از وصف حرص خوار شوند	در قناعت بزرگوار شوند

شانزدهم در حضور و غیبت سلطان بر ذکر محامد و نشر مکارم او مداومت نماید و اگر از کسی کلمهٔ بشنود که مشتمل بر ترک ادبی باشد به نسبت پادشاه او را بران ملامت و نصیحت کند و اگر منزجر نشود سخت گوید و جفا کند و اگر بدین نیز تیقظ نگردد ترک مجالست و مخالطت و مصاحبت وی گیرد و با او بهیچ وجه سخن نگوید هفدهم کاریکه بدو مفوض ست بران مداومت نماید و از مهمی که متکفل آنست غافل نشود و جهد کند که پیوسته حاضر باشد تا هرگاه که سلطان او را طلبد فی الحال بخدمت رسد و از مواظبت بر حضور و از ملازمت دائمی که موجب ملالت باشد احتراز کند هیجدهم اعتماد بر محبت و رضای سلطان نکند و به بسیاری خدمت خود نیز واثق نبود چه غرور جاه خدمتها را

له ای بخدا دوست همین را که خدا هر خائن کفر کیش را دشمن دارد

فراموش میکرداند و دیگر آنکه با سلطان اظهار نکند که مرا نزدیک تو حقی ست یا سابقهٔ خدمتی دارم بلکه تجدید ملازمت و تاکید دعاگوئی و لواحق فرمان برداری سوابق حقوق را نزدیک وی تازه دارد بر وجهے که آخر آن اول را احیا کند چه سلاطین سبقے را که آخرش از اول منقطع بود فراموش کنند و از خدمت کسی منت دار نباشند (جلا تا ۱۲)

چه ایشان خود را سزاوار خدمت می شناسند نوزدهم محل عرض حاجات نگهدارد که عرض کردن بر ملوک حکم نماز دارد چون نماز در وقت ادا کرده شود مقبول افتد

عرض حاجت نیز چون در محل افتد روا شود بیت

حرامش بود نعمت پادشاه	که هنگام فرصت ندارد نگاه

و باید که چندان حاجت عرض نکند که اثر ملال بر جبین پادشاه پیدا شود بیستم اورا اگر سلطان عزیز دارد و باید که بر جمعی که نزدیک او مقرب اند یا خدمت قدیمی دارند تقدیم نجوید و خود را از ایشان در پیش نیفگند که ازین صورت بر سفاهت و خفت و کم خردی وے استدلال توان کرد چه شاید که پادشاه را با آن کس که بر تقدیم می جوید اُنسے و الفتے باشد یا خدمتے بشرط کرده باشد که سلطان حق آنرا ضائع نگرداند چون آن کس بدفع طالب تقدم برخیزد پادشاه جانب وے گیرد و اورا مغلوب سازد و او در انفعال و خجلت بماند قطعه

بر آنکس که او خاص سلطان بود	تقدم مجو گرچه باشی عزیز
اگرچه ترا عزتے شد پدید	از اعزاز او هم براندیش نیز

بیست و یکم باید که از ستم سلطان نرنجد و غلظت و درشتی ایشان را بدلجوئی و دل خوشی

قبول کند چه گفته اند عزت پادشاهی و سطوت فرماندهی زبان را کشاده گرداند و باعراض
مردمان بے سبب پس برین تقدیر با ایشان مواسا باید کرد و اگر از روی نازی که لازم
سلطنت ست کسے را دشنام دهند باید که بدعا پردازد مصرعه دشنام سر
دعاست اینها ✤ و اگر درشتی کنند آنرا بلائمت حساب نماید مصرع تاویل وفا
کردم هر چند جفا دیدم ✤ بست و دوم آنکه اگر در معرض سخط و غضب و عتاب سلطان
افتد البته با هیچ آفریده شکایت نکند و عداوت در حقد در دل خود راه ندهد و وجه گناه
را با خود گرداند فرد

هر چند جفا کند شکایت نکنیم	گویم که جرم از طرف ماست هنوز

و بعد ازان اجتهاد کند و تلطف نماید تا بسببے که بدان ازالهٔ خشم توان کرد مهیا سازد
بست و سوم اگر سلطان بریکے خشم گیرد یا تزدوی متهم شود باید که ازان کس تجنب
نماید و با تهمت زده اختلاط نکند و با ایشان در یک مجلس مجالست ننماید و ایشان
را ثنا نگوید و تمهید عذر خواهی نکند تا وقتیکه غضب سلطانی به نسبت ایشان ساکن
گردد و امید عاطفت و مرحمت و مهربانی پدید آید آنگاه بروجهی لطیف اعتذار باید نمود
تا رضای ایشان حاصل آید بست و چهارم آنکه در پی رضای سلطان رود و چنان
سازد که خوشنودی او حاصل کند و آن بچهار چیز میسر ست یکی آنکه هر چه پادشاه گوید
تصدیق کند مگر چیزی که مخالف شرع و دین بود دوم راے و تدبیر او را بستاید سوم محاسن
او را ظاهر گرداند چهارم مساوی و قبایح او را بپوشد بست و پنجم کتمان اسرار ست و
این عمدهٔ همه شرطها و اصل همه ادبها باشد پس باید که در پوشیدن رازهای سلطان

مبالغہ بجائی آورد وطریق احتیاط درین باب آنست کہ اقوال ظاہر پادشاہ را کہ ہمہ
ملازمان بران مطلع اند بقدر توانائی پوشیدہ دارد تا بر صفت کتمان ملکہ پدید آید آنگاہ سر
پوشیدن بر و آسان شود و چون سلطان بر حال این کس اطلاع یابد اگر سری فاش
گردد تہمت بروی نیفتد چہ سر مکتوم بے آنکہ کسی فاش کند از احوال ظاہر بفراست ظاہر
معلوم میتوان کرد و از بعضے استدلالات نیز مفہوم میشود و در اثنای این حال
کسانیکہ دران سر محل اعتماد بودہ اند ہمہ متہم میشوند و گمانہای بد بدیشان می برند
پس چون کسے بدین صفت مشہور شد کہ محرم اسرار است و ہیچ سری از و ترشح
نمیکند ازین گمانہا دور میباشد اگر عیاذاً باللہ ماسکہ کسے ضعیف بود و تحمل کتمان
سر نمیتواند کرد سر او در معرض تلف ست بیت

چنین گفت آن حکیم مصلحت کوش	کہ گر سر بایدت سر را فرو پوش

آوردہ اند کہ پادشاہے بزرگوار از حکیمے عالیمقدار وصیتے طلبید حکیم فرمود کہ اے
ملک ہمہ وصیت ہا درین دو کلمہ شریف مندرج ست کہ التعظیم لامر اللہ والشفقۃ
علی خلق اللہ فرمان خدای را بزرگ دار و شفقت با خلق خدا فرو نگذار در باعی

اے تازہ جوان بشنو ازین پیر کہن	یک نکتہ کہ ہست بیگمان اصل سخن
با حق با دب باش عبادت میورز	با خلق برفق باش و نیکی میکن

پادشاہ گفت در سیاست سخنی بگوی گفت در کشتن مردم سعی مکن کہ خرابی بدن
انسان آسان کاری نیست مگر در کشتن سہ کس کہ ہمہ دانایان ترا معذور
خواہند داشت یکے جابری کہ خرابی ملک تو جوید دوم عاملی کہ مال تو زر دوسوم

ملہ وصیتے دانائے فرنگ ۱۲ ملہ بزبان فلاسفہ خدا کی اور مراد خلق خدا ہے ۱۲

خائنے کہ سر تو آشکار کند و در حکایات آمدہ کہ نوشیروان را گفتند فلان کس سر تو آشکار میکند فرمود کہ او را در خاک پنہان کنید تا آن راز پنہان بماند قطعہ

ہر کہ سازد سر پنہان آشکار	زیر خاک تیرہ پنہان بہتر ست
سر نگہداری سرت ماند بجای	زانکہ حفظ سر نگہبان سر ست

آوردہ اند کہ پادشاہی با یکے از ملازمان خود گفت کہ سری با تو میگویم باید کہ با کسے نگوئی گفت نگویم گفت من از برادر خود اندیشہ ناکم و پیش از انکہ از و قصدی ظاہر گردد در صدد دفع او میباشم باید کہ پیوستہ تو مرا محافظت کنی و از برادر من ہر چہ دریابی خبر بمن رسانی آن کس قبول کرد و فرصتے طلبیدہ آن حال با برادر او گفت و آن برادر از وی منت دار شد و گفت حقی بر من ثابت کردی کہ مرا خبردار ساختہ او نیز خود را محافظت میکرد و قضا را برادرش وفات کرد و سلطنت بدو رسید فی الحال کہ بر تخت نشست نوکر برادر را طلبید و حکم کرد کہ سرش بردارند گفت ای ملک گناہ من چیست گفت آنکہ سر برادرم آشکار کردی و با وجود آن ہمہ انعام کہ در حق تو فرمودہ و ترا محرم اسرار خود ساختہ تو سر او را نگاہ نتوانستی داشت مرا بر تو ہیچ اعتمادی نماند پس او را بقتل رسانید بسبب آنکہ راز نپوشید در ورطۂ ہلاک افتاد فرد

بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات	بخواست جام مے و گفت راز پوشیدن

اما در رعایت جانب خود ہفت شرط مرعی باید داشت اول از جاہی کہ چیزی نباید شد نستاند و بجای کہ نباید داد چیزی ندہد تا نہ در دنیا بدنام و بی مقدار باشد و نہ در آخرت رسوا و شرمسار دوم تا تواند دفع بدی کند از ہمہ کس و نیکی رساند بہمہ سوم

بلند همت باشد که اعتبار هر کس بقدر همت اوست ع باشد بقدر همت تو اعتبار تو
و هر که بصفت علو همت آراسته است هر آینه نفس نفیس خود را بطمع مال و منال دنیا
که بغایت خسیس است خوار نگرداند و باندک فائده جاهی و یا مالی عرض شریف خود را
بر باد ندهد که مال و جاه نماند و او در مقام خست و خواری بماند چهارم آنکه نه بر خود
سخت گیرد و نه بر خلق امام حجة الاسلام فرمود که عجب بدبختی باشد که برای رضای
مخلوق خود را بخشم خالق گرفتار گرداند و بجهت فراغت سلطان چندین مظلمه بر گردن
خود گیرد و نفس عزیز خود را نشیمن آتش دوزخ سازد و بخود نپردازد قطعه

از برای رضای خلق مکن	خویش را مستحق خشم خدا
حیف کز بهر راحت دگران	تو در افتاده بر نج و عنا

پنجم قدر اختیار بداند و قیمت اقتدار بشناسد و چنان سازد که پیش از صدمات
زلزال فوات و قبل از هجوم جنود هادم اللذات بیت

آن بهشتی که مرگ بناگه فرا رسد	خورشید عمر بر سر کوه فنا رسد

ذکر جمیل و اثر خوب از و یادگار ماند ششم با اختیار و جاه خود مغرور نگردد و تکیه بر
عزت و احترام نکند که دهر غدار و سپهر ناسازگار بجفا جوئی و تند خوئی معروف است
اندک زمانی را عهد نامه دولت کطی السجل للکتب در نوردیده میشود و رقم ناامیدی
بر صفحه بختیاری و کامگاری کشیده میگردد نظم

مشو مغرور مال و جاه و دینار	که دنیا یادگار است چون تو بسیار
وما دم بگذری دو اگذاری	بدشمن هر چه داری و اسپاری

له وصلے دالا ذوق کی بقی موت ۱۲ منه ان تنه پیلے بطلب معاش کے واسطے نوشتن کے ۱۲

هشتم بدان مقدار کہ ممکن ست با مردم نکوئی کند کہ فائدہ تقرب ملوک و اختیار بر
درگاہ سلاطین آنست کہ فوائد احسان بعام و خاص رساند خرد و بزرگ را از
مائدۂ جاہ خود نوالۂ فیض چشاند و یقین باید دانست کہ ہر کہ نیکی میکند با خود میکند
یکے از اکابر دین فرمودہ کہ من در ہمہ عمر با کسی نیکی نکردہ ام ملازمی پرسید کہ علی الدوام
فیض و احسان و انعام شما عام ست و بیشتر اہل این شہر مشمول نعم و محظوظ کرم شما اند
معنی این سخن کہ میفرمایند کہ من با ہیچکس نیکی نہ کردہ ام روشن سازید فرمود کہ راست
گفتم حق سبحانہ در کلام معجز نظام خود برین وجہ فرمودہ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ اگر
نیکوئی کنید نیکوئی کردہ باشید با نفسہای خود پس چون خاصیت احسان راجع
با نفس منست پس نیکوئی با خود کردہ باشم و در جانب بدی نیز ہمچنین ست وَاِنْ
اَسَاْتُمْ فَلَهَا و اگر بدی کنید ہم با نفسہای خود کنید چہ عقوبت بدی بشما باز میگردد و نظم

نکوئی کن چو اکنون میدہد دست	بدی بگذار اگرچہ قدرتت ہست
کہ نیکوئی نکوئی آورد پیش	وگر بد میکنی بد آیدت پیش

اما رعایت طرف رعیت باید دانست کہ غرض اصلی از جاہ و دولت نہ استرضای
بادشاہ و متعلقان اوست بلکہ مقصد اقصی رعایت عباد و امارت بلاد ہست پس
جانب رعایا مرعی داشتن اہم مہمات باشد و آن رعایت بدو شرط تواند بود اول
آنکہ در محافظت حال ایشان غایت اہتمام بجای آورد و با مداد اسعاد چنان سازد
کہ از کار خود باز نمانند و از جای خود جدا نشوند دوم شر ظلمہ را از ایشان مندفع سازد
کہ بزرگان گفتہ اند کہ رعیت بر مثال گوسفند ست و اہل اختیار بر مثال شبان و

ل اگر نیکی کنید نیکی کنید بخود کنید ۱۲ سہ اور اگر بدی کنید بخود کنید ۱۲

یا پادشاه مالک گوسفند همچنان که مالک اغنام را بشبان سپرده از دو دو گوسفندان ۱۲ چوپان را بایدنده ۱۲ چار پا یه یعنی گاو و گوسفند زیاده نگاه دارد و نگاه دارد در چراگاه خوش ایشان را فربه کند و نتایج و ثمرهٔ آن حاصل آورد همچنین ارکان دولت باید که رعایا را از چیزهای ضرر کننده و گرگان ستمگار نگاه دارند و انچه صلاح دین و دنیای ایشان دران باشد بران دارند و از منافع و مکاسب ایشان خبری بپادشاه رسانند نه آنکه از حال ایشان غافل شوند تا ظلمه هرچه عمانیان ۱۲ خواهند با ایشان کنند نظم

توئی راعی این دم غنیمت شمار	غنم را ز گرگ ستم باز دار
نیاید بنزدیک دانا پسند	شبان خفته و گرگ در گوسفند

وچون کلمهٔ چند از آداب اجمالی ارکان دولت گفته شد دو سه نکته از آداب امرا و وزرا و اهل قلم و ندماء مذکور میشود اما امرا را باید که دوازده قاعده نگاه دارند اول فرمان برداری حق تعالی بدان قدر که خواهد که خلق خدمت وی کنند نخواهد که خدمت خدای کم ازان کند پس زشت باشد که استحقاق مخدومی خود با خلق بیش ازان خواهد که استحقاق مخدومی حق با خود ببیت

گر جانب حق نگاه داری	حق نیز ترا نگاه دارد

دوم حفظ حقوق نعمت باید که حق ولی نعمت فرو نگذارد و طریق خلاف پیش نگیرد که کفران نعمت نتیجه های بد دارد و از جمله آنکه هیچکس را از ملوک بر ایشان اعتماد نماند و در همه کس بی اعتبار باشند و هیچ ناسپاس کافر نعمت بمراد نرسیده و بعاقبت به نکبت و خذلان گرفتار شده نظم

بدبختی ۱۲

حق نعمت نگاہ باید داشت	حرمتِ پادشاہ باید داشت
ہر کہ رو تابد از وے نعمت	بخت از و روے تابد و دولت

وگفتہ اند علامت مردی آنست کہ از ولی نعمت مکروہے و مضرتی رسد آنرا در مقابلہ فائدہ و منفعتی کہ از و گرفتہ محو و ناچیز گرداند تا شکر نعمت بجا آوردہ باشد فرد

نخواہم از سر کویت بصد چندین جفا رفتن	نشاید شیر مردان را بہر زخمے ز جا رفتن

آوردہ اند کہ خواجہ غلامی داشت کافی و خردمند روزی آن مرد با آن غلام بباغی رفت و در اثنای تماشای باغ بہ پالیزی رسید و خیاری باز کردہ بدست غلام داد غلام پوست باز کردہ برغبت تمام تناول مینمود (گلستان ۱۲) چنانچہ خواجہ ہوس کرد مقداری ازان طلبید تا بخورد ہمین کہ بچشید بغایت تلخ بود گفت ای غلام خیاری بدین تلخی چگونہ بنشاط میخوری گفت ای خواجہ این خیار تو بمن دادی و از دست تو بسیار چرب و شیرین خوردہ ام شرم داشتم کہ بیک لقمۂ تلخ روی ترش کنم فرد

از دستِ تو شربتِ شیرین بچشیدم	یک شربت تلخ از بچشیم باک نباشد

خواجہ را خوش آمد و گفت چون شکر نعمت من ادا کردی ترا در بندگی بگذارم آزادش کرد و انعام بسیار فرمود سوم از آداب امرا آنست کہ جہد نمایند کہ از جاہ تحصیل مال کنند نہ از شاہ یعنی چون قدرت دارند بخود سعی نمایند و مال بدست آرند و بمال بادشاہ طمع نکنند کہ مال محبوب ہر کس ست و ہر کسی کہ طمع در محبوب کسی کند در معرض عداوت افتد و حکما گفتہ اند از سلاطین اسباب منافع باید طلبید نہ نفس منافع مثلاً عملی طلب کند کہ موجب حصول اموال باشد تا ہم از سوال فارغ باشد و ہم

بمنفعت رسد چه نفع بملوک باید جُست نه از ملوک چہارم باید که غرض وسعی از همه
اسباب مالی وجاهی زینت بادشاه وآراستگی بارگاه باشد نه تجمل نفس خود چه
این نوع بادب نزدیکتر ست وبحق شناسی لایق تر بلکه استیفای آن اسباب
درین صورت متصور پنجم حذر کند از تشبه نمودن به بادشاه در چیزی که او بدان
متفرد باشد از منازل وملابس ومآکل ومراکب یا چیزی که لایق ملوک بود وبس
چه این معنی محمول بر ترک ادب باشد ویمکن که آن چیز در معرض ذهاب بود واو بسبب
آن در ورطهٔ هلاک افتد ششم باید که بر هر کار که از سلطان صادر شود که نه مخالف
شرع بود او را مدح گوید وآن کار را بخوبی ستایش کند بیت

اگر شه روز را گوید شب ست این	بباید گفت اینک ماه وپروین

وهمه عقلا را معلوم ست که هیچ کار نبود در دنیا که آنرا دو وجه نباشد یکی جمیل ویکی
قبیح پس وجه جمیل هر کاری طلب کند وآنرا حواله بپادشاه نماید واگر انکار مصلحت
نباشد بعد ازان به تدبیر حکیمانه خاطر نشان کند هفتم اگر سلطان رای زند که مخالف
نفس او باشد یا سخنی گوید که مکروه طبع او بود با او موافقت باید کرد وتذلل باید نمود
وتحقیق باید دانست که او سلطان وآنکس چاکر پس چاکر باید که متابعت سلطان کند
نه آنکه ازوی مساعدت ومطاوعت خود طلبد هشتم باید که بجاه وتقرب خود مغرور
نگردد وباعزاز واکرام بادشاه قدم از حد خود فراتر نهد ودر آداب این المقنع مذکور ست
که اگر سلطان ترا برادر گرداند تو او را خداوندان واگر نام فرزندی بر تو نهد تو خود را
خادم شناس هر چند او در تعظیم تو افزاید تو در خدمتگاری وتواضع افزای بیت

شاہ اگر لطف بیکدرماند	بندہ باید کہ قدر خود داند

وبباید دانست کہ اگر از امیری کہ در غایت اختیار و نہایت اقتدار باشد صورتی در وجود آید کہ شبیہ باشد بفرمان گذاری سلطان و سیاست وی البتہ مکروہ طبع اشرف پادشاہ خواہد بود اگرچہ ظاہر نکند در خاطر نگاہ خواہد داشت بیت

مکن در ملک سلطان ہرچہ خواہی	کہ شرکت بر نتابد پادشاہی

آوردہ اند کہ برادر سلطان محمود غازی غلامی را از بندگان درم خریدہ کہ از وے گناہی عظیم در وجود آمدہ بود بفرمود تا فرو کشیدند در پیش وی و چوب زدند غلام بہ تظلم پیش سلطان آمد سلطان در حال امر کرد تا طبل و نقارہ و کوس و علم و اسباب نوبت سلطنت بتمامی بدر خانہ برادرش بردند برادرش چون آن حال مشاہدہ نمود از غایت خوف و اضطراب بی توقف بدرگاہ سلطان آمد و سر نیاز بر زمین خضوع نہاد و گفت از بندہ چہ گناہ صادر شدہ و کدام جریمہ واقع گشتہ کہ موجب آن باشد کہ اسباب سلطنت بدر خانۂ بندہ فرستند سلطان فرمود کہ اگر سلطنت حق من ست تو با فرو کشیدن و چوب زدن چہ کارداری بایستی کہ آن حالت بعرض من رسیدی تا تفحص کردمی و نگذاشتمی کہ از مالک بر مملوک حیفی رود نہ از مملوک بر مالک و حق سبحانہ تعالی کہ بندگان بمن سپردہ جواب آن مرا باید گفت نہ ترا بعد ازان

بشفاعت بسیار گناہ برادر عفو فرمود مثنوی

سیاست نشاید ز کار آگہان	کہ آن خاص باشد بہ شاہنشہان
دلیرے مکن بر در شہریار	مہمات شاہان بدیشان گذار

نهم چون امور سپاهیان مفوض بامر ست باید که امیر سلطان را بران دارد که پیوسته لشکر او آراسته باشد و برای حرب مهیا و آماده گشته چه عالم محل حوادث ست و کس نداند که حادثه در چه وقت زائد و فتنه از کدام طرف آید اگر سلطان بجمع مال مشغول گردد رجال جمع نه کند بوقت ضرورت فرو ماند چه جمع رجال بمال میسر گردد و اطراف ممالک برجال مسخر گردد و لا مُلکَ[1] اِلّا بالرِّجال وَلا رِجالَ اِلّا بالمال بیت

بہ لشکر شود ملک عالم مسخر	بہ مال ست ترتیب لشکر میسر

آورده اند که یکی از سلاطین با امیری از امرای خود مشاورت کرد که من در قصهٔ مال و لشکر متحیرم اگر مال جمع کنم لشکر متفرق شود و اگر لشکر ترتیب کنم مال در دست نماند امیر گفت مال جمع کن سلطان گفت لشکر پریشان شوند گفت اگر رجال بروند وقتیکه بدیشان محتاج شوی مال برایشان عرض کن تا باز آیند گفت برین صورت هیچ دلیلی داری گفت آری درین خانهٔ خالی هیچ مگس نیست بفرمای تا ظرفی از عسل بیارند چون عسل حاضر شد مگس بسیار جمع آمدند گفت اینک نمود از انچه بگفتم ظاهر شد سلطان را خوش آمد و تحسین کرد و این سخن با امیری دیگر در میان آورد گفت لشکر ترتیب کن و ایشان را از خود مران زیرا که شاید در وقتیکه خواهی جمع شوند یا نشوند گفت برین معنی دلیلی داری گفت دارم و امشب بعرض رسانم چون شب در آمد بفرمود تا ظرفی از عسل آوردند یک مگس پیدا نشد گفت دلها که او کسی متنفر شدند و در تاریکی نفرت افتادند هر چند مال برایشان عرضه دهند پیرامون آن کس نگردند و من درین باب حکایتی یاد دارم ملک فرمود که باز گوی امیر گفت سلطانی در مصر بوده که در جمع مال

[1] لہ: نہیں ہے ملک مگر مردوں سے اور نہیں ہیں مرد مگر مال سے ۱۲

میلو سید و بغور حال لشکریان نمیرسید هر مالی که بدست می آورد در صند و قهامی نهاد
و بحد محافظت میکرد قضارا امیر شام لشکری جمع مینمود تا بداعیهٔ حرب او متوجه مصر شود
این خبر بمصر رسید یکی از ارکان دولت سلطان مصر باوی گفت که امیر شام لشکر جمع
میکند تا بحرب تو آید مال مید هد و لشکر میسازد مردان تو کو و لشکر تو کجاست پادشاه
اشارت بصند و قها کرد و گفت مردان در همیانها اند و لشکر من در صند و قها هر گاه
خواهم بیرون آیند در اثنای این حال امیر شام تاختی کرد و بر و غالب آمد و صند و قها
در تصرف آورد و گفت اگر او بدین مال مردان کاری و مبارزان کارزاری جمع
کردی این تفرقه بدو نرسیدی بیت

مال دهی مرد بدست آیدت	ور ندهی زود شکست آیدت

دهم برای صلاح ملک پیوسته باید که منهیان و جاسوسان برگمارند تا از جوانب
و اطراف خبرها بوی آرند و از هر گوشه که فتنه سر بر زند در تدارک آن کوشش نماید
آورده اند که صاحب ابن عباد ملازم فخر الدوله دیلمی بود و اکثر اوقات در شیراز
نشستندی اتفاق افتاد که سه روز پیش ملک نرفت صباح چهارم بملازمت
رسید فخر الدوله پرسید که سبب تخلف سه روزه چه بود صاحب گفت پیر روز منهی
ما از طرف مملکت ختا آمد و تقریر کرد که خان ختا بوقت آنکه بفراش خانه خود میرفت
با یکی از ارکان دولت خود بمشاورت سخنی گفت که سه روز ست که در اندیشه ام
که چه گفته باشد و تفحص لشکر میکردم و در دفع تعرض او چاره ها میساختم تا امروز
صباح قاصدی دیگر رسید که او تهیهٔ لشکری میکرد و بیکی از اطراف مملکت خود

بمیفرستاد خاطر جمع کردم و ببلازمت آمدم امراد وزرا را نظر تفحص احوال سلاطین با این غایت بوده با وجودیکه ختا کجا و شیراز کجا و قبل ازین در باب منهیان و ارباب اخبار و اعلام دوسه کلمه گفته شده بود قطعه

چو ضبط ملک مفوض بهمت است همه	که از جوانب و اطراف با خبر باشی
ببتیغ قهر سر فتنه جوی برداری	بدفع تیر بلا خلق را سپر باشی

یازدهم باید که وسیلهٔ آن شود که فقیران را بسلطان رساند و واسطهٔ آن گردد که مظلومان و دادخواهان را پیش پادشاهان در آرد تا در دل خود پیش طبیب دارالشفای عدالت تقریر کرده شربت شفای مراد نوش کنند و هر امیری که رعایا از خوف او بخدمت سلطان نتوانند رسید بر مثال آنست که جوی آب صافی باشد و نهنگی در آن آب جای گرفته و لب تشنگان بدان آب محتاج باشند و از هیبت او گرد آن نتوانند گشت قطعه

چو داری اختیاری آنچنان کن	که درویشان ز تو آسوده گردند
مباش آن نوع که از دست جفایت	بزیر پای غم فرسوده گردند

دوازدهم با زیردستان چنان زندگانی کند که خواهد که زیردستان با دهچنان معاش کنند و در حدیث صحیح آمده ست مَن لا یَرحَم لا یُرحَم هر که رحم نکند بر در رحمت نکنند و کسیکه بر خلق نبخشاید بر و نه بخشایند و در خبر آمده ببخشائید بر کسے که از شما فروتر ست تا رحم کند بر شما کسی که از شما برتر ست نظم

غم زیردستان بخور زینهار	بترس از زبردستیِ روزگار

سلوک آنچنان کن بخلق جہان	که خواہی که با تو کنند آنچنان

اما آداب وزرا زیادہ از ہمہ ارکان دولت باید زیرا کہ ہیچ کاری بر درگاہ سلاطین از وزارت صعب تر نیست چہ بروی حسد بسیار میبرند و حسودان او بیشتر ملازمان پادشاہ اند خصوصاً جمعے کہ در مناصب و مداخل با او مساہم و مشارک باشند لاجرم پیوستہ طمع در منصب او می بندند و دامہاے مکر و حیلہ باز کشیدہ مترصد آنند کہ او را در دامی افگنند کہ روی خلاصی نہ بیند و برین تقدیر او را ہیچ تدبیرے بہ از راستی و کم طمعی نیست باید کہ دقیقہ در باب آداب و شرط وزارت فرو نگذارد تا انگشت بر حرف او ننہند و بزرگان گفتہ اند کہ چون کسے مہم خود را بپاکے گزارد

عیب جویان را در و مجال دخل نماند فرد

کرا رسد کہ کند عیب دامن پاکت	که ہمچو قطرہ کہ بر برگ گل چکد پاکے

بزرجمہر را پرسیدند کہ لائق وزارت کیست گفت آنکہ او را چہار و سہ و دو یکی باشد گفتند بہ تفصیل بیان کن گفت یکے از چہار ہشیاری کہ سرانجام کارہا بداند دوم بیداری کہ خود را پیش از وقت در مہالک نیندازد سوم دلیری در ساختن کارہاے بزرگ چہارم جوانمردی اما آن سہ یکی آنست کہ چون از خدمتگاران خدمت نیکو بیند زود در مکافات آن او را دلنوازی نماید دوم جمعے کہ از فرمان او سر کشند مالش دہد سوم حوادث روزگار را آمادہ باشد و آن دو یکی آنست کہ جانب پادشاہ را رعایت کند و دیگر از جانب رعیت غافل نگردد و یکے آنست کہ در ہیچ کار از حق سبحانہ فراموش نکند و در حدیث آمدہ کہ چون خدای تعالے با امیری یعنی بکسی کہ

صاحب امر و خداوند فرمان باشد نیکوئی خواهد او را و وزیری راستگار و راست گفتار بدهد تا اگر نکته از قواعد معدلت فراموش کند آن وزیر یادش بدهد و اگر یادش بود وزیر او را مددگار ے نماید و اگر حق تعالیٰ بدان امیر غیر این خواهد او را وزیری ناخوش کردار بدهد که اگر دقائق عدل فراموش کند به یادش ندهد و اگر بر یادش بود او را بر ان اعانت و امداد نکند پس وزیری که بصفت راستی و پاکی موصوف ست مددگار سلطان باشد در تمهید ارکان عدل مثنوے

چراغ افروز ملکند آن وزیران	که رحم آرند بر حال فقیران
وزیر ار جاه خود در ظلم داند	از و کے نام سلطان زنده ماند

و از شروط کلی وزارت و آداب آن نوزده نکته آورده میشود اول رعایت جانب حق و این صورت بر همه چیز ها مقدم ست زیرا که چون کسی جانب حق نگاهدارد هر آئینه ملاحظهٔ احوال خود خواهد نمود و از ناشایست احتراز و اجتناب خواهد فرمود دوم مساوات نگاهدارد میان شاه و سپاه و رعیت و میل بهیچ جانب نکند تا حیفے واقع نشود و این مشکل ترین کاری و نازکترین عملی ست در وزارت سوم در کاریکه شروع میفرماید در عاقبت آن نیکو نظر کند و از خاتمت آن مهم براندیشد تا آخر پشیمانی نکشد و پشت دست حسرت بدندان حیرت نگزد مثنوی

کاریکه گرفتهٔ تو در پیش	از عاقبتش نکو براندیش
گر مصلحت ست آنچنان کن	ور نیست صلاح ترک آن کن

چهارم قاعده نیکو نهند که در حدیث آمده هر که سنتے حسنه و راه نیکو نهد مراد

راست مزد آن و مزد هر که عمل کند بدان و هر که سنتی بد و بدعتی ناپسندیده بنهد بر او باشد وزر آن و گناه هر که عمل نماید بدان ربا ع

اے آنکہ بکار شاہ بودی مشغول	خواہی کہ ہمیشہ باشدت عز و قبول
بر صفحہ روزگار رسمے بگذار	کان پیش خدا و خلق باشد مقبول

پنجم کفایت خود ظاہر گرداند در امور ملکیہ کہ کفایت وزرا در تمہید مصالح دولتہا بیش ازانست کہ تقریر پذیر باشد آوردہ اند کہ عضد الدولہ از ابو علی خضری کہ وزیر یکے از آل بویہ بود برنجید نزدیک او رسولی فرستاد با شمشیر برہنہ گفت این را پیش او نہ رسول ہمچنان کرد و ہیچ نگفت وزیر قلم پیش وی انداخت و گفت جواب تو اینست و روی بکار عضد الدولہ آورد و نامہا نوشت و ارکان دولت را برو بیرون آورد تا او را بگرفتند و بند کردند و تمام مملکت او را با ممالک شاہ خود ضمام داد بیت

ہمہ کار شاہان حکمت پژوہ	زرائے وزیران پذیرد شکوہ

ششم اگر سلطان رائی اندیشید کہ مصلحت مالی و ملکی دران نبود یا کہ بدان راضی نشود لیکن در مجمع آن را پسند کند و بر سر جمع نکوہش آن ننماید و داند کہ رای ملوک مانند سیلی باشد کہ از سر کوہ در آید و کسیکہ بیک دفعہ خواہد کہ آن را از طرفی بطرفے گرداند در ورطۂ ہلاک افتد اما اگر با دل مساعدت نماید و بمدارا و احتیاط یک جانب او را بخاک و خاشاک بلند گرداند بجانب دیگر کہ خواہد تواند برد ہمبرین سیاق در صرف رای پادشاہ از انچہ متضمن فسادی بود طریق تلطف و تدبیر بجای باید آورد نہ بروجہ امر و نہی بلکہ از روی تضرع چہ مصلحتی کہ برخلاف رای او باشد بدو باید نمود

واورا برو خامت عاقبت آن کار تنبیه باید داد و بتدریج در اوقات خلوت باید او
برای ۱۲
امثال و حکایات خاطر نشان او باید ساخت و بلطف و حیل آن رای را از خاطر
بیرون باید برد نظم

تو لنے بزمے و کار آگہے	کہ تغییر رائے سلاطین دہی
وگر از درشتی برآری نفس	نیایند ازان رای خود باز پس
پس آن بہ کہ اول مدارا کنے	بفرصت رہ چارہ پیدا کنے

ہفتم بہ منصب و مرتبہ و تقرب ملوک و کمال اختیار مغرور نگردد کہ مزاج سلاطین
حکم آب و آتش دارد و اعتماد را نشاید و یقین داند کہ ہر عملی را عزلی در عقب ست و ہر
دولتی را نکبتے مستلزم بزرگی را گفتند چرا سرای برای خود نسازی گفت درین شہر
دو سرا ست یکی سرای دیوان و قتیکہ در عمل باشم دوم تنگ زندان آن دم کہ معزول
۱۲
باشم فرد

چہ باشد نازش و کاہش باقبالی و ادبارے	کہ تا برہم زنی دیدہ نہ این بینی نہ آن بینی

ہشتم تا تواند احسان کند پیش از انکہ فرصت آن فوت شود نظم

زان پیش کہ دست ساقی دہر	در شربت دولت افگند زہر
از سر بنہ این کلاہ و دستار	جہدی بکن و دلے بدست آر
کین سر ہمہ سالہ با کلہ نیست	وین روی ہمیشہ ہمچو مہ نیست

نہم در روا کردن حاجات محرومان و امیدواران سعی بلیغ نماید کہ کفارت ملازمت
جزای گناہ ۱۲
شاہان قضای حاجت محتاجان ست از حضرت امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ
ادا ۱۲

منقول ست که فرمود اگر حاجت مومنے برآرم دوست تر دارم از انکه هفتاد سال
باعتکاف نشینم و از دانیال پیغمبر علیه السلام روایت کرده اند که گفت چندین سال
دست در رکاب پادشاهی میزدم تا سوار شود و غرض من آن بود که حاجت مردم
برآورده گردانم بسیار ازاولیا و حکما نظر بهمین معنی داشته اند و خدمت سلطان
اختیار فرموده و از شیخ کبیر قدس سره منقول ست که در یک روز هفتاد نوبت
پیش عضد الدوله رفته جهت کار مسلمانان و ساخته نشد و بآخر روز عضد الدوله
گفت ای شیخ عجب مردی بوده اینهمه آمدی و کار تو ساخته نگشت مع هذا باز
می آئی و هنوز ممتنع نشدی شیخ گفت ای ملک کار من ساخته شد که نیت من بدین ۱۲
رضای خدا بود میدانم که خدا ازین آمد و شد من خشنود ست اما کار تو ساخته نشد
که در مهم مسلمانان اهتمام نکردی و محتاجان را نا امید ساختی و ندانستی که تا
اهل دولت کار کسی نسازند کار ایشان ساخته نگردد

کار درویش مستمند برآر	که ترا نیز کارها باشد

عضد الدوله متنبه شد و بسیار بگریست و کارهای شیخ را تمام بساخت بیت

در کار ساختن کار کسان سعی نمائے	کار تو شود ساخته از لطف خدائے

دهم سلطان را بر خیر دارد و چنان کند که خیر او بهمه کس برسد گویند وزیر اتابک
از مال پادشاه خیر بسیار کردی اتابک مستوفی را فرمود که دیگر اقطاع بکسی نهی
که دستت ببرم روزی دیگر درویشی از وزیر چیزی خواست مستوفی را گفت که جاگیر ۱۲
فلان اشیا با قطاع او بنویس مستوفی تامل میکرد وزیر گفت چه تامل میکنی ازان
جاگیر ۱۲

می ترسی که دستت ببر دازین نمی ترسی که ترا برآویزم خبر باتا باک رسید وزیر را بخواند گفت مستوفی را چرا می آویختی گفت من میخواستم که طناب سراپرده دولت ترا بمیخ دوام استحکام دهم او نمیگذاشت نه سزاوار برآویختن باشد اتا باک بگریست و مرتبهٔ وزیر را بلند گردانید و خلعت داد و در تواریخ مذکورست که سلطان ملک شاه را گفتند که خواجه نظام الملک هر سال از خزانه صد هزار دینار بعلما و صلحا و فقرا و زاویه داران و گوشه نشینان رامید هد و شما را ازان نفع نیست و بدان مبلغ لشکر جرار درهم میتوان بست سلطان این سخن را بخواجه باز گفت فرمود که بدان زر لشکر زور را ترتیب میتوان کرد که ایشان دشمنان را بشمشیرے که طول یک ذرع ست وتیری که رفتن او سه صد گز باشد از تو دفع کنند من ازبرای تو همان زر لشکری ترتیب میکنم که از اول شب تا صباح بر درگاه حضرت آله بقدم صدق ایستاده اند ازبرای تو زبان بدعا و دست بحاجت کشاده و شمشیر همت بابر میرسانند و تیر آه از هفت آسمان میگذرانند و لشکر تو و ماهمه در پناه ایشانیم فرد

دگر مگوے که درویش در پناه کسی ست	که پادشاه جهان در پناه درویش ست

ملک شاه بگریست و گفت شاباش برائے من بیشتر ازین لشکر ترتیب فرمای یازدهم قدر روزعمل بداند و ازان فائده گیرد و در کارسازی و دوست نوازی کوشد و آزار و ایذا بکس نرساند و گرنه وقتیکه آن عمل از دست رود جز حسرت و ندامت در دست نماند بیت

چون توانستی ندانستی چه سود	چون بدانستے توانستے نه بود

آورده اند که بزرگی از عمل معزول شد و جزع میکرد گفتند روا باشد که چون تو عزیزی در عزل جزع کند گفت من نه از معزولی جزع میکنم چه یقین میدانم که عمل بی عزل نمیباشد این فزع و اضطراب برای آنست که اگر با کسی نکوئی کرده ام میگریم که کاشکے نیکی زیاده کردمی و اگر از من به نسبت کسے بدی صادر شده می اندیشم که کاشکے بدی نکردمی فرد

چون عاقبت جزای بدو نیک میدهند	اے کاش نیکی از همه کس بیش کردمی

دوازدهم از رجوع خلق و تردد مردم به تنگ نیاید و بوقت ملاقات با ایشان گره بر پیشانی نزند و یقین داند که مردم ملازم اختیارند هر جا که این صفت ظهور کند از ملازمت خلقان چاره نیست آورده اند که فضیل بن سهیل در زمان وزارت خود یکے را گفت که از آمد و شد مردم تنگ آمده ام و از بسیاری گفت و شنود با داد خواهان ملول گشته گفت ای وزیر بالش اعزاز از پس پشت برگیر و مسند وزارت در هم پیچ و در عهدهٔ من کن که هیچکس ترا نرنجاند و در هیچ مهم کسے بتو رجوع ننماید قطعه

پیش آنکس که اختیارش هست	خلق بے اختیار مے آیند
وگر آن اختیار رفت از دست	بدر او چه کار مے آیند

سیزدهم دوستان خالص پیدا کند که از نعمتها احباب یکدل و یکجهت نیکوتر باشند و گفته اند دوست مخلص به از گنج زر خالص چهاردهم از اعمال خائن و ظالم غافل نشود و پیوسته به تفحص و تجسس احوال ایشان اشتغال نماید و ظالمان آزارنده را بر مظلومان رعایا مسلط نگرداند و چون ستم و خیانت یکی از ایشان ظاهر شود او را

بعقوبتی که سزاوار آن باشد عبرت دیگران گرداند و در سیاست ظلم مطلقاً مسامحه نکند
پانزدهم از عمال رشوت نگیرد که تا کسی رشوت از دیگری نستاند نتواند که بدیگرے
رشوت بدهد و چون وزیر بر رشوت فریفته شد اجازت ست بر رشوت گرفتن آنکس
و رشوت دادن و ستدن حرام ست و دیگر رشوت گیرنده زبون از رشوت دهنده
میباشد و زبونی مناسب وزیر نیست شانزدهم اگر بر کید حاسدی و مکر مفسدی
یا غمز و سعایت معاندی وقوف یابد چنان ظاهر کند که او را بدل هیچ باک نیست و
نزد سلطان خشمی و کینه از ایشان ظاهر نکند که موکد سخن ایشان گردد و اگر در مقام
سوال و جواب و مناظره و جدال افتد جواب از روی حلم و وقار گوید خشت و سبکساری
نکند که غلبه همیشه در جانب حلم میباشد هفدهم خود را بسلطان چنان نماید که باندک کلمه
و کمتر اشارتے که شاه فرماید تمامی اموال و همگی جهات خود را ببذل خواهد کرد که چون چنین
کند مال او از طمع پادشاه ایمن شود چه آنرا از خود داند و همان در تصرف خود شناسد
هیجدهم کسے را که عمل میدهد باید که از روی تامل و فکر بسیار باشد و تا بارها نیازموده
باشد بروی اعتماد نکند تا در آخر کار منفعل و شرمسار نگردد نظم

بعقلش بباید نخست آزمود	بقدر هنر پایگاهش فزود
بایام تا بر نیاید بسے	نشاید رسیدن بغور کسے

نوزدهم بکاری که رفتن در و آسان باشد و بیرون آمدن دشوار شروع ننماید که
بزرگان گفته اند بیت

تو به مهمی که در آئے نخست	ز خنه بیرون شدنش کن درست

ارباب قلم یکی دبیران اند و تعلق بسلطان دارند و دیوان انشا تعلق بدیشان
میدارد و ایشان بباید که امین باشند و معتمد و کافی و خوش طبع و خوش نویس و زود فهم و از اصطلاحات
باخبر از حکیم ارسطو پرسیدند که حاجب پادشاه بهتر یا کاتب او حکیم فرمود که حاجب
جزو اوست و کاتب کل او و اگر دبیر لطیف طبع افتد کفایتهای نیکو تواند کرد آورده اند
که پادشاه ایران عادتی داشت که در حربها فوجی از خیار لشکر را جامهٔ سیاه
پوشانیدی چون جنگ سخت شد بفرمودی تا سپاهداران پیش رفتندی و آن جنگ
را بسر بردندی وقتی اتفاق افتاد که پادشاه توران که پنجاه هزار مرد داشت مصاف
کشیده چون هر دو لشکر در مقابله یکدیگر بایستادند شاه ایران با بعضی خواص از اهل
مصاف خود بر بلندی ایستاده بود چون اشتداد خصم و کثرت لشکر او بدید خواست
که آن روز حرب نکند و بدست خود بر کاغذی نوشت که سپاهداران را بگوئید تا باز
پس ایستند و دبیر مرد عاقل بود دانست که اگر لشکر باز گردد خصم قوی شود و امکان
دارد که ظفر یابند فی الحال قلم برداشت و نقطه در زیر سپاهداران زد تا سپاهداران شد
چون خط ایشان بسپاه داران که امرای لشکر بودند رسید تصور کردند که سپاه و مددی
رسیده باعتماد تمام لشکر را پیش کردند و خود از عقب ایستاده حمله نمودند لشکر دشمن
ازان جرأت و صولت عجب داشته منهزم شدند و بمدد سپاهداران حاجت برآمد
دبیر صورت حال بعرض رسانید شاه او را بستود و نوازش فرمود و گفت
دبیر چنین باید که بیک نقطه پنجاه هزار مرد را هزیمت دهد و دیگر در باب دبیران
حکایتی هست که پادشاهی بپادشاهی نوشته بود که پیش از انکه تو خود را بمن زنی

من خود را بر تو خواهم زد ارکان دولت فرو ماندند که در جواب این سخن چه نویسند
دبیر سلطان مرد خوش ذهن بود گفت من جوابی بنویسم که همه شما را پسند افتد پس بنوشت
که من و تو شیشه و سنگیم خواه سنگ بر شیشه زن و خواه شیشه بر سنگ همه اعیان حضرت
این جواب را پسندیدند فرد

سخن کان از سر دانش نویسد		بنزد عاقلان مقبول باشد

دیگر عملدارانند و ایشان متعلق بوزرا میباشند و عامل باید که نیک نفس و
خوش خوی باشد و از حرص و طمع بر کران بود نوشیروان فرمود که عامل باید که دست
بسته باشد و هم دست کشاده یعنی به نیکی دست بگشاید و از خیانت دست بندد
و دیگر باید که رسم بد ننهد و قانون نا موجه وضع نکند که هم پادشاه را بدنامی آرد
و هم خود را بنفرین خلق گرفتار کند آورده اند که وزیری عاملی را بجای فرستاده
بود عامل نوشت که اگر فلان کار بکنم زر بسیار حاصل میشود وزیر در جواب نوشت
که بازار عوانان پیش ما بسیار کاسد است و زبانهای ایشان گنگ و دستهای
ایشان بغایت کوتاه پنج روزی که تو در کاری چنان مکن که سبب بدنامی ما و واسطه
لعنت و خواری خود شوی و دیگر باید که تصور نکند که اگر پادشاه یا وزیر یا امیر ازو
راضی اند جانب رعیت سهل ست زیرا که کسی را که چندین هزار خلق خصم باشد
چگونه سلامت تواند بود بلی اگر رعایا خوشنود باشند طرف پادشاه سهل ست
آورده اند که یکی از خلفا شخصی را بعمل فرستاد و او برفت و چندین رسمهای
نیک بر انداخت و قاعده های بد نهاد و مال بسیار حاصل کرد چون پیش خلیفه آمد

خلیفه ازو برنجید و مصادره با فرمود و مدتی در زندان انداخت بعد ازان فرمود تا بر
عمل رود ده پانزده سال گذشته مال بیارد آن عمل دار متحیر شد و با شیخی دران باب
مشاورت کرد شیخ فرمود قبول کن باکی نیست اما امسال رسمهای نیک بنه و
بدعتها براندازو رضای رعیت حاصل کن و وظائف درویشان و ادرارات و
اقطاعات تمام بده و باز آی در عهدهٔ من که هیچ آفت بتو نرسد برفت و بهمین طریق
که شیخ فرموده بود عمل کرد چون باز آمد ده دینار رسال گذشته را هشت دینار بیاورد
با وجود این رافت و عاطفت از خلیفه به نسبت وی واقع شد آن عامل سبب این
دو صورت از شیخ سوال کرد که در سال گذشته کفایت بسیار کردم و مال وافر
آوردم عقوبت کشیدم و امسال مال کم آوردم و تربیت دیدم شیخ فرمود که دران
نوبت چندین هزار مردم خصم تو بودند آن نتیجه داد و درین کرت این همه مردم شفیع

تواند چنین ثمره میدهد هنر

بدی مکن که درین کشت زار زود زوال	بداس دهر همان بدروی که می کاری

اما چون ندما بدولت مجالست سلطان مشرف شده اند ایشان را در رعایت
قواعد ادب حرمت باید کوشید و شرط ایشان آنست که انچه نزدیک بادشاه
مقبول و مکروه باشد بدانند و ایثار آن کنند که مقبول سلطان ست و اگرچه مکروه
نفس ایشان باشد و ندیم سلطان باید که با خود مقرر کند که در بندگی خدای و
خدمت مخلوق هیچ چیز سودمند تر از ترک حظ نفس خود نیست و چون این معنی
نزد او محقق گردد در هر معامله و محاوره که میان او و سلطان افتد خویش را دران

بهره بیند ترک بهره خود گیرد و ازان تجنب نموده خط خود پادشاه را مسلم دارد تا ثمرهٔ خیر دهد و آن فائده هم عائد بدو شود و اگر با دل استیفای حظ خود مشغول گردد کار او خالی از خللی نباشد و چون او را انبساط و گستاخی میباشد باید که بهیچ وجه در هیچ کاری حرفی با سلطان حواله نکند اگرچه حق بجانب وی بود و اگر چیزی قبیح از وی دریابد هیچ جا باز نگوید و اگر بنا در سهوی کند و باز گوید بدان اعتراف نکند اگرچه آن خبر باسلطان رسیده باشد که از اقرار تا انکار تفاوت بسیار است و اگر میان وی و پادشاه حالی افتد که قبح آن عائد بیکی از هر دو تواند بود جهد کند در آنکه آن قبح منسوب با خود گرداند برارت ساحت سلطان را ازان ظاهر کند و چون سلطان بری الساحة شود باید که حیلها انگیزد و تدبیرها اندیشد که آن قبح از و نیز بگردد و باید که در خدمت ملوک چشم و دست و دل و زبان بفرمان او باشد تا سلامت ماند رباعی

پیوسته دو گوش سوی شه باید داشت	فرمان ورا چشم بره باید داشت
از نیکوئی زبان روان باید کرد	وز بد دل و دیده را نگه باید داشت

اصمعی میگوید که روزی نزدیکی از خلفا رفتم او را دیدم بر تخت نشسته و دختر پنج ساله که تخمیناً نزدیک وی قرار گرفته مرا گفت دانی این دختر کیست گفتم معلوم ندارم گفت دختر پسر منست برو و بوسه بر فرق او نه من متحیر می ماندم و گفتم اگر خلاف امر کنم عقوبت کند و اگر جرأت نمایم شاید غیرت او را بران دارد که مرا بر نجاند پس آستین بر سر آن دختر نهادم و برداشتم و سر آستین خود را بوسه دادم خلیفه را آن ادب خوش آمد گفت اگر بخلاف این میکردی از نعمت حیات محروم می ماندی

دینار انعام کرد من شکرانهٔ آن را که ازان ورطه خلاصی یافته بودم همه را صدقه دادم و در آداب ندما آورده اند که یکی از ملوک غلامی داشت

بغایت صاحب جمال فرد

رخی چنان که ز خورشید و ماه نتوان کرد	خطی چنانکه ز مشک سیاه نتوان کرد

روزے ندیم خود را گفت این جوان زیبا صورتے و دلکش هیأتی دارد گفت آری صبیح ملیح است و بسیار لطیف و ظریف سلطان گفت تو او را دوست داری گفت نے گورا ۱۲ پرسید که چرا گفت کسی را که پادشاه دوست می دارد من که باشم که او را دوست دارم سلطان را ادب او خوش آمد و سخن او را پسندیده درجه او را بلند گردانید قطعه

هر کرا مایهٔ ادب باشد	گر بجائے رسد عجب نبود
چون ادب بهتر از حسب چیست	حسب بهتر از ادب نبود

چون این رساله بسر حد اطناب رسید آداب اقتضای آن میکند که زیاده ازین قدم بر بساط انبساط نهاده نشود و بدعاے دوام دولت روز افزون بسمت خواهش ۱۲ درازی ۱۲ نقش ۱۲

اختتام باید فرد

سخن نه بر نهج اختصار رفت آن به	که طی کنم و گر این نامه را که وقت دعاست

فرد

خدایا تا فلک را سر بلند است	بزرگان را ز حکمت ارجمند است

اشعهٔ رایات آسمان فرسای لمعات الویه سپهر آسای این شاهزاده عالی را جمع شعاع ۱۲ فلک ۱۲ جمع لوا ۱۲

عالم آرای مثنوے

فروزان رویش از فر الٰہی	درخشان کوکبی از برج شاہی
ابوالمحسن شہنشاہ جوان بخت	کہ برخوردار باد از تاج و از تخت

تا انقراض ادوار لائح و لامع باد و کوکبۂ عظمت و دبدبۂ حشمت و ابہت او از سپہر فتح و نصرت شارق و طالع و روشن مصرعہ این دعا از ہمہ خلق جہان آمین باد ٭ باتمام رسید و باختتام انجامید این رسالہ مشتمل بر اسرار حکمت و منطوی بر حقائق اطوار اہل دولت و ہم از نام کتاب کہ مضاف باسم سامی و نام نامی آن حضرت ست تاریخ اتمامش مفہوم و معلوم میگردد قطعہ

باخامہ گفتم ای کہ ز سر ساختی قدم	وز مقدم تو چشم سخن یافت روشنی
اخلاق محسنی بتمامی نوشتہ شد	تاریخ ہم نویس ز اخلاق محسنی

۱۲۷۹ھ

خاتمۃ الطبع

درین زمان بہ فضل ایزد منان کتاب ندرت خطاب مسمّٰی بہ اخلاق محسنی من تصنیف عالم مدقق فاضل محقق ملہمی عہد و ذو فنی زمان کلام خدا را حافظ جناب ملا حسین الواعظ الکاشفی کہ بظاہرش موجز و مختصر ست و در حقیقت محیطی را بکوزہ آوردہ و در عبارت صاف و سلیس خالی از غرابت و تکلف جمع فرمودہ بمرتبۂ نوزدہم در مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ بماہ جنوری سنہ ۱۹۳۶ء مطابق ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۴ھ باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع موصوف حلیہ طبع در بر کشید

بقلم سورج بلی کاپی نویس ساکن محلہ نوبستہ لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
		تصوف کی دوسری نایاب اور نادر کتابیں فارسی	
		غنیۃ الطالبین یہ ایران میں بہت مشہور ہے	
		شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی	
		مصر کی آزاد تصنیف جو طالبان حق اور	
		سالکان راہ تصوف کے لئے ایک گرانمایہ	
		تحفہ ہے اس میں مدعیان تصوف کے	

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
عبدالحق محدث دہلوی نے لکھی ہو اصل		نہایت مفید رسالہ ہے۔
عربی شرح فارسی	۱۰	مکتوبات حضرت شیخ بدرالدین
فوائد سبعہ فارسی اور اس کے الفاظ کی		بھی شامل ہیں۔ یہ کتاب بہت ہی
باتیں فارسی الفاظ ہونے کے طریقے		بعض مروجہ [illegible]
اور تصوف کے بہت اہم مضامین	۱۱	[illegible]
شرح فصوص فارسی ہے کتاب میں		[illegible]
ضمیمہ نہایت جامع اور علم تصوف کے		[illegible]
نہایت نازک اور دقیق مسئلوں کا ایک		۱۲
بیش بہا خزانہ ہے مع بہت سے واقعات		[illegible]
کو حکایات کی صورت میں بھی لکھا ہے		[illegible]
اور تصوف کے متعلق تو شاید کوئی ایسی		[illegible]
بات نہ ہوگی جو اس میں چھوڑ دی گئی ہو	للعبد	[illegible]
چراغ ایمان۔ علم مناکحہ تصوف کے		عارفانہ اور مستانہ کلام از حضرت
طور پر بیان کیا ہے۔ اپنے رنگ کی		۱۳ خوش بیان۔
ایک ہی کتاب ہے کوئی کتاب اردو فارسی	۰	رسالہ رموز پنجتن [illegible]
میں کہ عوام زبان میں اس قسم کی		[illegible]
نہیں ہے۔ ہر کہ [illegible]		[illegible]
باوجود اس خوبی کے۔	۱۴	[illegible]
مطالب [illegible]		[illegible]
تاکید کی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ایک		[illegible]
مصرکۃ الآرا تصنیف۔	۱۵	[illegible]
کلمۃ الحق۔ وحدت الوجود پر کامل بحث		[illegible]

CALL No. ۸۹۱۵۵۴۳۲ / ف خ ۱۱ ک ACC. NO. ۱۴۵۴۳
AUTHOR ۲۵ الکاشفی، ملا حسین واعظ
TITLE اخلاق محسنی

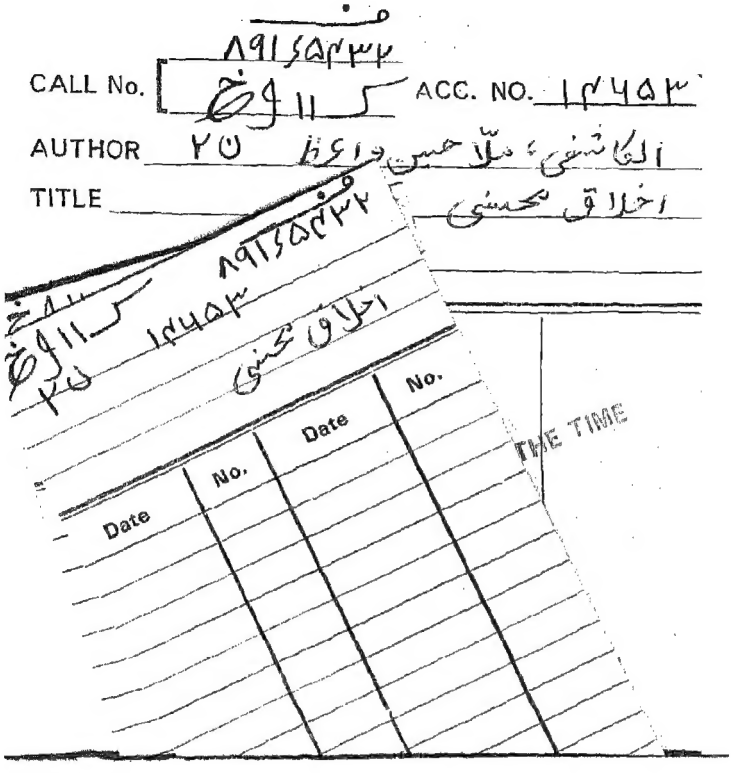

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over-due.